

کفر سازیاں

رضا خانی کتابوں کے مضامین کا مستند مجموعہ، جن میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم ملت مسلمان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے (اعاذنا اللہ)۔ مع سپاس نامہ جو بریلوی بیروں نے جلیاں والہ باغ میں گولی چلانے والے رسوائے زمانہ ظالم انگریز جنرل الزوار کو رنج و غصہ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جن پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے ان کی دینی خدمات کیا تھیں۔

تالیف
مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہریؒ

تبویب و اضافات
علامہ ابو نافع امدادی
مولانا محمد طیب ظفر مند

تحفظ نظریات دیوبند اکادمی
کراچی

کھنڈا خانہ نور کی سازیاں

رضائاتی کتابوں کے مضامین کا مستند مجموعہ، جن میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم ملت مسلمان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے (اعجاز اللہ)۔ مع سپاس نامہ جو بریلوی بیروں نے جلیاں والہ باغ میں گولی چلانے والے رسوائے زمانہ ظالم انگریز جنرل اوڈا پر گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جن پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے ان کی دینی خدمات کیا تھیں۔

تالیف
مبلغ اسلام حضرت مولانا نور محمد مظاہریؒ

تبویب و اضافات
علامہ ابونافع امدادی
مولانا محمد طیب ظفر مند

ناشر
تحفظ نظریات دیوبند اکادمی
کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت	۱ :
کتاب	رضا خانیوں کی کفر ساریاں
تالیف	مولانا نور محمد مظاہری
تدوین و اضافات مفیدہ	علامہ ابونافع امدادی / مولانا محمد صیب ظفر مند
اشاعت	جمادی الاول ۱۴۳۰ھ / مئی ۲۰۰۹ء
ناشر	تحفظ نظریات دیوبند اکادمی، کراچی

☆..... ملنے کے پتے☆

- ۱: مکتبہ رشیدیہ، بالمقابل مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی
- ۲: مکتبہ خدیجہ الکبریٰ، کتاب مارکیٹ، اردو بازار، کراچی
- ۳: ادارۃ الانور، علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی
- ۴: مکتبہ القرآن، علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی
- ۵: بیت الکتب، بالمقابل اشرف المدارس، گلشن اقبال، کراچی
- ۶: مکتبہ عمر فاروق، جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی
- ۷: مکتبہ حمادیہ، جامعہ حمادیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی
- ۸: حاجی امداد اللہ اکیڈمی، مارکیٹ ٹاور، حیدر آباد
- ۹: عزیز کتاب گھر، بیراج روڈ، سکھر
- ۱۰: مجیدیہ کتب خانہ، اردو بازار، بیرون بوٹریٹ، ملتان
- ۱۱: مکتبہ عائشہ، حق اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور
- ۱۲: مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
- ۱۳: کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، راول پنڈی
- ۱۴: ادارۃ نشر و اشاعت، مدرسۃ العلوم، فاروق گنج، گوجرانوالہ
- ۱۵: مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ

فہرست مضامین

معروضات	علامہ ابونافع امدادی / مولانا محمد صیب ظفر مند	۱۰
صاحب تالیف		۱۳
مقدمہ	مولانا داغ اراق شاہ جہان پوری	۲۲
بریلوی مذہب کی ایجاد اور اس کے مصالح		۲۲
انگریزوں سے ساز باز اور ان کی مخبری و جاسوسی		۲۸
بریلوی جاسوسوں، ٹوڈیوں کا غازی و مجاہدوں کا روپ دھارنا		۴۰
باب (۱) تقسیم ہند کے وقت مسلمانوں کی حالت زار اور رضا خانیت کی سازشوں کا جائزہ		۴۵
جمعیت علمائے ہند کی خدمات		۴۵
رضا خانیوں کے تکفیری فتنے کا دوبارہ جنم		۴۶
رضا خانیوں کا محبوب مشغلہ تکفیر بازی		۴۸
رضا خانیوں کی اسلامی خدمات کا جائزہ		۴۹
رضا خانیوں کی قرآن وحدیث کی خدمات سے محرومی		۵۰
علمائے دیوبند کی مذہبی خدمات کا اجمالی تذکرہ		۵۲
تراجم قرآن کی فہرست		۵۳
تفاسیر قرآن کی فہرست		۵۵
مختلف سورتوں اور آیات کی تفاسیر		۵۷
کتب تفاسیر کے تراجم		۵۹
اصول تفسیر و علوم القرآن		۶۰
کتب احادیث کے حواشی، تراجم اور شروحات		۶۳
علوم حدیث پر تصانیف کی فہرست		۶۸
رضا خانیوں کی اسلامی خدمات، بدعتوں اور رسموں کو دین میں داخل کرنا ہے		۶۸
باب (۲) رضا خانیوں کی ایجادات اور نئے دین و مذہب کی صورت		۷۱
رضا خانیوں نے دین محمدی کی حقیقی صورت بگاڑ دی		۷۱
مجدد کے لقب کی وجہ		۷۱

- ۷۳ احیائے دین کے دو حصے ایجابی و سلبی
- ۷۵ باب (۳) عیسائیت و رضا خانیت اور علمائے دیوبند کی خدمات
- ۷۵ دشمنان اسلام عیسائیوں کے مقابلے میں رضا خانیوں کی عاجزی
- ۷۷ عیسائیوں کے مقابلے میں علمائے دیوبند کی کامیاب خدمات
- ۷۸ رد عیسائیت پر تصانیف کی فہرست
- ۸۱ باب (۴) آریوں کی پورش اور رضا خانیوں کی بے بسی
- ۸۱ علمائے دیوبند ہی میدان میں اترے
- ۸۲ بریلی کا کلمہ پڑھنے والوں کا چپ شاہ کا روزہ
- ۸۷ باب (۵) قادیانیت و رضا خانیت کا گٹھ جوڑ اور علمائے دیوبند کی خدمات
- ۸۷ قادیانی فتنہ اور رضا خانیوں کی عاجزی
- ۸۸ علمائے دیوبند کی قادیانیوں کے مقابلے میں امتیازی خدمات
- ۹۰ رد قادیانیت پر تصنیفی خدمات کی فہرست
- ۹۵ باب (۶) محرمیات رضا خانیت اور فرائض پسندیدہ
- ۹۵ مذہبی تحریکات کی شرکت سے رضا خانیوں کی محرومی
- ۹۶ رضا خانیوں کا فرض منصبی حق پسند مسلمانوں کو کافر بنانا ہے
- ۹۹ باب (۷) خدمات علمائے دیوبند اور اعتراضات غیر
- ۹۹ علمائے دیوبند کی دینی خدمات کی ترقیاں
- ۱۰۰ دارالعلوم دیوبند کے علمی کارناموں کا اجمالی تذکرہ
- ۱۰۰ علمائے دیوبند موضوعاتی فہرست
- ۱۱۷ دارالعلوم دیوبند ایک رضا خان کی نظر میں
- ۱۲۱ باب (۸) رضا خانیوں کا علمائے دیوبند کی تکفیر کرنا منشاء نبوت کے خلاف ہے
- ۱۲۵ باب (۹) رضا خانیوں کی تکفیری مہم کا آغاز
- ۱۲۵ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید ملت کی تکفیر
- ۱۲۸ حضرت سید احمد شہید کی تکفیر
- ۱۳۱ باب (۱۰) اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر
- ۱۳۱ حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت سہارن پوری اور حضرت تھانوی کی تکفیر
- ۱۳۵ حضرت مولانا شاہ کرامت علی جون پوری کی لازمی تکفیر

- ۱۳۶ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی لازمی تکفیر
- ۱۳۹ خان صاحب بریلوی مع اپنی امت کے تکفیر جال میں
- ۱۴۱ ایک اور طرح سے
- ۱۴۲ مولانا سید نذیر حسین دہلوی اور مولانا شاہ اللہ امرتسری بلکہ تمام غیر مقلدین کی تکفیر
- ۱۴۳ مولانا عبد الباری اور دیگر علمائے فرنگی محل کی تکفیر
- ۱۴۷ حضرت مولانا شاہ محمد علی موغیر کی تکفیر
- ۱۴۹ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی تکفیر
- ۱۵۰ ایک اور طرح سے
- ۱۵۲ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ارکان و ممبران کی تکفیر
- ۱۵۲ دوسری وجہ تکفیر
- ۱۵۳ تیسری وجہ تکفیر
- ۱۵۴ چوتھی وجہ تکفیر
- ۱۵۵ رضا خانیت کے ایک بزرگ شاہ جی کی تدوہ کے حق میں بددعا کی نامقبولیت
- ۱۵۶ علامہ شبلی نعمانی کی تکفیر
- ۱۵۷ علامہ نعمانی "صلح کلیہ" لیڈر ہیں
- ۱۵۷ فرقہ "صلح کلیہ" اور اس کے لیڈر کافر ہیں
- ۱۵۸ دوسری وجہ تکفیر
- ۱۵۹ شمس العلماء الطاف حسین حالی کی تکفیر
- ۱۶۱ ترجمان حقیقت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی تکفیر
- ۱۶۳ سیرت کمپنی (پنی، ضلع لاہور) کے ارکان و متعلقین کی تکفیر
- ۱۶۶ سر سید بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی تکفیر
- ۱۶۷ سر سید مرحوم کے نورتن کی تکفیر
- رضا خانیوں کے مدرسہ منظر الاسلام بریلی میں ایک کانگریسی و صلح کلی لیڈر مسٹر
- ۱۶۸ رفیع احمد قدوائی کے لیے دعائے مغفرت
- ۱۶۹ بریلی کے دارالعلوم منظر الاسلام میں تعزیتی جلسہ
- ۱۷۱ خواجہ حسن نظامی دہلوی کی تکفیر

- باب (۱۱) مجلس احرار اسلام کے ارکان اور مولانا آزاد، حضرت مدنی، حضرت مفتی اعظم، غفار خان، امام اہل سنت اور مولانا احمد سعید کی پُر زور تکفیر
- باب (۱۲) شاہ ابن سعود و مرحوم بادشاہ حجاز، والی مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ اور عام نجدی مسلمانوں کی پُر زور تکفیر
- رضا خانیوں کے نزدیک مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کے تمام معلمین و مطوفین کافر و مرتد ہیں
- باب (۱۳) ممانعت حج کا فتویٰ
- باب (۱۴) توہین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور رضا خانیت
- رضا خانی فرتے میں زیادتی لعنت کے سبب کا انکشاف
- توہین رسول کا دوسرا نمونہ
- توہین رسول کا تیسرا نمونہ
- انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں
- توہین رسول کا چوتھا نمونہ
- توہین رسول کا پانچواں نمونہ
- اعلیٰ حضرت بریلوی کے عملی نمونے سے رضا خانیوں کا انکار
- توہین رسول کا چھٹا نمونہ
- باب (۱۵) مسٹر جناح، مسلم لیگ اور رضا خانیت
- مسٹر محمد علی جناح کی تکفیر
- مسلم لیگ اور اس کے عام ممبران کی تکفیر
- باب (۱۶) ہندوستان کی تمام جماعتوں اور اسلامی انجمنوں کی پُر زور تکفیر
- خاتمہ
- ضمائم:
- (۱) سپاس نامہ بہ خدمت مسٹر ایڈوایر
- (۲) علامہ اقبالؒ پر بریلویوں کی تکفیر
- مولانا ظفر علی خانؒ پر فتویٰ کفر
- (۳) شغل تکفیر
- (۴) مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی تکفیر
- مولانا آزاد بھائی پر کفر کا فتویٰ

۱۷۳

۱۷۷

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۸

۱۹۰

۱۹۲

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۹

۲۰۳

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۹

۲۱۴

۲۱۷

۲۲۷

۲۲۸

۲۳۰

۲۳۲

۲۳۳

- مولانا عبد الماجد بدایونی کی تکفیر
- مولانا عبد القدیر بدایونی کی تکفیر
- مولانا معین الدین اجیری کی تکفیر
- (۵) پاک بھارت کرکٹ میچ دیکھنے والے سب کافر ہیں
- (۶) ائمہ حرمین شریفین بریلوی فتوؤں کی زد میں
- (۷) جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان، پیر پکاڑا، چوہدری ظہور الہی پر کفر کا فتویٰ
- (۸) ابن الوقت ولایت شاہ اور اس کے چرکی مذہبی حرکات
- نقل معافی نامہ مشمولہ مسل
- نقل بیان پر اسکیٹو لگ اسکیٹو پولیس
- نقل حکم آخر
- (۹) فتوئے مہارکہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور
- (۱۰) جنت المعلیٰ اور جنت البقیع میں مدفون علمائے دیوبند ابن الرشید الحسنی
- (۱۱) دیوبندیوں غورتوں سے نکاح حرام، بریلویوں کی ہرزہ سرائی
- (۱۲) عرض حال
- (۱۳) وصایا شریف
- (۱۴) دیوبند
- (۱۵) دار التکفیر بریلی
- (۱۶) فی سبیل اللہ فساد
- ماخذ
- حواشی کے خاص عنوانات یہ ہیں: اعتراف حقیقت
- بے غیرتی کا منہ بولنا ثبوت
- بریلویوں کے لیے مقام فکر
- بہنی کتے کے تصرف میں؟
- گنہگار ایمان پر پابندی
- بے شرمی کی حد ہوتی ہے
- بریلویوں کا خدشہ
- بریلوی تہذیب کے نمونے
- احمد رضا کافر کا بیٹا ہو گیا
- ایمان کے لالے
- ایمان ضائع کر دیا

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۹

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۴

۲۴۵

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۵

۲۶۰

۲۶۲

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۶

۲۷

۲۹

۳۲

۴۷

۵۰

۹۵

۱۱۹

۱۲۶

۱۳۲

۱۳۹

۱۸۱

معروضات

قیامت کی نشانیوں میں سے بدعات اور خرافات کا فروغ و اشاعت بھی ہے۔ ان واهیات کاموں کے لیے وہ لوگ سرچڑھ کر بولتے رہے، بول رہے ہیں اور حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے آنے تک بولتے رہیں گے، جو اپنا حلیہ اور وضع قطع تو اسلامی رکھتے ہیں، لیکن ان کا تعلق شروع دن سے اسلام سے نہیں ہے۔ دراصل اسلام کے مخالفین کا روز اول سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام، اہل اسلام اور ہم سب کے خالق کو (اپنے گمان کے مطابق) دھوکا دیتے ہیں، لیکن دراصل یہ اپنے آپ کو شیطان لعین کے بھکاوے میں آکر عظیم دھوکا دے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں منافقین اور اس کے سردار عبداللہ ابن ابی کی مثالیں موجود ہیں۔ دور حاضر کے منافقوں میں سے بڑے فتنوں میں سرفہرست ”بریلوی فتنہ“ بھی ہے۔ اس فتنہ عظیمہ کا بانی جس نے اپنے علاوہ سب کو کافر قرار دے کر جہنم میں دھکیلنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

ہمیں تو تعجب ہوتا ہے کہ جن قوموں کو بڑے زور و شور سے کافر کہا گیا وہی اس کے سب سے زیادہ عبادت گزار ہیں، مثلاً قصائیوں کی برادری کے اکثر افراد اس عظیم فتنے میں مبتلا ہیں۔ اسی قریشی برادری کو بریلویوں نے کافر کہا ہے۔ مہمن برادری کی تمام شاخیں کفر کے فتوے تلے آئی ہیں، لیکن وہ سب سے زیادہ اس کے چیلے ہیں۔ غرض کہ ہر قوم و برادری کے یہاں کے جہلا اس فتنے سے متاثر ہیں۔ اس لیے کہ پڑھا لکھا طبقہ تو ان کے چنگل میں آ نہیں سکتا، اگر آتا ہے تو سمجھے کہ اس کی تعلیم کا رنگ اس پر نہیں چڑھا۔

اس فتنہ عظیمہ کے امام اور اس کے حواریوں کی طرف سے عاید کردہ کفر کے فتاویٰ اور غلیظ ترین زبان درازی کو اس کتاب میں بہ طور نمونے کے جمع کیا گیا ہے، جس کی رو سے

☆ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل دہلوی شہید

☆ سید الطائفہ اعلیٰ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

- ☆ سیدنا الامام الکبیر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی
- ☆ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
- ☆ امام المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری
- ☆ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
- ☆ حضرت مولانا شاہ کرامت علی جون پوری
- ☆ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری
- ☆ شیخ المشائخ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی
- ☆ مولانا سید نذیر حسین
- ☆ مولانا ثناء اللہ امرتسری
- ☆ مولانا عبدالباری فرنگی محلی
- ☆ حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی
- ☆ حضرت علامہ شبلی نعمانی
- ☆ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی
- ☆ شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی
- ☆ سر سید احمد خان
- ☆ شاعر مشرق حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
- ☆ حضرت خواجہ حسن نظامی
- ☆ امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد
- ☆ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی
- ☆ مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلوی
- ☆ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی
- ☆ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی
- ☆ بانی پاکستان محمد علی جناح

☆ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی

☆ حضرت مولانا معین الدین اجمیری

☆ تمام ائمہ حرمین شریفین وغیرہ

حضرت مولانا نور محمد مظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت سے احمد رضا خان کی کتابوں سے یہ جمع کیا تھا جو دراصل ”مواد“ ہے۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب ”تکفیری افسانے“ کے نام سے ہندوستان سے شائع ہوئی، اس کا سن طباعت معلوم نہ ہو سکا۔ اس کے بعد لاہور سے مولانا محمد دین نے ۱۹۷۶ء میں نظر ثانی کے بعد ”تلخیص تکفیری افسانے“ کے نام سے، پھر انجمن ارشاد المسلمین نے کچھ اور اضافوں کے ساتھ ۱۹۸۷ء میں ”بریلوی فتوے“ کے عنوان سے شائع کی۔

اب جب یہ کتاب نایاب ہوئی تو کچھ احباب نے ایسی کتابوں کی اشاعت کے لیے ”تحفظ نظریات دیوبند اکادمی“ قائم کی۔ پیش نظر کتاب اس اکادمی کا پہلا سلسلہ اشاعت ہے۔

اس ایڈیشن میں جا بجا اضافے کیے گئے ہیں، ابواب و حواشی اور عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔ عوام کی سہولت کے لیے نام کو آسان کیا گیا ہے۔ ”رضا خانیوں کی کفر سازیاں“۔ نیز علمائے دیوبند کی خدمات اور ان کے طبقات ذکر کیے گئے ہیں، جو ایک نمونہ ہیں، ان میں اضافے کی کافی گنجائش ہے۔

امید ہے کہ اب یہ کتاب اس فتنے کو سمجھنے کے لیے بہترین رہنما ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائے اور ہمارے عقاید کی حفاظت کے ساتھ ساتھ امت مرحومہ کے عقاید بھی درست فرمائے۔ آمین!

ابونافع امدادی غفرلہ / محمد طیب ظفر مند عفی عنہ

۷ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

۲۷ مارچ ۲۰۰۹ء

صاحب تالیف

اللہ تعالیٰ نے اکابر علمائے دیوبند میں یہ وصف رکھا ہے کہ فرق باطلہ کا رد بغیر کسی پس و پیش کے کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ وصف بھی ان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے کہ اپنے ہی تلامذہ اور شاگردوں میں سے اگر کوئی ایسی بات کر دے جس سے ہمارے دین و شریعت، عقاید و خیالات اور اکابر پر حرف آتا ہو تو اس کی بھی تردید کرتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر حق کو چھپاتے نہیں ہیں۔

دیوبندی مکتب فکر نے جہاں ہندو آریوں، عیسائیت، قادیانیت، بہائیت اور غرض یہ کہ جتنے بھی کفار کے ایسے مذاہب ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتے ہیں ان کا مقابلہ کیا اور خوب کیا۔ ہم عصر دوسرے مکاتب فکر اس خدمت سے یا تو محروم رہے یا ان کا وہ معیار نہیں رہا۔ وہیں مسلمانوں کے اندر باطل فرقے جو ”ما انسا علیہ واصحابی“ سے ہٹ کر تھے ان کا بھی رد کیا۔ مثلاً غیر مقلدیت (لانڈ بیت)، بریلویت، مودودیت، مماتیت، مسعودیت، غامدیت وغیرہ

زیر نظر سطور میں ایک ایسی ہی شخصیت کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے جنہوں نے دیوبندی مکتب فکر کے مدرسے میں تعلیم حاصل کی اور پھر انہوں نے اس تعلیم کا حق کس طرح ادا کیا۔ یہ ہیں زیر نظر کتاب ”رضا خانیوں کی کفر سازیاں“ کے مؤلف

حضرت مولانا نور محمد مظاہری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد کا نام محترم دین محمد ہے۔ نانڈہ ضلع فیض آباد (شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کا تعلق بھی نانڈہ سے تھا) آپ کا وطن ہے۔ آپ کے والد نے قرآن پاک حفظ کرایا اور اس کے بعد دینی تعلیم کے لیے سلطان پور کے مدرسہ عربی میں داخل کرادیا۔ اس مدرسے میں فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ مشکوٰۃ

شریف اور جلالین شریف تک کی تعلیم اپنے وطن ٹانڈہ کے مدرسہ عین العلوم میں حاصل کی۔ اس مدرسے میں پانچ سال رہے۔ ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۲ء میں امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کے مشورے اور ترغیب سے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخلہ لیا اور سلم العلوم، مختصر المعانی، ہدایہ اولین اور اصول الشاشی، ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء میں ہدایہ ثانی، مطول، حسامی، ملا حسن، مہدی، رشیدیہ، فقہ الیمن، ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۴ء توضیح تلویح، مسلم الثبوت، قاضی مبارک، سبغہ معلقہ، مقامات حریری، شمس بازغہ، صدرا، حمد اللہ، شرح عقاید مع خیالی اور امور عامہ پڑھیں۔ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء میں دورہ حدیث شروع ہوا اور دو سال میں پورا ہوا۔

آپ کے اساتذہ کرام میں شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری بعدہ مہاجر مدنی حضرت مولانا عبدالرحمن "کامل پورے" (خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی) حضرت مولانا عبداللطیف سہارن پوری (استاذ و خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی بعدہ مہاجر مدنی جیسی علم و فضل میں عظیم شخصیات شامل ہیں۔

۱۳۴۰ھ/ ۱۹۱۲ء میں مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کی جانب سے باقاعدہ طور پر انجمن ہدایت الرشید کا قیام عمل میں آچکا تھا، جس کا مقصد طلباء کے اندر آریوں، عیسائیوں اور قادیانیوں سے مقابلہ کرنے کی استعداد اور صلاحیت اجاگر کرنا تھا۔ مطالعہ کی قوت پر علمی دلائل کے ساتھ ان سے مناظرہ کرنا تھا۔ مولانا اپنی طالب علمی کے زمانے میں اس انجمن کے سرگرم اور فعال افراد میں سے تھے، مجلس مناظرہ میں جو بہ طور تمرین و مشق کے ہر جمعرات کو مدرسے میں منعقد ہوتی تھی، بے تکان بولتے

تھے۔ ایک مرتبہ کسی مقام پر مناظرے میں گئے، جلسہ کا موضوع تردید قادیانیت تھا مولانا تقریر کر رہے تھے، حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری آپ کی تقریر سن کر بہت محفوظ و مسرور ہوئے اور چار روپے ماہانہ اپنی جیب خاص سے مولانا کے لیے مقرر فرمائے۔ فراغت کے بعد مولانا..... حضرت سہارن پوری کے حکم سے راج پورہ ضلع پیٹالہ کے ایک مدرسے میں تعلیم و امامت کے لیے چلے گئے۔ وہاں جانے کا دوسرا مقصد قادیانیت کا مقابلہ بھی کرنا تھا، جو اس زمانے میں وہاں پھیل رہی تھی۔ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء میں آپ کا تقرر بیس روپے مشاہرہ پر مظاہر علوم میں مبلغ و مقرر اور استاذ ہونے کی حیثیت سے کر دیا گیا، ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء تک آپ مظاہر العلوم سے وابستہ رہے۔ اس عرصے میں آپ نے درجہ ابتدائی عربی کی یہ کتابیں پڑھائیں۔ شرح مائتہ عامل، کافیہ بحث فعل، شرح تہذیب، قطبی، نحو میر، میزان، ہدایۃ النحو، قال اقول، مرقات، دستور المبتدی، فقہ الیمن، ایسا غوجی۔

اس طویل مدت میں آپ نے بہ کثرت تقریریں وعظ و مناظرے کیے۔ شعبان ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء سے کلکتہ کولونولہ کی مشہور مسجد میں بہ حیثیت مفسر قرآن قرآن شریف کا درس دیا۔ ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے حکم سے مدرسہ کنز العلوم ٹانڈہ میں آپ کا تقرر ہوا۔ اپنے انقلابی جذبے اور انقلابی تقریروں کی وجہ سے اکتوبر ۱۹۴۰ء میں گرفتار ہو گئے۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۰ء کو قید کی سزا ہوئی اور ڈھائی سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔ یہ سزا مولانا نے اعظم گڑھ، غازی پور اور بنارس میں گزاری، ۱۹۴۱ء میں رہا ہوئے، ۱۹۴۲ء میں پھر گرفتار ہو کر نظر بند ہوئے، ۱۹۴۵ء میں ایک انقلابی تحریر کی وجہ سے مقدمہ چلایا گیا اور انگریزی عدالت سے سزا ہوئی۔

مولانا کی تمام تر توجہات کا مرکز رضا خانیت اور بریلویت ہے۔ اس موضوع پر مولانا نے بہت سی مفید اور ٹھوس کتابیں تالیف کیں اور لاتعداد تقریریں اور مناظرے

کیے۔ قادیانیت اور دوسرے باطل فرقوں اور جماعتوں کی تردید و تعاقب میں مولانا نے ملایا، سنگاپور، افریقہ، کینیا، تنزانیہ، رھوڈیشیا، مدغاسکر اور فرانس کے مختلف جزیروں ری یونین، سینٹ جوزف وغیرہ کے طویل سفر کر کے بہت مفید اور بار آور خدمات انجام دیں اور اپنی سحر انگیز تقریروں اور کامیاب مناظروں کے ذریعے باطل اور اہل باطل کی سرکوبی کی۔ مظاہر علوم کے زمانہ قیام میں بھی آپ نے قادیانیت کے خلاف تحریری و تقریری طور پر زبردست خدمات انجام دیں۔ جس زمانے میں پنجاب میں یہ فتنہ شباب پرورتھا اور دو عظیم راہ نما حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اپنی شعلہ بیانی سے قادیانیت کی دھجیاں بکھیر رہے تھے تو مولانا موصوف بھی اسی گروہ اہل حق میں شامل ہوئے اور پشاور سے لے کر کراچی تک تمام بڑے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں زبردست جدوجہد اور سرگرم تقریریں کیں۔

آپ سیاست میں شیخ الاسلام حضرت مدنی کے متبع اور ان کے پیرو رہے، یعنی تقسیم ہند کو مسلمانوں کے لیے سخت مضربکھتے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں آپ نے جمعیتہ علمائے ہند کے اجلاس میں حضرت مدنی کے ہاتھ پر اپنی جان کی بیعت لی، جس نے آپ میں ایک نئی روح پھونک دی اور آپ کو شعلہ جوالہ بنا دیا۔ ۱۹۴۰ء میں جمعیتہ علمائے ہند کا سالانہ اجلاس جون پور میں منعقد ہوا، حضرت مدنی نے اجلاس کی کامیابی کے لیے کچھ اہم اور مخصوص خدمات آپ کو سونپیں، جن کو آپ نے پورے حقیقت اور حاضر دماغی سے انجام دیا۔ اعظم گڑھ، جون پور اور دیگر اضلاع میں آپ نے متعدد تقریریں کیں، جس پر وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے، آپ گرفتار ہوئے اور نو ماہ قید بامشقت کی سزا آپ کو سنا کر حوالہ زنداں کر دیا گیا۔ اس کے بعد متعدد مرتبہ آپ گرفتار ہوئے، آہنی سلاخوں کے پیچھے کئی کئی ماہ رہے، لیکن انگریزی استبداد کے آگے کبھی ہار مان کرنے دی، جزاہ اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین۔

تصنیفات و تالیفات:

۱- کرشن قادیانی: رد قادیانیت پر مولانا کی یہ مختصر کتاب بڑی مفید اور معلوماتی ہے، متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔

۲- اختلافات مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کئی سو متعارض اقوال جمع کر کے غلطیت کے علم برداروں پر ایک حجت قائم کر دی گئی ہے۔ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ/ جولائی ۱۹۳۳ء میں یہ کتاب اس وقت لکھی جب کہ آپ مدرسہ مظاہر علوم کے مبلغ و مناظر تھے۔ اس کتاب کے صفحات ۲۴۱ ہیں۔

۳- کفریات مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریہ عبارات پیش کی گئی ہیں۔ یہ وہ مشہور زمانہ کتاب ہے جو امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مشہور مقدمہ قادیان میں صفائی کے طور پر پیش کی گئی تھی اور یہ چیز اس کتاب کی حیثیت کو اجاگر کرنے کے بہت کافی ہے۔ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ/ اگست ۱۹۳۳ء میں یہ کتاب لکھی گئی، اس کے صفحات ۳۲ ہیں۔

۴- امراض مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اُن تمام امراض اور بیماریوں کا تذکرہ ہے جن میں وہ من جانب اللہ مبتلا کیے گئے تھے۔

۵- کذبات مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے تین سو کے قریب وہ اقوال و فرمودات جمع کیے گئے ہیں جو خالص جھوٹ ہیں اور جس میں انہوں نے کھل کر دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔

۶- مغلظات مرزا: اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مغلظات اور دشنام طرازیوں کو نالے کے ساتھ ردیف و ارتس کیا گیا ہے۔ اس کتابچہ کے مطالعے سے بہ خوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مدعی نبوت اخلاقی اعتبار سے کس قدر پست اور فروتر تھے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری فرمایا کرتے تھے کہ ”ایک سنجیدہ آدمی کے لیے بس یہی ایک رسالہ کافی ہے۔“

۱۳۵۲ھ/۱۹۳۵ء میں یہ کتاب اس وقت لکھی گئی جب کہ مولانا موصوف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے مبلغ و مناظر تھے۔ حضرت مولانا اسعد اللہ (خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت تھانویؒ) نے اس کتاب کا قطعہ تاریخ اس طرح موزوں فرمایا:

خان صاحب مولوی نور محمد نے لکھی
جب کتاب جامع اشتات و کافر ماجرا
لکھدی یہ تاریخ اسعد نے قلم برداشت
اجتماع فن و شام جناب میرزا

حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پورے اور حضرت مولانا اسعد اللہ نے اس کتاب پر اپنی تقاریر لکھی ہیں۔ اس کے صفحات ۷۲ ہیں۔

۷۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا تعارف نامہ: رد بریلویت میں یہ ایسی کتاب ہے جس میں مولانا موصوف نے ثابت کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے جو کچھ آپ کے اور آپ کی چادر دگا کر کے فضائل بیان کیے ہیں وہ سب شریعت کے خلاف ہونے کے ساتھ خلاف عقل بھی ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۷۷ء میں لکھی گئی، جس کے صفحات ۵۵ ہیں۔

۸۔ بدعات و منوعات: اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ بریلوی صاحب نے خود بھی بہت سی رسی اور رواجی چیزوں کو بدعت، بے اصل، ممنوع اور ناجائز کہا ہے۔ کتاب کے صفحات ۱۱۲، ۱۹۷۷ء میں لکھی گئی۔

۹۔ تکفیری نمائے: اس کتاب میں تمام رضا خانی کتابوں کے حوالے سے وہ تمام مضامین اور اقتباسات جمع کر لیے گئے جن میں بریلویوں کی جانب سے تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم ملت مسلمان اور تقریباً تمام ہی مسلم جماعتوں پر کفریہ فتوے لگائے گئے ہیں۔ کتاب کافی دل چسپ اور شگفتہ ہے۔ مفت روزہ ”پاکستانی“ لائل پور نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

”ہماری رائے کے مطابق آج تک اس سے بہتر اس فرقے کے بارے

میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

(مفت روزہ پاکستانی لائل پور، ۷ مارچ ۱۹۵۸ء)

زیر نظر کتاب اسی کا نقش جدید ہے اور اضافات کے بعد ”رضا خانیوں کی کفر سازیاں“ کے نام سے معنون ہے۔

۱۰۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا حقہ شریف: اعلیٰ حضرت کا معمول حقہ پینے کا بھی تھا اس سلسلے میں مصنف کتاب نے بہت سی دل چسپ معلومات اور اعلیٰ حضرت کی خصوصیات کو اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا۔ کتاب کے صفحات ۱۰۴ ہیں۔

۱۱۔ مولوی حشمت علی رضا خانی کا تکفیری فتویٰ: اس کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ مولوی حشمت علی صاحب نے سید محمد صاحب کچھوچھوی کو کافر قرار دے کر کتنی بے دردی کا مظاہرہ کیا۔ یہ کتاب ۱۹۶۸ء میں لکھی گئی، جس کے صفحات ۵۶ ہیں۔

۱۲۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا ننگا تقویٰ: اعلیٰ حضرت کے ایک معتقد کی لکھی ہوئی کتاب ”کرامات اعلیٰ حضرت“ میں درج کی ہوئی ایک کرامت پر یہ تبصرہ ہے، جو مولانا نور محمد صاحب نے کیا ہے۔ اس کے صفحات ۱۱۲ ہیں۔

۱۳۔ اعلیٰ حضرات کی چند خطرناک غلطیاں: جس میں احمد رضا خانی کی وہ عبارات نقل کی گئیں ہیں جو کفریہ ہیں۔

۱۴۔ مناقب الخلفاء: اس میں حضرات ائمہ راشدینؑ کے حالات اور مناقب و مآثر خود روافض کی کتابوں سے ترتیب دیے گئے ہیں۔ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب نے اس کتاب کو بڑی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور دو مرتبہ اپنے طور پر طبع کرایا۔

۱۵۔ اظہار حقیقت کفر شیعہ بہ زبان شیعہ: کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اس میں روافض کی مشہور کتابوں سے مسائل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کے صفحات ۱۶ ہیں۔

۱۶۔ ماتم شیعہ: نام محترم میں عام طور پر روافض جن بدعات اور خرافات میں مبتلا

ہو جاتے اور بھولے بھالے عوام کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اس پر مولانا کے قلم سے یہ ایک زوردار مقالہ ہے، جس میں ماتم، نوحہ، سینہ کو بی کی لغویت بتلائی گئی ہے۔ کتاب کے صفحات ۲۴ ہیں۔ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۳ء میں مظاہر علوم کے زمانہ قیام میں لکھی گئی۔

۱۷۔ ماتم امام حسین رضی اللہ عنہ: اس کتاب میں تعزیر داری، نوحہ خوانی، سینہ کو بی اور دیگر بدعات کی ممانعت و مذمت قرآن و حدیث اور خود شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں سے ثابت کی گئی ہے۔ کتاب کے صفحات ۳۰ ہیں۔

۱۸۔ تنویر البصائر فی تزویج الصغائر: مسٹر تصدق احمد خاں شیروانی بیرسٹر ممبر اسمبلی نے اپنی ایک تالیف کے ذریعے عام مسلمانوں کو یہ بات باور کرائی چاہی تھی کہ اسلام میں نابالغوں کی شادی جائز نہیں۔ اس کی تردید کرتے ہوئے یہ کتاب تنویر البصائر مولانا موصوف نے تالیف کی، جس میں ان مزعوم خیالات کا آپریشن کرتے ہوئے قرآن و حدیث سے نابالغوں کی شادی کا صحیح ہونا بتلایا۔ یہ کتاب مظاہر علوم سہارن پور کے شعبہ تبلیغ انجمن ہدایت الرشید کی جانب سے جنوری ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے صفحات ۷۶ ہیں۔

۱۹۔ دفع الاحاد عن حکم الارتداد: قادیانی مبلغ مرزا نعمت اللہ کو ۱۱/۱۱/۱۹۲۳ء میں اس کے کفرانہ و ملحدانہ خیالات اور جاسوسی کے جرم میں کابل افغانستان پہنچی دی گئی۔ اس وقت یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ اسلام میں مرتد کو قتل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مولانا کے قلم سے یہ کتاب اسی سوال کا محققانہ جواب ہے۔ اس میں قتل مرتد کی تحقیق، ارتداد کی تقسیم و تعریف لکھی گئی ہے۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۲۵ء میں طبع ہوئی۔ اس کے صفحات ۲۸ ہیں۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ حضرت مولانا خلیل احمد نور اللہ مرقدہ نے اپنے طور پر اپنے اخراجات سے طبع کرائی اور مؤلف محترم کو اس کتاب کی تالیف پر انعام بھی دیا۔

۲۰۔ درود و سلام: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کے فضائل اور نہ پڑھنے پر وعیدیں، چالیس صفحے چند عامۃ الورد و اشکالات کے جوابات اور زیارت

نبوی کے عملی نمونے بھی لکھے گئے ہیں۔ کتاب کے صفحات ۷۲ ہیں۔

۲۱۔ آنکھوں کی ٹھنڈک: یہ فضیلت نماز کا ایک بے نظیر مجموعہ ہے، اس میں نماز پڑھنے کی اہمیت، اس کے فضائل، ترک پر وعیدوں کو تفصیل سے لکھا ہے۔

۲۲۔ شہید کی سچی باتیں: اس کتاب میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید علیہ الرحمہ پر لگائے گئے اعتراضات کے مکمل و مفصل جوابات دے کر آپ کے علمی و عرفانی کمالات اور مجاہدانہ خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب کے صفحات ۵۰ ہیں۔

۲۳۔ جنت کے پھول: احادیث شریفہ میں جو سہل اور چھوٹے چھوٹے وظیفے اور اذکار و اوراد آئے ہیں ان کو ایک کتابی شکل میں جمع کر دیا گیا۔ کتاب کے صفحات ۳۵ ہیں۔

۲۴۔ فضائل زکات و خیرات: اس کتاب میں زکات و صدقات کے فضائل اور اللہ جل شانہ کے راستے میں خرچ کرنے پر جو وعدے اور بشارتیں قرآن پاک اور احادیث میں آئی ہیں، ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ۱۹۷۳ء میں یہ لکھی گئی۔ اس کے صفحات ۶۲ ہیں۔

حضرت مولانا نور محمد مظاہری علیہ الرحمہ کے یہ حالات ”تاریخ مظاہر العلوم“ سے اخذ کیے گئے ہیں۔

دیوبندی بزرگوں کے احوال و آثار سے کیسی نورانیت ہویدا ہوتی ہے۔ اللہ نے ان کے اوقات میں خاص برکات رکھی تھیں، ہمیں افسوس ہے کہ تلاش کے باوجود حضرت رحمہ اللہ کے وفات کے حالات دستیاب نہ ہو سکے۔ بعد میں اگر ملے تو آئندہ اشاعت میں ان کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مقدمہ

یہ مقدمہ حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی سابق شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور کے قلم سے یادگار ہے۔ جو انہوں نے اپنے قلمی نام ”داغ الرامق شاہ جہان پوری“ سے تحریر فرمایا تھا۔ (ناشر)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى
دلوں سے کھینچ لوں زہر فساد اتنا تو مشکل ہے
ہم اس دل کی جو سوکڑے ہے اک تصویر کھینچیں گے

پیش نظر کتاب ایک شہہ اور نمونہ ہے اس تحریک کی داستان خوں چکاں کا جس نے ملت اسلامیہ کے قلب میں ایسا ناسور پیدا کیا جس کا اندمال بہ ظاہر اسباب تاقیام قیامت مشکل ہی نہیں بلکہ محال، اشد محال ہے۔ میری مراد اس سے بریلوی تحریک ہے، جو کسی حالت میں بھی ابن سبا اور ابن صباح کی تحریک سے مختلف نہیں۔ جو بہ ظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ایک خود ساختہ مذہب میں قوم کو الجھا کر انگریز ایسے دشمن اسلام کی سیاسی اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اٹھی تھی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دینی و مذہبی نزاع ہے۔ حاشا وکھا! ایسا نہیں، بلکہ باللہ العظیم (اللہ کی قسم) یہ ایک جاسوسی و مخبری کرنے والی سیاسی جماعت ہے، جو انگریزوں نے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے پیدا کی اور دامے درمے قدمے سخی ہر طرح سے مدد کر کے پروان چڑھایا۔ بریلوی مذہب کی ایجاد اور اس کے مصالحو:

جس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ یوں تو کھل کر سامنے نہ آ سکتی تھی اور نہ اپنے آقاؤں کو خوش کر سکتی تھی، اس لیے جو لوگ بھی انگریزوں کے جانی دشمن تھے اور انگریزوں کو کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے ان کو الجھانے، بدنام کرنے، متہم کرنے اور کافرو بے دین بنانے کے لیے احمد رضا خان بریلوی نے ایک مذہب

ایجاد کیا، جو مسلک اہل سنت والجماعت کے بالکل مغایر (ناموافق) اور مخالف تھا، لیکن نہایت ہی چالاکی و عیاری سے عوام میں شرف قبولیت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام مذہب اہل سنت والجماعت رکھا۔ ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

غرض یہ تھی کہ علمائے حق اس خود ساختہ مذہب کی یقیناً و لازماً مخالفت کریں گے اور اس بہانے اپنے آقاؤں کی امداد و اعانت کے بل بوتے پر ہم ایک مذہبی بھونچال برپا کر دیں گے، جس کے سامنے یہ اہل حق کبھی نہ ٹھہر سکیں گے اور اس خوف سے کہ کہیں یہ بھونچال میرے مرنے کے بعد سکون و قرار نہ پکڑے مرتے وقت وصیت کی:

”حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے زیادہ فرض ہے۔“

(وصایا شریف: ص ۹)

اس میں شریعت کا لفظ تو یہ و تقیہ (حق بات کو چھپانے) کے طور پر استعمال کیا ہے، یعنی میری ایجاد کردہ شریعت، جس کی تفسیر خود آگے بیان کر دی: ”میرا دین و مذہب“۔

اس کے پیروکار اس دین و مذہب کے لیے احمد رضا خان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث سمجھتے ہیں۔ اس کی واضح دلیل ”خالص الاعتقاد“ (نامی کتاب) کی یہ عبارت ”ولاہل السنة من اللہ احمد رضا“ ہے۔ یہ عبارت در پردہ دعویٰ نبوت کی طرف مشعر ہے، یعنی اہل سنت والجماعت کے نام پر جو مذہب احمد رضا خان نے ایجاد کیا ہے اس کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ہے۔ ان عبارات سے بالکل صاف واضح ہو گیا کہ وہ ایک نئے مذہب کا موجد ہے، جس کی مرتے وقت وصیت کرتا ہے کہ وہ نفاق و تفرقہ، تکفیر و تفریق بین المسلمین، مخبری و جاسوسی، انگریزی آقاؤں کی بندگی و خوش نودی کا جو مشن میں نے زندگی بھر جاری رکھا ہے اس کو قائم

وہ ایم رکھنا ہر فرض سے زیادہ اہم فرض ہے۔

”خالص الاعتقاد“ کی اس عبارت سے پہلے اہل حق کے لیے جو یقیناً اس کے خود ساختہ مذہب سے بے زار و نالاں ہوں گے، کو سا جاتا ہے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا (سورۃ بقرہ: ۱۰)

”ان لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے، پھر اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی۔“

اب وہ چیز ذکر کی جا رہی ہے جس سے روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جائے گا کہ وہ ایک نئے مذہب کا موجد ہے اور اس سے اس راستے کے تمام شکوک و شبہات کی ظلمتیں دور اور گرد و غبار کی تاریکیاں چھٹ جائیں گی۔

سنو اور بہ غور سنو! ہندوستان میں جب سے اسلام آیا ہے چند باطل فرقوں کو چھوڑ کر جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں، عام آبادی اہل سنت والجماعت مذہب ہی کی رہی ہے۔ اس بات میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، لیکن احمد رضا خان اور ان کی ذریات نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے سنان لسان اور خنجر قلم سے کافر و مرتد اور وہابی کے نشتر لگا لگا کر ان کے ہر فرد بشر کو گھائل کر دیا۔ وہابی کا لفظ ان کے یہاں کافر سے بھی بدتر..... مرتد کے معنی میں ہے۔ جس کو یہ وہابی کہیں گے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو مرتد سمجھو۔

پاک و ہند کے بڑے بڑے مقتدر رہنما اور ہر جماعت کے مسلم مقتدا و پیشوا، مثلاً سیدنا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کی اولاد و احفاد (دیکھو مقیاس حنفیت: ص ۵۷۶) حضرت مولانا سید احمد شہید، حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید، مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی، مولانا شاہ کرامت علی جون پوری، مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا ثناء اللہ صاحب ودیگر اہل حدیث علما اور ان کے عوام..... تمام علمائے دیوبند اور ان کے ہم خیال عوام..... مولانا شاہ محمد

علی مونگیری، مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی، جملہ علمائے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور ان سے منسلک عوام..... مولانا عبدالشکور صاحب لکھنؤی، مولانا عبدالباری، جمیع علمائے فرنگی محلی اور ان سے عقیدت و ارادت رکھنے والے عوام..... سر سید احمد خاں، بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور ان کے معاون احباب و انصار نواب محسن الملک مہدی علی خاں، نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی خاں، نواب انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین، مولانا الطاف حسین حالی، شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی، مولوی مہدی حسن، سید محمود خاں، علامہ شبلی نعمانی اعظم گڑھی، ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی، جن کو یہ فرقہ ضالہ اکبر بادشاہ کے نورتن سے تعبیر کرتا ہے۔

تمام فضلاء علی گڑھ یونیورسٹی اور ان سے منسلک عوام (عوام کو اس لیے ہر جگہ ذکر کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا رہنماؤں کے متعلق اس جماعت مبتدعہ کا فتویٰ ہے کہ جو ان کو کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور ان کے عوام ان کے معتقد ہیں)، ڈاکٹر اقبال، خوبہ حسن نظامی، مولانا ظفر علی خاں، محمد علی جناح (۱)، مولانا ابوالکلام آزاد، سید ابوالاعلیٰ مودودی، وغیرہ الکل لا تعد ولا تحصى (اور اسی طرح بے شمار جن کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا)۔

سیاسی جماعتوں میں مسلم لیگ، مجلس احرار اسلام، جمعیت علمائے ہند، جماعت خاک سار، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، آل انڈیا خلافت کمیٹی، جماعت اسلامی، شاہ ابن سعود و تمام علمائے عرب حتیٰ کہ حرمین شریفین کے آئمہ و خطباء، تمام عربی عوام، ان سب کو اس کفر ساز اور کافر گرٹولے نے کافر و مرتد اور وہابی کے اعلیٰ ترین خطابات سے نوازا ہے۔

(۱) بریلوی محمد علی جناح کو پاکستان بنانے کے جرم میں کافر کہتے ہیں، اگر اٹھارہویں صدی سے کہتے تو زیادہ موزوں ہوتا۔ (طیب)

نادک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں
ان سیاہ بختوں کی بد بختی کا منظر دیکھنا
کفر کے فتوے لگاتے ہیں مسلمان دیکھ کر

ان سب کی تفصیلات اس کتاب میں حوالہ جات کے ساتھ آپ پڑھیں گے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ پاک و ہند کا کوئی فرد بشر ایسا نہیں جو ان کے تکفیری تیر
وسنان سے فگار نہ ہوا ہو اور یہ کیوں؟ اس لیے کہ یہ اس کے نئے دین و مذہب سے
جس کا وہ بانی تھا متفق نہ تھے۔ ورنہ ان میں بعض حضرات تو مسلک اہل سنت
والجماعت کے اساطین و دعائیم تھے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ یہ سب کافر ہیں تو مسلمان
کون؟

الجواب: صرف احمد رضا خان بریلوی جو کافر گری و کفر سازی ٹیکسال بلکہ لیٹڈ
کمپنی کے میجنگ ڈائریکٹر تھے۔ یا آسفا و احسرتاً۔ ع
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نهم (۱)
اگر یہ سب کافر و مرتد تھے تو پاکستان کن مسلمانوں نے بنایا؟ اگر ان سب کو اسلام

(۱) یہ بات خود شجاعت علی قادری بریلوی (جنہوں نے ائمہ حرمین کی اقتدا میں نمازوں کے فاسد ہونے کا فتویٰ دیا
تھا) "فتاویٰ رضویہ" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ مولانا (احمد رضا) رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ذخائر میں یہ تلاش کرنا کچھ
مشکل نہیں کہ آپ نے کس کس سے اختلاف کیا، بلکہ اصل وقت طلب کام یہ ہے کہ وہ
کون سا فقیہ ہے جس سے مولانا نے بالکل اختلاف نہ کیا ہو۔ اگر ایسا شخص نکل آیا تو یہ
ایک بڑی حقیقت ہوگی۔"

(پیش لفظ فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم کا حصہ اول، مطبوعہ لاہور: ص ۳۰)

احمد رضا کا ہر کسی سے اختلاف کرنا ان کے اپنے ماننے والے قبول کرتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ احمد رضا کا جس
کسی سے اختلاف ہو جائے اسے کافر ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیتا تھا۔ (ابونا نع)

سے خارج کر دیا جائے تو اس کا فرساز ٹولے کی گنتی ملک کے چوڑے چماروں سے
بھی کم تر ہے۔ (پھر اس پر دعویٰ ہے سواد اعظم ہونے کا؟) تو پاکستان کیسے بنا؟ تقسیم
ہندوؤں و مسلمانوں کے درمیان کیسے ہوئی؟ کیا یہ تقسیم ہندوؤں اور مرتدوں کے
درمیان ہوئی تھی؟ اگر ہندوؤں کو بروقت ان فتویٰ فروشوں کی تکفیری کاروائیوں کا علم
ہو جاتا تو وہ کہتے کہ ہندو مسلم کی تقسیم کیسی؟ تم بھی تو ہماری طرح ہی غیر مسلم ہو۔ تو
آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوتا؟

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اگر یہ کہا جائے کہ اس قدر گھناؤنے فعل کا ارتکاب اس نے کیوں کیا؟ تو اس کا
جواب یہ ہے کہ حطام دنیا کی حرص و آرز (لاچ) اور پیٹ کی پوجا پاٹ نے اس کو اس
افل شنیع اور امر قبیح پر مجبور و بے بس کر دیا تھا۔ فکر شکم کا اس پر اس قدر تسلط تھا کہ مرتے
وقت بھی اسی کا غلبہ رہا۔ چنانچہ مرتے وقت وصیت کرتا ہے کہ

"ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھجج دیا کریں: دودھ کا برف خانہ
ساز، اگر بھینس کے دودھ کا ہو (بکری کا نہ ہو، اس میں سے بو آتی ہے،
اگر چہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند تھا)۔ مرغ کی بریانی۔ مرغ پلاؤ
خواہ بکری کا ہو (بہ درجہ محبوبی)۔ شامی کباب، وہ بھی مرغ کے ہوں، بہ
درجہ محبوبی بکری کے۔ پرائٹھے (گھی سے تر بہ تر ہوں)۔ بالائی (جو خوب
موٹی ہو)۔ فیرونی (جو مشک و زعفران سے معطر ہو)۔ ارد کی پھیری دال
مع ادراک و لوازم (کالی مرچ، لونگ، زیرہ سیاہ، کرمانی، چھوٹی بڑی
الانچی، جائفل، جاوتری، مشک و زعفران وغیرہ وغیرہ)۔ گوشت بھری
کچوریاں (جس میں تمام لوازم مذکورہ ڈالے گئے ہوں)۔ سیب کا پانی
(کشمیری سیب)۔ انار کا پانی (قد باری انار)۔ سوڈے کی بوتل (اعلیٰ
کوالٹی برائے ہاضمہ)۔ دودھ کا برف (مکرر فرمایا کیوں کہ سفر دراز

(ہے)۔ کیوں نہ کہہ دوں قبر میں بھی پیٹ ہی کی فکر ہے
ہاں وصیت نامہ احمد رضا خان دیکھ کر
مولانا ظفر علی خاں مرحوم و مغفور نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے خوب فرمایا ہے۔
تربت احمد رضا خان پر چڑھاوا ہے فضول
جب تک اس میں ماش کی دال اور بالائی نہ ہو
بڑے سے بڑے گناہ گار فاسق و فاجر، زانی، شرابی پر بھی اس وقت فکر آخرت کا
غلبہ ہوتا ہے۔ تمام دنیا اس کو بیچ اور لاشے نظر آتی ہے۔ اپنے اللہ تعالیٰ کے آگے روتا گڑ
گڑاتا اور مغفرت کا خواہاں ہوتا ہے، لیکن اس بندہ شکم کو نزع کے عالم میں بھی اگر فکر
ہے تو کھانے پینے اور لذائذ دنیا کی، اور پھر اس پر دعویٰ ہے مجدد و وقت ہونے کا۔ ع
بہ سوخت عقل زحیرت کہ اس چہ بواجبی است
یہ حال ہو اس کے فقیروں سے ہویدا
آلودہ دنیا جو ہے بے گانہ ہے اس کا

انگریزوں سے ساز باز اور ان کی مخبری و جاسوسی:

یوں تو ظاہر ہے کہ جس جماعت یا شخص کا مشغلہ جاسوسی یا مخبری ہو تو اس کے تمام
کام پوشیدہ اور صیغہ راز میں ہوتے ہیں، لیکن کبھی کبھی زبان و قلم سے بے ساختہ و بے
ارادہ کچھ نہ کچھ مترشح ہو ہی جاتا ہے۔ جس سے تاثر نے والے تاز جاتے ہیں اور کہتے
ہیں۔

تیری رنجش کھلی طرز بیان سے

نہ تھی دل میں تو کیوں نکلی زبان سے

اس لیے اس بارے میں کچھ علامات و اشارات و کنایات ہی ذکر کیے جائیں

نتیجہ آپ خود ہی نکال لیں۔

(۱)..... احمد رضا خان کا شجرہ نسب یہ ہے:

احمد رضا ابن نقی علی ابن رضا علی ابن کاظم علی الخ

احمد رضا خان عقیدہ رافضی تھا۔ جس کی شہادت یہ اسمائے گرامی دے رہے ہیں،
لیکن اسلام کی تخریب و تیغ کنی کرنے کے لیے ابن سبا کی طرح اپنے آپ کو سنی ظاہر
کرتا رہا اور اسی بنا پر اس نے ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کی شان اقدس میں نہایت ہی خطرناک و ہولناک گستاخی کر کے اپنے دل کی بھڑاس
نکالی۔ سنو!

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جو بن کی بہار
مسکی (۱) جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جو بن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بیروں سینہ و بر

(حدائق بخشش: حصہ سوم، ص ۳۷)

یہ کلمات ایک سنی مسلمان سن بھی نہیں سکتا چہ جائے کہ ان ناپاک کلمات سے اپنی
زبان آلودہ کرے (۲)۔ اسی طرح اس نے رافضیوں کے بیسیوں عقاید مسلک اہل

(۱) مشکل تمام۔

(۲) بے غیرتی کا منہ بولا ثبوت: مرتب مجموعہ ”حدائق بخشش“ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار اعلیٰ حضرت کی
”ماض سے نہایت احتیاط کے ساتھ نقل کیے۔ (ماہ نامہ ”سنی“ نکلتی، ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ / اگست ۱۹۵۵ء، فتاویٰ مظہری:
ص ۳۹۳، ۱۲)

مولوی مظہر اللہ کہتے ہیں: ”اس معمولی غلطی کو جو شرعاً قابل گرفت نہیں ان کی ذات کریمہ معاف نہ فرمائے
گی؟ اور فرض کیجئے وہ معاف نہ فرمائیں تب بھی مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ؟ کہ یہ معاملہ ایک خطا کار بچے کا اور
اس کی مشفقہ ماں کا ہے، جس پر کروڑوں ماؤں کے اشفاق بے پایاں نثار، پھر یہ معاملہ قیامت کا ہے، دینی احکام
اور صرف تو بہ پر ختم ہو جاتے ہیں۔“ (فتاویٰ مظہری: ص ۳۸۸)

اسے کہتے ہیں ”بریلوی بے غیرتی کا منہ بولا ثبوت“۔ (ابونانی)

سنت والجماعت میں داخل کر دیے۔ مثلاً رافضیوں کے عقاید ہیں کہ آئمہ ”ماکان وما یكون“ کا علم رکھتے ہیں۔ آئمہ اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ آئمہ کا رخائے عالم میں متصرف اور زمین و آسمان کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ آئمہ مختار کل ہیں۔ آئمہ سے استمداد و اعانت جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہی عقاید احمد رضا خان اور اس کی جماعت نے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام علیہم الرحمہ کے لیے ثابت کیے، جن کی تفصیل ان کی کتابوں میں درج ہیں۔ رافضیوں کو اہل سنت کے ساتھ جو مذہبی عداوت ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ اسی لیے اس نے اپنے شرک و بدعت کے نشتروں سے مسلک اہل سنت والجماعت کو داغ دار اور چھلنی کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

اس خان دان کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ انگریزوں کا ہمیشہ وفادار و حلیف رہا ہے۔ انگریزوں کے ہاں اس خان دان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اسی بنا پر ”سوانح اعلیٰ حضرت“ کا مصنف صفحہ ۲۰ پر لکھتا ہے:

”مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا۔ مولانا رضا علی خان صاحب اس زمانے میں بریلی کے محلہ ذخیرہ میں قیام فرماتے تھے۔ شہر کے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے۔ مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی۔“

کیوں چھوڑتے؟ پھر جاسوسی کون کرتا؟

(۲)..... مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے بھی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی بڑی خدمات سرانجام دی تھیں، جن کو مرزائی اور خود مرزا غلام احمد قادیانی بڑے فخر سے بیان کرتا ہے۔ مرزا غلام قادر جو مرزا غلام مرتضیٰ کے بیٹے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی ہیں احمد رضا خان کے پہلے استاذ ہیں، جو اپنے شاگرد پر دل

و جان سے قربان تھے۔ چنانچہ مصنف ”سوانح اعلیٰ حضرت“ صفحہ ۳۰ پر لکھتا ہے: ”اعلیٰ حضرت کے یہ استاد اعلیٰ حضرت پر جان چھڑکتے تھے۔“

کیوں نہ جان چھڑکتے، دونوں کا مشن ایک ہی تھا اور شاگرد اس بھٹی سے ایسا کندن ہو کر نکلا کہ استاد کو بھی مات کر گیا۔

(۳)..... جب انگریزوں کا دہلی پر تسلط ہونے لگا تو مولانا فضل حق خیر آبادی ہزار ہا پریشانیاں و مصایب اٹھا کر خیر آباد بہ مشکل تمام پہنچ گئے، تاکہ بقیہ زندگی عزلت و گوشہ نشینی میں گزاریں۔ بریلی خیر آباد سے چنداں دور نہیں۔ ان جاسوسوں نے مولانا کی آمد کی خبر اپنے آقاؤں کو کر دی۔ مولانا گرفتار ہو گئے۔ جاسوس مال و منال اور عزت و جاہ سے نوازے گئے۔ مولانا مرحوم کے اہل خانہ ان سے ان لوگوں کی برائیاں کرتے بارہا سنا گیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے جب حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ پر تکفیر و تھلیل کے تیر برسائے اور مولانا مرحوم کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے بے شمار جعلی و مصنوعی رسائل لکھ کر مولانا مرحوم و مغفور کی طرف غلط منسوب کیے تاکہ ہمیں ایک ایسے شخص کی جو اپنے وقت کا امام اور بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا، پناہ حاصل ہو جائے۔ حالاں کہ ان دونوں بزرگوں میں جو ایک ہی استاد (حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے شاگرد اور دونوں عقاید و خیالات اور حنفی مذہب کی اتباع میں متحد تھے، مسئلہ ”امکان کذب“ و ”امتناع نظیر“ میں محض علمی نقطہ نظر سے گفتگو ہوئی ہے، جس کا مقصد صرف علمی تفریح تھی، لیکن ان جاسوسوں نے اس کے ساتھ اور سیکڑوں اکاذیب کی طرح اپنی طرف سے آمیزش کر کے (علی طریق الشیاطین) آتش فشاں پہاڑ بنا کر کھڑا کر دیا۔ حالاں کہ مولانا مرحوم کو حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو سناٹے کے عالم میں کئی گھنٹے خاموش بیٹھے روتے رہے اور اس کے بعد فرمایا کہ

”اسماعیل کو ہم مولوی نہیں جانتے تھے بلکہ وہ امت محمدیہ کا حکیم تھا۔ کوئی

شے نہ تھی کہ جس کی کیفیت و لمیت اس کے ذہن میں نہ ہو۔ امام رازی نے اگر کچھ حاصل کیا تو دود چراغ کھا کر اور اسماعیل نے محض اپنی قابلیت اور استعداد خدا داد سے۔“ (ارواحِ ثلاثہ: ص ۱۰۰۰)

خیر آبادیوں کا سلسلہ تلمذ آج بھی بحمد اللہ قائم ہے اور ان سے اکتساب فیض کرنے والے دنیا بھر میں موجود ہیں، جو بریلویت کو ایک بڑا فتنہ اور ملت اسلامیہ کا ناسور سمجھتے ہیں (۱) ان کے عقاید و خیالات پر صد نفیریں بھیجتے ہیں۔ خیر آبادی سلسلے کے اکابر کی آخری کڑی حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کی سوانح حیات کو باغی ہندوستان میں محمد عبدالشاہد خاں شروانی نے قلم بند کیا ہے، جو حضرت اجمیریؒ کے خصوصی شاگرد رشید تھے۔ ہر دو کا نہایت ہی گہرا تعلق و ربط حضرات علمائے دیوبند سے تھا۔ چنانچہ وہ صفحہ ۲۱۴ پر لکھتے ہیں:

”مولانا کا سیاسی مسلک تحریک خلافت سے لے کر آخر وقت تک ایک ہی رہا۔ غیر ملکی حکومت کا خاتمہ اور استخلاص وطن کی جدوجہد میں تمام اقوام ہندوستان سے اشتراک عمل۔ مجلس احرار اسلام، جمعیت علمائے ہند، آل انڈیا خلافت کمیٹی، انڈین نیشنل کانگریس (اور) ہر آزادی پسند جماعت کے رکن رکین تھے۔ صوبائی و مرکزی صدور و ڈکٹیٹرز رہے۔“

دوسری جگہ صفحہ ۳۰۵ پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مضمون تعزیت جو کہ موصوف نے مولانا اجمیریؒ کی وفات پر ماہ نامہ ”معارف“ عظیم گڑھا پر پیل ۱۹۴۰ء میں سپرد قلم فرمایا تھا، سے نقل فرماتے ہیں:

”تحریک خلافت میں مذہبی فتوے کے جرم میں دو سال کی قید و بند کو اس پامردی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا کہ علی برادران نے قدم چوم لیے۔ جس زمانہ ابتلا میں مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت العلماء اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت العلماء نظر بندی کی تکلیفیں اٹھا رہے تھے اس

(۱) احقر کا سلسلہ تلمذ بھی انہیں حضرات سے قائم ہے اور انہیں حضرات کا خوشہ چس ہے۔ (دامغ)

وقت تحریک کی رہنمائی کے لیے آپ ہر ہفتے دہلی تشریف لے جاتے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مسائل حاضرہ پر تقریر فرماتے۔ جمعیت العلماء ہند کے اجلاس امر وہہ کی صدارت فرمائی اور مستقل نائب صدر رہے۔ صوبہ راج پوتانہ کی مجلس خلافت کو آپ کی صدارت کا ہمیشہ فخر حاصل رہا۔ تحریک کشمیر کے زمانے میں مجلس احرار اسلام کے ڈکٹیٹر رہے۔ مسلمانوں کے سوا برادران وطن بھی آپ کی سیاسی بصیرت کے معترف اور اس سے متاثر تھے۔ شرک و بدعت جو بریلویوں کا اوڑھنا بچھونا اور ان کے مذہب کی اساس و بنیاد ہے، کے خلاف بڑی پامردی اور عالی ظرفی سے جہاد کیا اور سیکڑوں قسم کی شرک و بدعات کی بڑی رسوم کا خاتمہ کیا۔“

یہ ہیں حضرات خیر آباد اور مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اولاد، لیکن اس فرقے کی عیاری و چالاکی دیکھیے کہ کتاب مذکور (باغی ہندوستان) کو اپنے ہی ایک مکتبہ قادریہ لاہور سے طبع کرا کر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے کہ اکابر خیر آباد اصغر بریلی ہی کے افراد ہیں۔ اس بے حیائی اور بے شرمی کا کیا ٹھکانا؟ بھلا یہ بات عقل میں بھی آسکتی ہے کہ جس شخص نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر جہاد کا فتوے دیا ہو اس جماعت کا فرد ہوگا جس کے بانی نے ہندوستان کو دار الاسلام اور انگریزوں کو اولو الامر کہا ہو؟ شتان بینہما“ (۱)۔

(۱) چنانچہ کہتے ہیں:

”ہمارے امام اعظم کے مذہب پر ہندوستان دار الاسلام ہے ہر گز دار الحرب نہیں کہ دار الاسلام کے دار الحرب ہو جانے میں جو باتیں درکار ہیں بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں، اہل اسلام اپنے معاملات میں آزاد ہیں اور حکام انگریز بھی علما سے فتویٰ لے کر عمل اور حکم کرتے ہیں۔“

(اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام: ص ۳۲)

انگریز حکام علما سے فتویٰ لے کر حکم نہیں دیتے تھے، احمد رضا انگریزوں کے حکم پر فتوے دیتا تھا۔

”حکومت برطانیہ مسلمانان ہندوستان کے واسطے رحمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس حکومت نے یہاں کے تمام فرقوں میں امن پیدا کر کے ان پر احسان عظیم کیا ہے، لہذا ← ← ←

(۴)..... حضرت مولانا سید احمد اور مولانا اسماعیلؒ کی شہادت کے بعد ان کی تحریک آزادی کے روح رواں علمائے صادق پور مولانا یحییٰ علیؒ، مولانا عبدالرحیمؒ، مولانا احمد اللہؒ، مولانا جعفر تھانیسریؒ اور دیگر علما تھے، ان کی جاسوسی و مخبری غزل خان نامی ایک پٹھان نے کی، جس کا قریبی تعلق خان صاحب کے خان دان سے تھا، جس پر یہ مجاہدین و معاونین گرفتار کیے گئے۔ ۱۸۶۴ء میں انبالہ میں مقدمہ چلا، ان علمائے حق کو پھانسی پر لٹکایا گیا یا دریائے شور کی سزائیں دی گئیں، یوں تحریک آزادی بریلویت کی بھینٹ چڑھ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

(۵) جب علمائے ہند نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا، جس نے برطانیہ کے درو دیوار ہلا دیے، تو اس کے جواب میں احمد رضا خان نے ”اعلام الاسلام بان ہندوستان دارالاسلام“ رسالہ لکھا (یعنی ہندوستان دارالاسلام ہے اور انگریز اولی الامر) دوسرا رسالہ ”الامارة والجهاد“ لکھا، جس میں جہاد کی ایسی شرطیں بیان کیں جس سے جہاد کا مسئلہ ہی سرے سے ختم ہو کر رہ گیا، نیز ”دوام العیش“ کے صفحہ ۴۴ پر صراحتہ تحریر کر دیا کہ ”مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں۔“

اس کے پس منظر میں وہی انگریزوں کی خوش نودی اور رضا جوئی مطلوب تھی۔ اس طرح خان صاحب نے مرزا غلام احمد کے جاری کردہ مشن کو انگریزی حکومت کے استحکام و بقا کی تکمیل کی۔ ع

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا
اور برطانوی سرکار کی شان میں ایسے قصیدے لکھے کہ اب تک غیرت کی گردن شرم

→→→ اس کے خلاف جہاد و قتال کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

(مختصر رسالۃ الامارۃ والجهاد، مصنفہ احمد رضا)

اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ احمد رضا انگریزوں کا ایجنٹ تھا، جو کہ اس کے فتوے سے ظاہر ہے۔ (ابونا فح)

سے جھکی جاتی ہے۔ انگریزی حکومت نے بڑے اہتمام سے اس فتوے کو چھپوا کر عامۃ المسلمین میں بے تعداد تقسیم کیا۔ اس فتوے کا پشتو میں ترجمہ کرا کر ان قبائلی علاقوں میں جو انگریزی حکومت کے خلاف آخر وقت تک جہاد و غزا کا مرکز رہے، جہاں ریشمی خطوط کی تحریک کو آب و دانہ ملا اور جہاں شہدائے بالاکوٹ نے اپنی تحریک آزادی کا پرچم لہرایا، تقسیم کیا گیا۔ جب علمائے اس فتوے کے خلاف آواز بلند کی تو احمد رضا خان کو صوبہ یوپی کے گورنر نے سرکاری خرچ پر علمائے حق کا منہ بند کرنے اور ان کے خلاف تکفیری فتویٰ لینے کے لیے حرمین شریفین بھیجا اور انگریزوں کی حکومت کے اہتمام سے شریف مکہ کے پاس ٹھہرا۔

ورنہ ایک عامی اور پھر اجنبی آدمی کی رسائی ایوان حکومت تک کیوں کر ممکن تھی؟ اور شریف ہی نے سرکاری مولویوں سے اس کی قصیدہ خوانی کرائی۔ جس کو یہ فرقہ ضالہ بہت اچھالتا ہے۔

احمد رضا خان نے علمائے دیوبند کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر غلط پیرائے میں پیش کر کے شریف مکہ کی وساطت سے تکفیری فتویٰ حاصل کیا۔ ان خدمات کے صلے میں احمد رضا خان کو نواب رام پور کی معرفت پانچ سو روپے ماہانہ ملتے رہے اور اب یہ راز سیکرٹ سروس (Secret Servis) کے ان کاغذوں سے کھل کر سامنے آ گیا ہے جو برٹش میوزیم میں (نمائش کے لیے) کھلے رکھ دیے گئے ہیں۔ ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور: ص ۱۰، بابت ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ احمد رضا کے خسر شیخ فضل حسین نواب کلب علی خاں والی رام پور کے مشیروں میں سے تھے۔ نواب کلب علی خاں انگریزوں کے نہایت معتمد اور وفادار ساتھی تھے۔ ”چٹان“ کے اس شمارے میں صفحہ ۶ پر مرقوم ہے:

”دیوبند اور تحریک خلافت کے رہنماؤں میں صف اول کے لوگ یوپی سے تھے، اس لیے یوپی (بریلی) ہی سے اس کا توڑ پیدا کیا گیا۔ پنجاب

میں تحریک خلافت زیادہ تر شہروں میں تھی اور صوبہ سرحد پنجاب سے پیوست تھا، اس لیے یہاں مولوی دیدار علی سے شہری رہنماؤں کے خلاف کفر کے فتوے دلوائے گئے اور جن علاقوں میں بھرتی کا مواد بہ کثرت ملتا تھا وہاں کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں سے ترکوں کی تکفیر کا فتویٰ حاصل کیا گیا۔ ان لوگوں نے صوبے کے سب سے بڑے ظالم حکم ران جنرل اوڈویر کو ایک سپاس نامہ پیش کیا، جس میں برطانوی حکومت کو رحمت الہی قرار دیا گیا اور بہ شد و مد سے کہا گیا کہ ترکوں نے جنگ میں حصہ لے کر لَا تُفْسِدُوا فِی الْأَرْضِ کی آیت کریمہ سے بغاوت کی ہے، لہذا ان کے خلاف جنگ وجدال فرض ہے۔ یہ سپاس نامہ اصل فوٹو کاپی کے ساتھ ہمارے پاس (۱) محفوظ ہے۔ یہ کھلے واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ احمد رضا خان انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ اس کا مد رسہ اس کے پیر و کار بھی انگریز کے آگے کار رہے ہیں۔ اس کا دواجر جرم ہے کہ اس نے دین کو تلعب کا درجہ دیا اور مسلمانوں کی سیاست کو انگریزوں کی آکھٹی سے اتنا خراب کیا کہ آج ناطقہ سر بہ گریباں اور خامہ انگشت بدنداں ہے۔“

ایک بہت بڑے سرکاری مسلمان افسر نے، جن کا تعلق وائسرائے کی کینٹ سے تھا، بتلایا کہ بریلوی تحریک جو برطانوی سرکار کے مفاد میں علمائے حق کے خلاف چلائی گئی تھی اس کی نشر و اشاعت پر حکومت نے چالیس کروڑ روپے خرچ کیے ہیں۔ یہ تعداد اس وقت کی ہے جب کہ گندم ڈیڑھ روپیہ من اور بکرے کا گوشت ۳ روپے سیر ملتا تھا۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا ظفر علی خان بہارستان: ص ۲۱۰ میں فرماتے ہیں:

جو حریف اسلام کا ہو آپ (۲) ہیں اس کے حلیف اس کے دشمن آپ ہیں جو ہو نصاریٰ کے خلاف

(۱) یہ سپاس نامہ بیچنم کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ درج کر دیا گیا ہے۔

(۲) احمد رضا اور اس کے متوالے۔ (ابونا فح)

ہم مٹادیں گے زمانے میں نشاں اسلام کا
بندہ پرور کہہ نہیں دیتے یہی کیوں صاف صاف
شورش مرحوم نے بے شمار اشعار میں ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چند ملاحظہ ہوں:

کل تک تھے آپ لارڈ کلائیو کے خانہ زاد
پاتے تھے خان دان حکومت سے رہبری
سی، آئی، ڈی سے کہنے روابط کی آڑ میں
لوگوں کے دل میں اپنی بٹھاتے ہو برتری
کب تک رہے ہو خفیہ وظیفہ سے فیض یاب
جس نے سکھادیے تمہیں آداب کافری
کاسے لیسان فرنگی کے نمک خوار قدیم
جشن بربادی اسلام منانے والے
باندھ کر پٹکا نصاریٰ کی رضا جوئی کا
گولیاں ترک جوانوں پہ چلانے والے

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں چھڑی، ترک انگریزوں کے خلاف تھے، انگریزوں نے شریف مکہ کو ترکوں کی سلطنت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بغاوت پراکسایا اور اس کو اپنا ہم نوا بنایا۔ دنیا جانتی ہے کہ شریف مکہ باغی تھا، لیکن اس موقع پر انگریزوں کی اس وظیفہ خوار جماعت نے پورا پورا حق دوستی ادا کیا۔ ترکوں پر کفر کے فتوے لگائے اور کہا کہ ترک دائرہ اسلام سے خارج ہیں، شرابی ہیں، پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں، منہیات شرعیہ کا کھلم کھلا ارتکاب کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ شریف مکہ کی بغاوت ناجائز ہے، ہر مسلمان پر اس کی امداد فرض ہے۔ اس کی حمایت و طرف داری میں پورا زور قلم صرف کیا۔ حالاں کہ یہ وہی شریف مکہ ہے جس نے بیت المقدس کے عیسائیوں کے ہاتھ

میں چلے جانے پر خوشیاں منائیں۔ خلافت کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ ۱۹۱۹ء میں معاہدہ سیورے نے ترکی کا تختہ الٹ دیا تو شریف مکہ کے گھر میں گھٹی کے چراغ جلنے لگے۔ (تاریخ اسلام، شوق امرتسری: ص ۸۱۷ و ص ۸۲۰)

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بیچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ
خاک میں مل رہا ہے ترکمان سخت کوش

اس غدار و باغی کے دفاع و مدح میں مصطفیٰ رضا خان ابن احمد رضا خان نے ”حجۃ الواہرہ“ نامی رسالہ لکھا، جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ یہ لوگ شریف مکہ کی طرح برطانیہ کے ایجنٹ تھے۔ احمد رضا خان نے ایک رسالہ ”دوام العیش“ کے نام سے تحریر کیا جس میں ثابت کیا کہ ترکوں کو خلافت کرنے کا حق ہی نہیں، حالاں کہ آل عثمان کا صاحب عظمت تاج دار سلطان سلیم خاں کو محرم ۹۲۳ھ / فروری ۱۵۱۷ء میں خلیفہ وقت سید عبدالعزیز ابوالعزیز یعقوب ابن متوکل نے حق خلافت سے دستبردار ہو کر خلافت اسلامیہ کے کل حقوق سلطان سلیم خاں کو تفویض کیے تھے اور اس کی نام زدگی کو ساری اسلامی دنیا نے جائز تسلیم کیا، پھر سلیم نے اہل حل و عقد (علمائے مصر) سے شرعی و قانونی منظوری لی، پھر پورے چار سو سال تک عالم اسلام پر ترکوں کی خلافت قائم رہی، ان چار صدیوں میں بڑے بڑے ائمہ کبار، فقہائے کرام، اولیائے عظام، محدثین و مفسرین پیدا ہوئے، کسی نے بھی ترکوں کی خلافت پر نکیر نہیں کی، لیکن پورے چار سو سال کے بعد ظالم و جابر برطانیہ عظمیٰ کی سلطنت میں احمد رضا خان نامی ایک شخص پیدا ہوا، جس نے انگریزوں کا حق نمک خواری ادا کرتے ہوئے ترکوں کی خلافت کو سرے ہی سے ناجائز و باطل قرار دیا اور کہا کہ چار سو سال تک ترکوں کا خلافت پر قبضہ غاصبانہ تھا۔

وہ ترک جن کی شمشیر آب دار نے چار سو برس تک اسلام و مسلمانوں کا دفاع کیا،

یورپ سے جو مسیحیت کا سیلاب بے پناہ اندر ہا تھا ترک ہی سد سکندری بن کر حایل ہوئے، ورنہ آج سے چند صدیاں پیشتر ہی تمام وسط ایشیا، شام، عراق اور اسلامی افریقہ یورپ کے استبداد سے پامال ہو چکا ہوتا۔ وہ ترک ہی تھے جنہوں نے پے در پے حملے کر کے تمام یورپ کو اس طرح پامال کر دیا تھا کہ اس کو دو تین صدیوں تک سنبھلنے اور قدم اٹھانے کی مہلت ہی نہ ملی اور پھر تمام ایشیا و بلاد اسلامی کے دروازے پر مغربی مدافعت کی اپنے وجود سے ایک آہنی دیوار قائم کر دی۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانوں سے

لیکن یہی ترک احمد رضا خان اور اس کی پارٹی کی آنکھوں کا خارتھے اور ان کو اس وقت تک چین نہ آیا جب تک ترکوں کی خلافت کا خاتمہ نہ ہو گیا۔ کتاب ”دوام العیش“ کی وجہ تسمیہ بھی اس کی طرف مشعر ہے کہ جب انگریز مظفر و منصور ہوں گے.... ترکوں کی خلافت کا خاتمہ ہو جائے گا تو ہمیں عیش دایمی حاصل ہوگا۔ یعنی احمد رضا خان اور اس کی پارٹی کا دوام العیش انگریز کی کامیابی و کامرانی اور ترکوں کی شکست و ریخت پر منحصر ہے۔ یہ ہیں مجدد مآتہ حاضرہ (حال کی صدی کے مجدد) کے کارنامے۔ فِیَالِی اللہ المُشْتَكِی۔

احمد رضا خان اور اس کے حواریوں کے اس طرز عمل سے ہندوستان کے مسلمانوں نے انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر خانہ کعبہ، بیت المقدس اور بغداد شریف پر گولیاں چلائیں اور ترکوں کی سلطنت کو شکست و ریخت کیا۔ چنانچہ فتح حاصل کرنے کے بعد برطانیہ کی طرف سے صاف اعلان ہوا کہ بیت المقدس اور شام کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ خلافت عثمانیہ کی تباہی و بربادی اور آج جو کچھ مشرق وسطیٰ میں ہو رہا ہے اس کی تمام تر ذمہ داری باغی شریف مکہ، احمد رضا خان اور اس کی پارٹی پر ہے، جو آج بھی عربوں کے خلاف زہرا گل رہے ہیں، ان کو کافر و مرتد کہتے ہیں۔ نیز یہ (بھی کہتے

ہیں) کہ ان کے پیچھے نمازیں جائز نہیں، ان کے خلاف جہاد فرض ہے۔ ان کی دلی قلبی تمنا یہی ہے کہ ان عربوں کی حکومت کسی طرح ختم ہو جائے۔ پھر عجب بالائے عجب یہ ہے کہ یہی مخرب اسلام پارٹی اسلام کی ٹھیکے دار بنتی ہے۔ اپنے آپ کو غازی و مجاہد اور تحریک آزادی کا علم بردار بتاتی ہے۔ چشم فلک نے آج تک ایسا سانحہ عجیبہ اور حیرت انگیز تماشا نہ دیکھا ہوگا کہ جس پارٹی کا تقریباً ایک صدی تک دشمنان اسلام کی مخبری و جاسوسی کرنا طرہ امتیاز رہا ہو، برطانیہ عظمیٰ جیسی جابر و ظالم حکومت کی بارگاہ عالیہ کی جہسائی جس کی زندگی کا شعار رہا ہو، تکفیر و تفریق بین المسلمین جس کا محبوب مشغلہ رہا ہو، جس کے تیر و نشتر سے عجم محفوظ رہا ہو نہ عرب۔

بریلوی جاسوسوں، ٹوڈیوں کا غازیوں و مجاہدوں کا روپ دھارنا: انہی جاسوسوں اور ٹوڈیوں کو انتہائی بے شرمی و بے حیائی سے تاریخ کو مسخ کر کے غازیان دین و مجاہدین اسلام بتلایا جا رہا ہے، تحریک آزادی کے علم بردار کہا جاتا ہے۔ حالاں کہ متحدہ ہندوستان میں تخلص وطن و تحریک آزادی کے نام پر جتنی بھی جماعتیں مسلمانوں میں اٹھیں کوئی بھی جماعت ایسی نہیں جس کی تفسیق و تکفیر انگریزوں کی خوش نودی کے لیے اس پارٹی نے نہ کی ہو۔ دیگر جماعتوں کو چھوڑیے! صرف مسلم لیگ ہی کو لے لیجیے، اس کے خلاف کئی فتوے و رسائل لکھے گئے۔ ان فتووں و رسائل کو ان غازیان اسلام نے حکومت پاکستان کے خوف و ڈر سے پردہ خفا میں پہنچا دیا ہے۔ اسی طرح وہ فتوے اور رسائل جو ترکوں کے خلاف لکھے گئے تھے اندرون خانہ نہاں و پنہاں کر دیے گئے ہیں، لیکن جو بندہ یا بندہ (جو ڈھونڈتا ہے وہ پالیتا ہے) کے ماتحت آج بھی کسی نہ کسی کے پاس پرانے نسخے مل ہی جاتے ہیں۔ چند ایک کے نام سن لیجیے، جو احقر کو دستیاب ہوئے ہیں۔

(۱) ”مسلم لیگ کی زریں بنجیہ دری“ مصنف: تاج العلماء سراج العرفاء سید شاہ

اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہری ۱۹۳۹ء

(۲) ”احکام نور یہ شرعیہ بر مسلم لیگ“ مصنفہ: شیر پیشہ سنت ابوالفتح عبید الرضا محمد

حشمت علی خان قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ۱۹۳۹ء

(۳) ”الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات الیکیہ“۔ یہ کتاب اس فرقے کے چار

بڑے بڑے مقتدا علما کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ (الف) تاج العلماء سراج العرفاء

سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی قاسمی (ب) سید العلماء سند الحکماء حافظ

قاری حکیم سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی قاسمی مارہری (ج) شیر پیشہ سنت محمد حشمت

علی خان قادری برکاتی رضوی لکھنوی (د) مولانا ابوالبرکات سید احمد، ناظم مرکزی

انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور۔

(۴) ”قہر القادر علی الکفار اللیادری“ مصنفہ: مولوی ابوالطاہر محمد طیب صاحب

صدیقی قادری برکاتی قاسمی دانا پوری، فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

(پنجاب)

(۵) ”الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرة“ (طبع بمبئی ۱۹۴۲ء) اس کتاب پر

اس فرقے کے اسی علما کے دستخط ہیں، جن میں سید الطائفہ مولوی نعیم الدین مراد

آبادی، سرخیل جماعت مولوی دیدار علی، بانی حزب الاحناف لاہور۔ خاص طور پر

قابل ذکر ہیں۔

(۶) ”تجانب اہل السنۃ“ مصنفہ: (۱۹۴۲ء) مولوی ابوالطاہر محمد طیب صاحب

صدیقی قادری برکاتی قاسمی دانا پوری، فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند۔ لاہور

(پنجاب)

یہ کتاب اس قدر جامع ہے کہ اس کو پڑھ لینے کے بعد آپ کو پاک و ہند میں کوئی

شخص مسلمان نظر نہیں آئے گا، بلکہ سب کے سب مرتد و کافر ہی دکھائی دیں گے۔ یہ

کتاب اس خود ساختہ مذہب کی شاہ کار ہے۔ اس کتاب پر اس فرقے کے کئی جید علما

کی تقاریر ہیں۔

ان مذکورہ بالا کتب کا خلاصہ درج ذیل ہے جو ”الجوابات السنیہ“ کے صفحہ ۳۲ پر

مرقوم ہے:

(۱) لیگ میں مرتدین و منکرین ضروریات دین شامل ہیں، اس لیے اہل سنت کا ان سے اتفاق و اتحاد نہیں ہو سکتا (۱)، یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔ لیگ کے لیڈروں کو رہنما سمجھنا یا ان پر اعتبار کرنا منافقین و مرتدین کو رہنما بنانا اور ان پر اعتبار کرنا ہے، جو شرعاً کسی طرح بھی جائز نہیں۔

(۲) لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا، اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ (اب یہ اسلام کے ساتھ دشمنی کیوں کر جائز ہو گئی؟)

(۳) لیگی لیڈروں کے اقوال و افعال سے ان کی گم راہی مہر نیم روز سے زاید روشن ہے۔

(۴) مرتدین و منافقین سے اتحاد ہرگز جائز نہیں، جب تک وہ بہ اعلان اپنے عقاید کفریہ، کفریہ، شرکیہ سے توبہ نہ کریں۔ (اب یہ اتحاد کیسے ہو گیا؟ کیا ان مرتدین و منافقین نے اپنے عقاید باطلہ، کفریہ، شرکیہ سے توبہ کر لی؟ بینوا تو جروا)

(۵) اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ (بایکات) کریں، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ (نکاح ٹوٹ جانے کے بعد کیا بریلوی فرقے کے لوگوں نے دوبارہ نکاح پڑھوائے ہیں، یا بے نکاحی عورتیں اپنے

(۱) بریلویوں کے لیے مقام فکر: یہ اتحاد پاکستان میں اب کیسے ہو گیا؟ عبداللہ بدایونی، شاہ احمد نورانی، عبدالستار خان نیازی، تراز اب الحق قادری، شفیع اکاڑوی، حافظ محمد تقی، ضیف طیب وغیرہ مسلم لیگ سے اتحاد بھی کرتے رہے اور اسمبلیوں اور مجلس شوریٰ میں رہ کر لاکھوں روپے بٹرتے رہے، اسی پر بس نہیں بلکہ من و پسند وزارتیں بھی لیتے رہے، ان کے اپنے فتاوے کی روشنی میں یہ سب ”کچے“ کافر ہو گئے، ان کی بیویاں ان پر حرام ہو گئیں، زنا میں مبتلا ہو گئے، ان کی اولادیں کیا ہیں؟ غور و فکر کریں۔ (ابونا فتح)

گھروں میں رکھ رہے ہیں؟ ان سوالات کے جواب دو۔ ان کے مولویوں اور مفتیوں پر فرض ہے کہ واضح کریں، تاکہ قوم کو سکون و اطمینان حاصل ہو اور تمہاری امانتیں، خطابتیں جائز ہوں، لوگوں کی نمازیں خراب نہ کرو۔

بہر حال! جو کچھ کیا اپنے مذہب و مشن کے مطابق کیا اور درست کیا، کیوں کہ ان کے نزدیک جب انگریزوں کے خلاف جہاد ہی حرام تھا تو تحریک آزادی میں وہ حصہ ہی کیوں کر لے سکتے تھے؟ احمد رضا خان نے ”دوام العیش“ کے صفحہ ۱۴ پر صاف تحریر کیا ہے کہ ”مسلمانان ہند پر حکم جہاد و قتال نہیں۔“ ”کتاب الامارۃ والجبہاد“ لکھ کر ایسی شرائط ذکر کیں جس سے ہندوستان میں جہاد کا مسئلہ ہی سرے سے ختم ہو گیا۔

یا حسرتا و اسفا!

لیکن قربان جاے اس چالاکی و عیاری پر کہ جب ۴۶-۱۹۴۵ء میں مطالبہ پاکستان کا جائزہ لینے کے لیے انتخابات ہوئے اور مسلم لیگ بھاری اکثریت سے جیت گئی اور کامیابی پر ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو پورے ملک میں یوم فتح منایا گیا اور اس پارٹی کو یقین کامل ہو گیا کہ اب پاکستان بن کر ہی رہے گا تو اس کے ڈھائی ماہ بعد یعنی ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی، اس میں طے پایا کہ اب مصلحت وقت یہی ہے کہ مسلم لیگ میں شامل ہو جاؤ ورنہ خیر نہیں۔ پھر کیا تھا! دفعتاً منافقوں اور مرتدوں کی جماعت مسلم لیگ، سنی جماعت بن گئی، اس کے لیے نہ تجدید ایمان کی ضرورت محسوس ہوئی اور نہ توبہ و استغفار کی۔

انقلاب چرخ دوراں یوں بھی دیکھے ہیں

پہلے تو یہ جماعت اسلام کی ٹھیکے دار تھی، اب پاکستان بنانے کی بھی ٹھیکے دار بن گئی ہے۔ یہ ہے اس جماعت کا مختصر سا جائزہ۔ اس کو آپ مشتے نمونہ از خروارے سمجھیں۔ مزید ضرورت محسوس ہوئی تو مفصلاً ان کے کردار پر بحث کی جائے گی۔

ان واقعات و حالات کا بہ غور مطالعہ کرنے والے پر نصف النہار کی طرح واضح

ہو جائے گا کہ بریلوی تحریک کو انگریزوں نے اپنے مفاد کے واسطے اٹھایا تھا اور احمد رضا خان انگریزوں کا بہت بڑا ایجنٹ تھا، اس نے وہ کارہائے نمایاں کر دکھائے جو بڑی سے بڑی حکومتوں و سلطنتوں سے بھی ممکن نہ تھے۔

العبد

دامغ الراقق شاہ جہان پوری

باب (۱)

تقسیم ہند کے وقت مسلمانوں کی حالت زار

اور

رضا خانیت کی سازشوں کا جائزہ

تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۷ء میں ہندوستانی مسلمانوں کی اقتصادی، سیاسی، مذہبی حیثیت اتنی نازک و کم زور ہو گئی تھی اور ان میں اس درجے "احساس کم تری" پیدا ہو گیا تھا کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو "مسلمان" کہنے اور کہلانے میں بھی ڈر محسوس کرتے تھے۔ اس دور میں مسلمانوں کی رگ رگ میں "غیر اللہ" کا ایسا بے پناہ خوف سما گیا تھا کہ بڑوں بڑوں کی ہمتیں ٹوٹ گئیں، دینی محفلیں اور مذہبی خدمتیں بھی سرد ہو گئی تھیں۔ حالات کے دباؤ نے مسلمانوں میں اتنی مایوسی و پریشانی پیدا کر دی تھی کہ بہت سے کم زور طبع حضرات اس اندیشے میں مبتلا ہو گئے تھے کہ کہیں مسلمانوں کے وجود سے ہندوستان خالی نہ ہو جائے اور دین و آثار دین مٹ نہ جائیں۔

جمعیت علمائے ہند کی خدمات:

ایسے تباہ کن حالات کا مقابلہ کرنے اور زمانے کا رخ پھیرنے کے لیے مسلمانوں کی قدیم خیر خواہ اور دردمند جماعت "جمعیت علمائے ہند" کے ارکان و خدام سر سے کفن باندھ کر اور ہتھیلی پر جان لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کی پریشانیوں، مایوسیوں کو دور کرنے میں ایسے مصروف ہو گئے کہ بعض جگہ خطرات کے پسا کرنے میں اپنی جان عزیز کی بھی بازی لگا دی۔ چنانچہ اسلام کے ان بہادر جاں بازوں نے اپنی ان تھک کوششوں، بے پناہ محنتوں سے مسلمانوں کے "یاس" کو "آس" سے،

نومیدی کو امید سے، پستی کو بلندی سے، بے چینی کو چین سے، بد امنی کو امن سے بدل کر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ آج مسلمان، رضا خانی ہو یا دیوبندی، لکھنوی ہو یا دہلوی، بریلوی ہو یا پٹنہ، بھیت غرض یہ کہ کوئی ہو، کہیں کا ہو، جمعیت علمائے ہند کے جاں بازوں کی ”مساعی جمیلہ“ کی بہ دولت ہندوستان کے اندر نہ صرف امن و سکون کے ٹھنڈے سانس لے رہا ہے بلکہ یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ میرا دین و مذہب، عزت و آبرو، جان و مال، سب کچھ محفوظ ہے۔ زمانے کے ان تباہ کن تقاضوں سے یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ اب ہندوستانی مسلمانوں کو اتنی عقل آ جائے گی اور وہ اس پر مجبور ہو جائیں گے کہ اپنے ”عقائد اور فروعی مسائل“ کے اختلاف کے باوجود آپس میں ”میل و ملاپ، رواداری و خیر خواہی“ کی زندگی بسر کریں گے، دینی و دنیوی حیثیت سے اپنے کو بہتر و مضبوط بنانے کے لیے تعمیری کاموں میں سرگرمی سے مصروف ہو جائیں گے، متحد و منظم ہو کر دین کی بنیادی تعلیمات و ضروریات کے تحفظ و بقا اور اس کی اشاعت و حمایت میں مستعدی سے لگ جائیں گے، لیکن افسوس کہ ان تباہ کن تبدیلیوں اور خطرناک حالات سے بھی بعض نادان مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں اور بہ دستور ان کی عقل و خرد کے دروازے بند کے بند رہے۔ ان ہوشربا تغیرات سے بھی ان کے دل و دماغ کے احساسات بیدار نہ ہوئے۔ اگرچہ حالات کے دباؤ نے ہندوستان کے مشہور ”رضا خانی فرقے“ کو جس کے سربراہ کا روپیش کار مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی ہیں، اتنا خاموش و گوشہ نشین کر دیا تھا کہ مسلمانوں کو اس کے ”مردہ“ ہونے کا یقین ہو گیا تھا۔

رضا خانیوں کے تکفیری فتنے کا دوبارہ جنم:

لیکن جیسے ہی حالات میں کچھ ”سکون“ اور زمانے کی رفتار میں کچھ ”اعتدال“ اور انسانی دماغوں میں کچھ ”توازن“ پیدا ہو چلا کہ اچانک نہ معلوم اس ”فرقے“ کے

”تن“ اور ”لاشہ بے جان“ میں کس نے روح پھونک دی اور چپکے سے اس کے ”کان“ میں کس نے کیا کہہ دیا کہ وہ جھر جھری لے کر اٹھ کھڑا ہوا اور حسب دستور قدیم اپنی فطری عادت کے مطابق آج کل پھر اپنی اسی ”تفریقی ہنگامہ آرائیوں“ و ”تکفیری فتنہ انگیزیوں“ میں جو ان کے نزدیک ہر فرض سے اہم فرض ہے، مصروف نظر آ رہا ہے، یہاں تک کہ رضا خانیت کے علم برداروں نے اپنی اس ”تکفیری سرگرمیوں“ میں اتنی تیزی و گرمی پیدا کر دی ہے کہ اپنی شعلہ کاریوں سے اسلامی چین کے ”اتحاد و اتفاق“ کے پھولوں اور کلیوں کو مسل کر اس میں آگ لگا دی ہے کہ آج ہر طرف اس کی چنگاریاں اڑا کر مسلمانوں کی نہ صرف تنظیم و اتحاد کو بلکہ ان کے ایمان و اسلام کو بھی جلا کر خاکستر کر رہی ہے اور اس وجہ سے آج مسلمانوں میں عداوت و دشمنی، نفرت و حقارت اس درجے بڑھ گئی ہے کہ بہت سے گھرانے فساد و نفاق کے آتش کدے بنے ہوئے ہیں۔ اگر بھائی بھائی کا دشمن ہے تو باپ بیٹے کا۔ ماں بیٹی سے ناراض ہے تو بیٹی ماں سے۔ یہاں تک کہ بعض جاہل ان فسادی ملاؤں کی چرب زبانوں سے اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ اپنی تین تین چار چار بچے والی لڑکیوں کو ان کے نیک بخت شوہروں سے بلا وجہ و سبب اس لیے جدا کر دیا ہے کہ وہ نام نہاد سنی یعنی رضا خانی نہیں ہیں، کیوں کہ اس فرقے کے نزدیک کسی رضا خانی مرد و عورت کا نکاح کسی مسلمان مرد و عورت سے جائز نہیں ہے۔ دیکھو کتاب ”ازالۃ العار“ مندرجہ فتاویٰ رضویہ: ج ۲ ص ۴۷ باب المخرجات (۱)۔

رضا خانیت کے سربراہ کاروں کی اس فساد انگیز پالیسی و تکفیری سرگرمی کا یہ نتیجہ ہو

(۱) بیٹی کتے کے تصرف میں؟ ”اللہ بھی حق بات کرنے اور اس کے بارے میں مثال دیتے نہیں شرماتا اور ارشاد ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَتَّخِذُ مِنَ الْخَافِیِّنَ دِیْنًا ۚ لَیْسَ لَهُمْ شُرَکَآءُ فِی شَیْءٍ ۚ سَیُجْزَوْنَ بِمَا کَانُوا یَعْمَلُونَ“ (الہی ہے جیسے کتے کے تصرف میں آئی، کیا کسی کو پسند ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کتے کے نیچے بچھے؟)

(ازالۃ العار: ص ۲۲)

واضح رہے کہ یہاں بد مذہب سے مراد سارے بریلویوں کے علاوہ تمام امت مسلمہ ہے۔ (ابونافع)

رہا ہے کہ آج مسلمان اپنی مذہبی پستیوں، اقتصادی کم زوریوں کو دور کرنے کے بجائے آپس کی جنگ و جدل، لعن و طعن، عداوت و دشمنی میں مبتلا ہو کر پست سے پست، کم زور سے کم زور تر ہوتا جا رہا ہے۔ اگرچہ مسلمانوں کی اس زبوں حالی پر ہر درد مند و خیر خواہ مسلمان رنجیدہ و غم گین ہے اور دل کی گہرائیوں سے یہ چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ ”تکفیری فتنہ“ ختم ہو اور مسلمان آپس میں رواداری و خیر خواہی کی اچھی زندگی گزاریں۔

رضا خانیوں کا محبوب مشغلہ ”تکفیر بازی“ ہے:

چوں کہ اس فرقے کا روز پیدائش سے ہر فرض سے اہم فرض اور محبوب سے محبوب تر مشغلہ بہتر سے بہتر خدمت، اپنے خیالات سے کچھ بھی اختلاف رکھنے والے مسلمانوں کو کافر بنانا اور ان کے رشتے و ناتے توڑنا، ہر طرح سے ان کا بائیکاٹ کرنا، اسی ”بنانے“ و ”کرنے“ کے لیے سب کچھ کرنا، کر کے ”جینا“ اور جی کر ”مر جانا“، یہی کرنا اور بنانا زندگی کا سب کچھ تھا اور اب بھی یہی ”سب کچھ“ ہے۔ اس کے علاوہ نہ پہلے کبھی ”کچھ“ تھا اور نہ اب کچھ ہے۔ اس لیے ان پیشہ ور ملاؤں کو نہ اپنی فساد انگیز پالیسی اور نہ مسلمانوں کی پست حالی پر کچھ افسوس ہے نہ رنج، بلکہ اپنی اس حرکت بد بوجی پر خوش و خرم ہو کر اپنے گھروں میں داد عیش دے رہے ہیں اور باہر اپنے شکم مبارک کی مرغن خدمتوں میں مصروف رہ کر یہ چیلنج دے رہے ہیں کہ اسلام کی اجارہ داری، محبت رسول کی ٹھیکے داری صرف ہمارے ہی حصے میں ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی خادم دین و ملت ہے، نہ محافظ احکام شریعت، نہ کوئی وارث جنت ہے، نہ کوئی مستحق نجات، بلکہ دنیائے اسلام کے سب مسلمان معاذ اللہ کافر و مرتد، جہنمی و دوزخی ہیں۔ ان کا نکاح و بیاہ ناجائز و حرام، اولاد غیر ثابت النسب ہے۔ چنانچہ اس فرقے کے مشہور نقیب و مکفر مولوی حشمت علی پبلی بھتی جو بہ قول خود وہ ”یک سطر“ مظہر اعلیٰ حضرت“ بھی ہیں اور ”سگ (کتا) اعلیٰ حضرت“ بھی، ان کی تصدیق و تائید سے (بلکہ

اگر اس کو ان کی تصنیف کردہ کہا جائے تو ہر طرح سے صحیح و درست ہے) ایک کتاب ”تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ“ ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۱ء میں بریلی الیکٹریک پریس میں طبع ہو کر پہلی بھیت سے شائع ہوئی ہے، اس میں لکھتے ہیں کہ رضا خانیوں کے ماسوا دنیائے اسلام کے تمام مسلمان کافر و مرتد ہیں۔ العیاذ باللہ۔ عبارت ملاحظہ کیجیے:

”سنی مسلمانوں (یعنی رضا خانیوں) کے سوا یہ تمام مدعیان اسلام بد حکم شریعت مطہرہ کفار و مرتدین صام ہیں۔“ (تجانب اہل السنۃ: ص ۱۱۲)

رضا خانیوں کی اسلامی خدمات کا جائزہ:

وہ فرقہ جو اپنے سوا دنیائے تمام مسلمانوں کو کافر و مرتد کہتا ہے ضرورت ہے کہ ان پیشہ ور ٹھیکے داروں کی دینی خدمتوں، اسلامی کاموں کا جائزہ لیا جائے اور ان کے ”خانہ زندگی“ کے ہر حصے کی تلاشی لی جائے کہ اس اسلام و اہل اسلام کی ”خدمتوں“ کی کتنی مقدار موجود ہے۔ جب کبھی مسلمانوں پر کوئی برا وقت آپڑا ہے تو اسلام کے ان واحد اجارہ داروں نے ان کی حفاظت و حمایت میں اپنی جانوں، عزتوں کو خطرے میں ڈال کر کیا کیا بیش بہا قربانیاں دی ہیں اور مسلمانوں کی تنظیم و اتحاد، اصلاح و ترقی کی خاطر کیا کیا خدمتیں انجام دی ہیں، لیکن جو حضرات رضا خانی کتابوں اور ان کے نام دار مولویوں کے نمایاں امتیازی کارناموں پر نظر رکھتے ہیں وہ اس بات کی ضرور شہادت دیں گے کہ رضا خانیوں کے تمام حضرات خواہ وہ ”اعلیٰ حضرت“ ہوں یا ”ادنا حضرت“ کی تمام تر زندگی اسلام و اہل اسلام کی تعمیری، اصلاحی، اسلامی، اقتصادی، سیاسی خدمات سے خالی اور بالکل خالی ہے۔

رضا خانیوں کی قرآن وحدیث کی خدمات سے محرومی:

اسلام کی ان واحد اجارہ داروں کے حصے میں نہ تو قرآن مجید کے ترجمہ وتفسیر (۱) اور اس کی تعلیم وتبلیغ بلکہ طباعت و کتابت کی بھی سعادت نہیں آئی ہے کہ آج پاک و ہند میں جس قدر قرآن مجید کے ترجمے وتفسیریں کثیر الاشاعت ومروج ومشہور ہیں وہ سب کے سب ان علمائے حق کی ہیں جن کو یہ رضا خانی فرقہ خارج از اسلام کہتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ کے درس وتدریس اور اس کی ”شرح وحواشی“ ونشر واشاعت کا کوئی چھوٹا سا چھوٹا ”ادارہ“ بھی ان مصنوعی عاشقین کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اسی طرح ایمان کے ان ٹھیکے داروں کے پاس بچوں کے ”دینی تعلیم و مذہبی تربیت“ کے لیے شہر در شہر، قصبہ در قصبہ، گاؤں در گاؤں مدارس ومکاتب کا کوئی مضبوط ومنظم سلسلہ بھی نہیں ہے۔ نہ ان کے ”دامن زندگی“ میں کسی مرکزی مذہبی درس گاہ واسلامی دارالعلوم ہی کا کوئی نشان موجود ہے۔ الغرض رضا خانی فرقے کے ہر بڑے وچھوٹے حضرت کے تمام ”کارنامہ حیات“ ان تمام ٹھوس تعمیری خدمتوں، اسلامی سرگرمیوں سے جو اسلام و اہل اسلام کے حق میں مفید و نافع ہوں بالکل خالی ہے۔

(۱) کنز الایمان پر پابندی: جس وقت حضرت مولانا نور محمدؒ نے یہ کتاب تالیف فرمائی تھی اس وقت تک احمد رضا کا ترجمہ قرآن اور نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر نہیں چھپی تھی۔

خیر اس ترجمے اور تفسیر میں کئی سنگین وفاش ترین غلطیاں ہیں، جس کی وجہ سے احمد رضا بریلوی کا ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ اور اسی کے ساتھ نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، کویت، بحرین اور بہت سے اسلامی ممالک میں بیٹھا ہے۔ ان ممالک میں نہ کوئی شخص کنز الایمان باہر سے منگوا سکتا ہے اور نہ ہی مطالعہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

ذیل میں متحدہ عرب امارات کی وزارت عدل والاشؤون الاسلامیہ والاوقاف کے حکم نامے کا عکس دیا جا رہا ہے۔ (ابوناغ)

→ → →

بسم اللہ الرحمن الرحیم

UNITED ARAB EMIRATES
Ministry of Islamic Affairs & Charitable Endowments
Tel: 827255
P.O. Box 3277
Abu Dhabi



دولة الامارات العربية المتحدة
وزارة العدل والشؤون الإسلامية والاوقاف
تلفون ۸۲۷۲۵۵
ص ب ۳۲۷۷
أبو ظبي

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوافق ۲۰۸۲ - ۲۶

متحدہ عرب امارات کی وزارت قانون، سرحدہ بعد اوقاف کی جانب سے
ائمہ مسیحا جد اور واعظین کے نام ایک سرکر

وزارت قانون و ائمہ مسیحا جد اور ادناف، خطابہ برائے ائمہ مسیحا جد تمام واعظین کرام اور خطباء مساجد سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بروز جمعہ بتاریخ ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۴۳۷ھ اپنے تمام جمعہ کے خطبوں میں نصابی بیانیوں کی ترجمہ قسراں لہجہ کے اس آئود ترجمہ (شائع کردہ تاج کپنی لمیٹڈ لاہور) کی طرف مبذول کرائیں جو احمد رضا خاں مرہوٹہ کی سید، ائمہ مسیحا کے حاشیہ پر محمد نعیم الدین مراد آبادی کی ائمہ وتفسیر بھی مندرج ہے۔ قرآن کریم کے ایسی نسخہ میں دھماکے فم قرآن اور سورتوں کی قیمت شامل نہیں۔ بن خطف درزیوں کے ساتھ ساتھ یہ ترجمہ مشرک و بدعت اور باطل افکار و خیالات جسے بنیادی خطبوں سے بھرا ہوا ہے۔ مثلاً زنجبائے گرام ائمہ اولیائے نظام سے مدد چاہنا، ان کی صفت ماننا، ان کے عالم فیہ برسنے کا عقیدہ رکھنا، ان کی قبروں پر سکنا پڑھانا اور ان کے بزم ولادت کا جشن منانا وغیرہ وجہ۔ مزید برآں رابطہ عالم اسلام کا سرکریٹ تمام مسلمانان عالم کی ترجمہ ان خرافات، مشرک و بدعت اور بنیاد امور کی خطرناک برتنہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہے۔ جن پر یہ ترجمہ قرآن مشتمل ہے، اور تمام مسلمانوں سے یہ امید کرنا کہ وہ اس ترجمہ کے تمام نسخوں کو تلافی کر دیں تاکہ کلام الہی ہر طرح کی طرف سے پاک و محفوظ رہے۔

محمد محمد عبداللہ النعیمی

ائمہ مسیحا جد اور واعظین کے نام ایک سرکر

ایسٹ انڈس کوریئر برائے اور مساجد

عرب امارات

متحدہ عرب امارات کی وزارت عدل والاشؤون الاسلامیہ کے حکم نامے کا عکس

← ← ←

علمائے دیوبند کی مذہبی خدمات کا اجمالی تذکرہ:

بلکہ اس کے برخلاف ان اکابر و علمائے دیوبند (جن کو یہ رضا خانی فرقہ معاذ اللہ کافر و بے ایمان کہتا ہے) کی تمام تر زندگی قرآن و حدیث، اسلام و اہل اسلام کی خدمتوں سے منور و روشن ہے اور دنیا کے ہر کونے میں "دارالعلوم دیوبند" کے فضلاء و متوسلین اسلامی و مذہبی قدیلین روشن کر کے مسلمانوں کی اصلاحی و تبلیغی خدمتوں میں مصروف ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم و تدریس ہو یا ترجمہ و تفسیر، طباعت و کتابت ہو یا حفاظت و اشاعت، احادیث رسول کی درس و تدریس ہو یا شروح و حواشی، نشر و اشاعت ہو یا نصرت و حمایت، مسائل فقہیہ کی ترویج و تصحیح ہو یا تعلیم و تبلیغ، الغرض اسلام و اہل اسلام کی سیاسی خدمت ہو یا مذہبی تبلیغی ہو یا اصلاحی، تفسیری ہو یا تشریحی ان تمام خدمات میں نمایاں و امتیازی بلکہ تمام تر حصہ اکابر و علمائے دیوبند اور ان کے متعلقین ہی کا ہے۔

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
گر نہ بخشد خدائے بخشندہ

سعودی عرب میں بھی کفر الایمان پر پابندی

نئی دہلی، ۲ نومبر (جنگ پونٹ) سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، کویت، بحرین اور دیگر عرب ممالک کے بعد اب سعودیہ نے بھی اپنے ملک میں حضرت احمد رضا بریلوی کو تفسیر قرآن "کفر الایمان" پر پابندی لگا دی ہے۔ بھارتی جیسے کے مطابق ان ممالک میں نہ کوئی شخص کفر الایمان باہر سے منکر است کتاب ہے اور نہ ہی مطالعہ کے لیے اپنے پاس کچھ سمجھتا

سعودی عرب میں "کفر الایمان" پر پابندی
جنگ اخبار کا تراشہ

تراجم قرآن کی فہرست:

ذیل میں اکابر و علمائے دیوبند کے تراجم قرآن مجید کی ایک مختصر فہرست پیش خدمت ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ ہمارے بزرگوں نے کس طرح قرآن مجید سے عشق و محبت کے ساتھ تعلق رکھا اور امت مسلمہ کو اپنی کتاب سے وابستہ رکھا۔

(۱) فتح الرحمن (فارسی) حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(۲) موضح قرآن (اردو) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی

(۳) کوکب دری (اردو) حضرت مولانا شاہ کرامت علی جون پوری

(۴) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

(۵) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی

(۶) فتح الحمید (اردو) حضرت مولانا فتح محمد جالندھری

(۷) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی

(۸) ترجمہ قرآن (اردو) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۹) موضح الفرقان (اردو) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی

(۱۰) تسہیل القرآن (اردو) حضرت مولانا فیروز الدین

(۱۱) کشف الرحمن (اردو) سحبان الہند حضرت مولانا سعید احمد دہلوی

(۱۲) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا سید ممتاز علی دیوبندی

(۱۳) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا عبدالحق عباس

(۱۴) ترجمہ قرآن (اردو) امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی

(۱۵) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا عبدالحی فاروقی / حافظ نذرا احمد مدظلہ

(۱۶) ترجمہ قرآن (کشمیری) حضرت مولانا سید مبروک شاہ اندرابی

(۱۷) ترجمہ قرآن (اردو/انگلش) حضرت مولانا عبدالمجاہد دریابادی

(۱۸) ترجمہ قرآن (سندھی) حضرت مولانا شاہ تاج محمود امرولی

(۱۹) ترجمہ قرآن (سندھی) حضرت مولانا محمد مدنی سندھی

(۲۰) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی

(۲۱) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا سید عبدالداہم جلائی

(۲۲) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا محمد عثمان کاشف الباشی

(۲۳) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا قاضی عبید اللہ دیوئی

(۲۴) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی

(۲۵) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری

(۲۶) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی

(۲۷) ترجمہ قرآن (پشتو) حضرت مولانا فضل الرحمن پشاور

(۲۸) ترجمہ قرآن (انگلش) حضرت مولانا محمد طفیل

(۲۹) ترجمہ قرآن (گجراتی) مولانا عبدالرزاق

(۳۰) ترجمہ قرآن (پشتو) حضرت مولانا فضل وود / حضرت مولانا گل رحیم اسماوی

(۳۱) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا شایق احمد عثمانی

(۳۲) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی

(۳۳) ترجمہ قرآن (گجراتی) حضرت مولانا غلام صادق

(۳۴) ترجمہ قرآن (تلیگو) حضرت مولانا عبدالغفور کرلوئی

(۳۵) ترجمہ قرآن (کنڑی)

(۳۶) ترجمہ قرآن و تفسیر نوٹس (فرانسیسی) حضرت ڈاکٹر حمید اللہ

(۳۷) آسان ترجمہ قرآن (توضیح القرآن) حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ (جلد ۳)

(۳۸) ترجمہ قرآن (انگریزی) حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

(۳۹) ترجمہ قرآن (اردو) حضرت مولانا عاشق الہی بلند شہری

تلاسی قرآن کی فہرست:

علمائے دیوبند نے ترجمہ قرآن مجید کے علاوہ تفسیر قرآن کریم پر بھی علمی انداز پر کام کیا ہے، اس کی سرسری فہرست یہ ہے۔

(۱) موضح قرآن۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی

(۲) مستند موضح قرآن۔ قرآن حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہ

مرور زمانہ کی وجہ سے ناشرین نے موضح قرآن میں ترامیم کردی تھیں، مولانا مدظلہ نے اس کی تصحیح فرمائی۔

(۳) تفسیر بیان القرآن۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۴) تفسیر موضح الفرقان۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی / شیخ

الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی

(۵) تفسیر میرٹھی۔ حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی

(۶) تفسیر حل القرآن۔ حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی (جلد ۴)

(۷) تفسیر معارف القرآن۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانی (جلد ۸)

(۸) تفسیر معارف القرآن۔ حضرت مولانا محمد ادیس کاندھلوی / حضرت مولانا محمد

الک کاندھلوی (جلد ۸)

(۹) درس قرآن۔ حضرت مولانا خولجہ عبدالحی فاروقی اور رفقاء کرام (جلد ۷)

(۱۰) درس قرآن۔ حضرت مولانا محمد احمد کراچی (جلد ۱۱)

(۱۱) تسہیل القرآن و تیسیر القرآن۔ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی (جلد ۴)

(۱۲) جواہر القرآن۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان (جلد ۳)

(۱۳) حواشی قرآن مجید۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری

(۱۴) فتح الحمید۔ حضرت مولانا فتح محمد جالندھری

(۱۵) تسہیل القرآن حضرت مولانا فیروز الدین لاہوری

- (۱۶) تفسیر بے نظیر۔ حضرت مولانا حسین علیؒ
- (۱۷) تفسیر تبیان القرآن۔ حضرت مولانا حسین علیؒ
- (۱۸) تفسیر ودودیؒ۔ حضرت مولانا فضل ودودیؒ حضرت مولانا گل رحیمؒ
- (۱۹) تفسیر انوار القرآن۔ حضرت مولانا سید انوار الحقؒ کا کخیلؒ
- (۲۰) تفسیر انوار القرآن۔ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دیوبندیؒ (جلد ۱۲)
- (۲۱) تفسیر قرآن۔ حضرت مولانا نور الحق علویؒ
- (۲۲) انوار التبیان فی اسرار القرآن (عربی) حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ
- (۲۳) حاشیہ تفسیر بیضاوی (عربی) حضرت مولانا عبدالرحمن امروہویؒ
- (۲۴) منہ الجلیل فی بیان مافی العالم المتزیل۔ مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن عثمانیؒ
- (۲۵) آسان تفسیر۔ حضرت مولانا قاضی زاہد احسینیؒ
- (۲۶) تفسیر معالم القرآن۔ حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ
- (۲۷) تفسیر اسرار المتزیل۔ حضرت مولانا محمد اکرم اعوانؒ
- (۲۸) تفسیر قرآن (کشمیری) حضرت مولانا محمد یوسف میر واعظؒ
- (۲۹) آخری پندرہ پاروں کی تفسیر (سندھی) حضرت مولانا محمد مدنی سندھیؒ
- (۳۰) تفسیر عبیدیہ۔ حضرت مولانا قاضی عبید اللہؒ
- (۳۱) الہام الرحمن (عربی/اردو) املائی تفسیر امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ
- (۳۲) تلخیص البیان فی بیان القرآن۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ
- (۳۳) تفسیر تیسیر القرآن۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ
- (۳۴) انوار البیان فی کشف اسرار القرآن۔ حضرت مولانا مفتی عاشق الہی بلند شہریؒ
- مہاجر مدنی (جلد ۵)
- (۳۵) معالم العرفان فی دروس القرآن۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ (جلد ۲۰)
- (۳۶) ذخیرۃ الجنان۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ

- (۳۷) دروس القرآن۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ
- (۳۸) المقام المحمود۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ
- مختلف سورتوں اور آیات کی تفسیر:
- (۱) تفسیر سورۃ فاتحہ۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ
- (۲) تفسیر معوذتین۔ حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
- (۳) مشکلات القرآن۔ محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
- (۴) التعوذ فی الاسلام۔ حضرت مولانا قاری محمد طاہر قاسمیؒ
- (۵) تفسیر سورۃ کہف۔ حضرت مولانا قاری محمد طاہر قاسمیؒ
- (۶) خلافت الکبریٰ، تفسیر سورۃ بقرہ۔ حضرت مولانا خولجہ عبداللہ فاروقیؒ
- (۷) بیان تفسیر سورۃ آل عمران۔
- (۸) صراط مستقیم، تفسیر سورۃ انفال و توبہ۔
- (۹) عبرت، تفسیر سورۃ یوسف۔
- (۱۰) برہان، تفسیر سورۃ نور۔
- (۱۱) سبیل الرشاد، تفسیر سورۃ حجرات۔
- (۱۲) ذکرئی، تفسیر پارۃ عم۔
- (۱۳) سبل السلام، تفسیر سورۃ مجادلہ تا سورۃ تحریم۔
- (۱۴) الدار المکنون فی تفسیر سورۃ الماعون۔ حضرت مولانا عبدالصمد صارم الازہریؒ
- (۱۵) آیات محکمات۔ حضرت مولانا حکیم علاء الدین صدیقیؒ
- (۱۶) صفات المؤمنین فی القرآن۔
- (۱۷) صفات المستقین فی القرآن۔
- (۱۸) صفات الذاکرین فی القرآن۔
- (۱۹) صفات المستغفرین والتوابین فی القرآن۔

(۲۰) صفات اکسین مع آیات تسبیح حضرت مولانا حکیم علاء الدین صدیقی

(۲۱) صفات الخاشعین فی القرآن //

(۲۲) صفات المقبرین فی القرآن //

(۲۳) صفات المتصدقین فی القرآن //

(۲۴) صفات اہل جنت فی القرآن //

(۲۵) صفات المجاہدین فی القرآن //

(۲۶) صفات اہل دوزخ فی القرآن //

(۲۷) صفات المنافقین فی القرآن //

(۲۸) ہدیۃ المہدیین فی آیات خاتم النبیین - مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی

(۲۹) القول المتین فی سورۃ والتین - مولانا مظہر الدین شیر کوٹی

(۳۰) پارۃ اول مع ترجمہ و تفسیر (پشتو) مولانا عبد الشکور طوروی

(۳۱) تفسیر سورۃ فیل (منظوم) حافظ عبد الواحد ہزاروی

(۳۲) تفسیر آیات القرآن - //

(۳۳) تفسیر سورۃ منزل - //

(۳۴) تفسیر سورۃ بقرہ - مولانا قاری محمد عارف

(۳۵) تفسیر سورۃ لقمان - //

(۳۶) تفسیر حجرات - حضرت مولانا قاری فیوض الرحمن مدظلہ

(۳۷) خلاصہ تفسیر القرآن - (موضوعاتی لحاظ سے) حضرت مولانا حمید الرحمن عباسی مدظلہ

(۳۸) امثال القرآن - مولانا نجم الدین جہلمی

(۳۹) تفسیر سورۃ نساء - مولانا میاں منظور احمد سیال کوٹی

(۴۰) تفسیر سورۃ مائدہ - حضرت مولانا میاں منظور احمد سیال کوٹی

(۴۱) بدر العللی فی سورۃ والضحی - قاری لطف اللہ جالندھری

(۴۲) تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن - مولانا عبد الباری شاہ منصوری

(۴۳) نکات القرآن - مولانا عبد الرحمن اشرفی

(۴۴) تفسیر سورۃ فاتحہ - حضرت مولانا شایق احمد عثمانی

(۴۵) تفسیر سورۃ فاتحہ - خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، مرتب:

مولانا تنویر الحق تھانوی مدظلہ

(۴۶) تفسیر سورۃ منافقون - خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی،

مرتب: مولانا تنویر الحق تھانوی مدظلہ

(۴۷) تفسیر سورۃ ملک - حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، مرتب:

حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ

(۴۸) تفسیر سورۃ قلم - حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، مرتب: حافظ

تنویر احمد شریفی

(۴۹) مجالس سبعہ - شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، مرتب: حضرت

مولانا سید محمد میاں دیوبندی

(۵۰) اشرف التفاسیر - حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

کتب تفاسیر کے تراجم:

(۱) تفسیر مظہری (اردو) حضرت مولانا سید عبد الدائم جلائی (جلد ۱۲)

(۲) تفسیر جلالین (اردو) حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندی (جلد ۸)

(۳) تفسیر ابن عباس (اردو) مولانا عابد الرحمن کاندھلوی (جلد ۳)

(۴) تفسیر مدارک لنسفی (اردو) حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری

- (۵) تفسیر ابن کثیر (اردو) حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری
 - (۶) موضح الفرقان (ہندی) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ
 - (۷) موضح الفرقان (انگلش) اہلیہ محترمہ حضرت مولانا عزیز گل
 - (۸) معارف القرآن (انگلش) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
 - (۹) معارف القرآن (پشتو)
- اصول تفسیر و علوم القرآن:

- (۱) مقدمہ القرآن مشمولہ کشف الرحمن - حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی
- (۲) التحریر فی اصول التفسیر - حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی
- (۳) منازل العرفان فی علوم القرآن - حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی
- (۴) قصص القرآن - مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
- (۵) تذکرۃ الانبیاء - حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ (قرآن کریم میں جن انبیائے کرام کا ذکر ہے ان کا تذکرہ)
- (۶) یتیمۃ البیان فی مشکلات القرآن - حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
- (۷) تفصیل البیان فی مقاصد القرآن - حضرت مولانا ممتاز علی دیوبندی
- (۸) مقدمہ القرآن - حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری
- (۹) تاریخ القرآن - حضرت مولانا عبد الصمد صارم الازہری
- (۱۰) تاریخ تفسیر - حضرت مولانا عبد الصمد صارم الازہری
- (۱۱) تاریخ قرآن - حضرت مولانا عبد القیوم ندوی
- (۱۲) تاریخ قرآن - حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ
- (۱۳) فضائل قرآن - شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی
- (۱۴) آداب القرآن - حضرت مولانا قاری اجمل خان

- (۱۵) قرآن کی فضیلت و عظمت - حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ
- (۱۶) لغات القرآن - حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانی (جلد ۶)
- (۱۷) لغات القرآن - حضرت مولانا فتح محمد خان
- (۱۸) لغات القرآن - مولانا عبد الکریم پارکچہ
- (۱۹) شرح الفاظ قرآن - مولانا عبد الرشید گجراتی
- (۲۰) مطالعہ قرآن کے اصول و مبادی - حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
- (۲۱) تاریخ ارض القرآن - حضرت علامہ سید سلیمان ندوی
- (۲۲) اشاریہ قرآن مجید - حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی
- (۲۳) حیوانات قرآن - حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی
- (۲۴) اعلام القرآن - حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی
- (۲۵) فہرست مضامین قرآن - شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری
- (۲۶) لغات القرآن - حضرت مولانا زاہد احسنی
- (۲۷) تذکرۃ المفسرین - حضرت مولانا زاہد احسنی
- (۲۸) ضرورت القرآن - حضرت مولانا زاہد احسنی
- (۲۹) فہرست مضامین قرآن - حضرت مولانا فیروز الدین لاہوری
- (۳۰) دینی دعوت کے قرآنی اصول - حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی
- (۳۱) ترتیب نزول قرآن - حضرت مولانا اجمل خان
- (۳۲) احکام القرآن - حضرت علامہ شمس الحق افغانی
- (۳۳) مفردات القرآن - حضرت علامہ شمس الحق افغانی
- (۳۴) مشکلات القرآن - حضرت علامہ شمس الحق افغانی
- (۳۵) علوم القرآن - حضرت علامہ شمس الحق افغانی
- (۳۶) اعجاز قرآن - افضل المفسرین حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی

(۳۷) اعجاز القرآن۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

(۳۸) تدوین قرآن۔ حضرت علامہ مناظر احسن گیلانی

(۳۹) العون الکبیر شرح الفوز الکبیر۔ حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری مدظلہ

(۴۰) فہم قرآن۔ حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی

(۴۱) وحی الہی۔ حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی

(۴۲) علوم القرآن۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

(۴۳) مقدمہ معارف القرآن، مشمولہ معارف القرآن: از مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

(۴۴) تدریس القرآن۔ حضرت مولانا جمل خان

(۴۵) تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین۔ امام اہل سنت حضرت مولانا صغدر مدظلہ

(۴۶) معارف القرآن۔ حضرت مولانا زاہد احسنی

(۴۷) علم تفسیر اور مفسرین۔ مولانا ڈاکٹر رشید احمد جالندھری

(۴۸) تعارف قرآن۔ کرنل (ر) حافظ فیوض الرحمن مدظلہ

(۴۹) فوائد القرآن۔ حضرت مولانا عبد اللہ بھلوئی

(۵۰) اصول ترجمۃ القرآن۔ حضرت مولانا عبد اللہ بھلوئی

(۵۱) آداب القرآن۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۵۲) اصلاح ترجمہ دہلویہ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۵۳) اصلاح ترجمہ حیرت۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۵۴) وجوہ الثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۵۵) زیادات علی کتب الروایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۵۶) ذنابات المانی الروایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۵۷) تقریر بعض البنات فی بعض الایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی

تھانوی

(۵۸) رفع البناء فی السماء۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۵۹) احسن الاثبات فی النظر الثانی فی تفسیر المقامات الثلاث۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی

(۶۰) التفسیر فی التفسیر۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۶۱) الہادی للخیران فی وادی تفصیل البیان۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

تھانوی

(۶۲) تمہید الفرش فی تحدید العرش۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۶۳) تبصیر الزجاج۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۶۴) سبق الغایات فی نسق الایات۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(تراجم و تفاسیر اور علوم القرآن پر کتابوں کی یہ فہرست کچھ اضافوں کے ساتھ

"تاریخ قرآن" سے اخذ کی گئی ہیں۔)

کتب احادیث کے حواشی، تراجم اور شروحات:

احادیث مبارکہ کو محدثین کرام نے کتابوں کی صورت میں محفوظ کر دیا تھا۔ ان

کتابوں کے تراجم میں علمائے دیوبند کا حصہ سب سے نمایاں اور عظیم ہے۔ یہاں اسی

کی سرسری فہرست دی جا رہی ہے۔

(۱) صحیح بخاری کے پچیس پاروں کے حواشی از حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوری

(۲) بقیہ پانچ پاروں کے حواشی از حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

(۳) تفسیر البخاری ترجمہ از مولانا ظہور الباری (۳ جلد)

(۴) فیض الباری علی صحیح بخاری (عربی) محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ

شمیرنی، مرتب: حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی (۴ جلد)

(۵) الابواب والتراجم۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی۔ مقدمہ: شیخ

الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

(۶) فضل الباری (اردو) شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، مرتب: حضرت مولانا قاضی عبدالرحمن (۲ جلد)

(۷) فضل الباری (اردو) شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، بہ قلم: حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ (غیر مطبوع/قلمی)

(۸) لامع الدراری شرح بخاری (عربی) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مرتب: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی

(۹) الابواب والترجم (عربی) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی (۲ جلد)

(۱۰) القول الفصیح بذیہ ابواب الصحیح (عربی) حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادی (۱۱) ایضاح البخاری (اردو) حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادی (۴ جلد)

(۱۲) انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری۔ محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری۔ مرتب: حضرت مولانا احمد رضا بجنوری

(۱۳) تلخیص البخاری۔ مولانا شمس الضحیٰ رنگوئی (۱۴) دروس بخاری۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

(۱۵) تحفۃ القاری فی حل مشکلات البخاری (عربی) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی (۱۶) بخاری شریف مترجم (اردو) مولانا عبدالرزاق دیوبندی (۲ جلد)

(۱۷) بخاری شریف مترجم (اردو) حضرت مولانا سحبان محمود (۳ جلد) (۱۸) احسان الباری۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر

(۱۹) نصر الباری۔ مولانا عثمان غنی (۲۰) کشف الباری۔ حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ (اردو/پشتو)

(۲۱) ما یمنع الناس فی حل قال بعض الناس۔ مولانا قاری محمد طاہر رحیمی

(۲۲) امداد الباری۔ حضرت مولانا عبد الجبار

(۲۳) الہام الباری فی حل مشکلات البخاری۔ مولانا شمس الدین

(۲۴) فتح الملہم شرح صحیح مسلم (عربی) شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی (۳ جلد) (۲۵) تکملہ فتح الملہم (عربی) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ (۶ جلد)

(۲۶) الحل المفہم (عربی) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

(۲۷) فیض المنعم فی حل مقدمہ صحیح مسلم۔ حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری مدظلہ (۲۸) نعمت المنعم شرح مقدمہ مسلم۔ حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب مدظلہ

(۲۹) عمدۃ الملہم فی حل مقدمہ مسلم۔ مولانا قاری محمد طاہر رحیمی

(۳۰) مقدمہ صحیح مسلم۔ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی (۳۱) حاشیہ صحیح مسلم۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدین

(۳۲) مسلم شریف مترجم (اردو) مولانا عابد الرحمن کاندھلوی (۳ جلد) (۳۳) مباحث کتاب الایمان مع تسہیل وتوضیح مقدمہ صحیح مسلم۔ حضرت مولانا صوفی

عبدالحمید خان سواتی

(۳۴) حاشیہ ابوداؤد (عربی) حضرت مولانا سید فخر الحسن دیوبندی (۲ جلد) (۳۵) بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد (عربی) حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری

(۱۰ جلد)

(۳۶) کشف الودود فی حل ابی داؤد۔ حضرت مولانا قاضی شمس الدین (۳۷) فضل المعبود ترجمہ ابی داؤد۔ مولانا پروین سرمیاں منظور احمد سیال کوٹی (۵ جلد)

(۳۸) ابوداؤد شریف مترجم (اردو) مولانا سرور قاسمی (۳ جلد) (۳۹) الدر المنصود علی سنن ابی داؤد۔ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی۔

مرتب: حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی

(۴۰) انوار المحمود فی حل ابی داؤد۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری (جلد ۲)

- (۴۱) تقریر ابوداؤد۔ (اردو) مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہ (جلد ۶)
- (۴۲) زبدۃ المقصود فی حل قال ابوداؤد۔ مولانا قاری محمد طاہر رحیمی
- (۴۳) حاشیہ ترمذی شریف۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوری
- (۴۴) ہدیۃ الاحوذی شرح ترمذی۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی
- (۴۵) معارف السنن۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری (جلد ۶)
- (۴۶) تکملہ معارف السنن۔ حضرت مولانا محمد زاہد صاحب مدظلہ
- (۴۷) اطیب الشذی فی شرح ترمذی۔ حضرت مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی
- (۴۸) ترمذی شریف مترجم (اردو) مولانا فضل احمد (جلد ۲)
- (۴۹) النفع الشذی شرح الترمذی۔ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی
- (۵۰) معارف مدنیہ تقریر ترمذی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی۔
- مرتب: حضرت مولانا سید طاہر حسین امروہوی (جلد ۳)
- (۵۱) تقریر ترمذی (اردو) شیخ الاسلام حضرت مدنی۔ مرتب: مولانا عبدالقادر قاسمی
- (۵۲) درس ترمذی۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ
- (۵۳) الکوکب الدری علی جامع الترمذی۔ امام ربانی حضرت گنگوہی، مرتب: حضرت محمد یحییٰ کاندھلوی، تعلیقات: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی (جلد ۴)
- (۵۴) العرف الشذی علی جامع الترمذی۔ محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری
- (۵۵) نفع الشذی تقریر ترمذی۔ امام ربانی حضرت گنگوہی
- (۵۶) شمائل ترمذی۔ حضرت شیخ الحدیث کاندھلوی
- (۵۷) شمائل ترمذی مع شرح۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی
- (۵۸) حاشیہ ابن ماجہ (عربی) حضرت علامہ کشمیری

- (۵۸) انشاح الحاجۃ حاشیہ ابن ابن ماجہ (عربی) حضرت مولانا عبدالغنی مجددی
- (۵۹) حاشیہ ابن ماجہ (عربی) حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی
- (۶۰) ابن ماجہ مترجم (اردو) حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی
- (۶۱) نسائی شریف مترجم (اردو) مولانا خلیل الرحمن
- (۶۲) حاشیہ مشکوٰۃ (عربی) حضرت محدث سہارن پوری
- (۶۳) حاشیہ مشکوٰۃ (عربی) حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی
- (۶۴) التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی (جلد ۸)
- (۶۵) مظاہر حق (جدید اردو) مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری
- (۶۶) اوجز المسالک شرح موطا امام مالک (عربی) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی (جلد ۱۵)
- (۶۷) موطاء امام مالک مترجم (اردو) مولانا منظور احمد (جلد ۲)
- (۶۸) اعلاء السنن (عربی) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی (جلد ۲۲)
- (۶۹) الفقہ الحدیث۔ حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندی
- (۷۰) نخب الافکار شرح شرح معانی الآثار (عربی تصنیف: علامہ عینی) تعلیق: حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ (جلد ۸)
- (۷۱) ترجمان السنۃ۔ حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی (جلد ۴)
- (۷۲) معارف الحدیث۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (جلد ۷)
- (۷۳) دروس الحدیث۔ حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی (جلد ۴)
- (۷۴) درس حدیث۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی دہلوی
- (۷۵) جواہر الحکم۔ حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی
- (۷۶) مصباح الابرار۔ حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی

(۷۷) مشکوٰۃ الآثار۔ حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی

(۷۸) روضۃ الصالحین شرح ریاض الصالحین۔ مولانا محمد حسین صدیقی مدظلہ (جلد ۵)

(۷۹) درس حدیث۔ خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی

علوم حدیث پر کتب کی فہرست:

(۱) تدوین حدیث۔ (اردو) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی

(۲) حجیت حدیث۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

(۳) روض الریاحین ترجمہ بستان المحمدین۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

حضرت مولانا عبدالمسیح دیوبندی

(۴) قواعد فی علوم الحدیث۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی

(۵) مقدمہ اوجز المسالک۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری

(۶) عوارف المؤمن مقدمہ معارف السنن۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری

(۷) مقدمہ لامع الدراری۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری

(۸) مقدمہ نسائی شریف۔ حضرت مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی

(۹) تدوین حدیث (مترجم عربی) حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

(۱۰) البصاۃ المزجاة لمن یطالع المرقاة۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہ

(۱۱) فوائد جامعہ شرح اردو بحالہ نافعہ۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہ

رضا خانیوں کی اسلامی خدمات بدعتوں

اور رسموں کو دین میں داخل کرنا ہے:

ہاں البتہ اس فرقہ رضا خانیہ کے پاس دین اسلام کی ایک "بیش بہا خدمت" یہ

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو اپنے دین و مذہب سے خارج کر کے

اس کو "رسم و بدعت" مکر وہ و خراب بتلایا تھا اس کو رضا خانیت کے "نام ور مولویوں"

نے پر فریب حیلوں سے نہ صرف سنت و مستحب بلکہ کفر و اسلام کا معیار قرار دیدیا ہے۔

چنانچہ اس فرقے کے "اعلیٰ حضرت" مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے

کتاب وسنت کے خلاف صرف اپنے "معزز پیٹ" کی خاطر ہزار ہا بدعتوں، رسموں،

گاگروں، صندلوں، چادروں، ذروں، نیازوں، چڑھاؤں، گل گلوں، ریوڑیوں،

قبروں کے چراغوں، روشنیوں، عرسوں، میلوں، سجدوں، طوافوں، قبر پرستیوں غرض یہ

کہ تمام بدعتوں اور رسموں کو اسلام میں داخل کر کے معاذ اللہ نہ صرف "سنت و مستحب"

قرار دیا بلکہ اس سلسلے میں یہ انتہائی ظلم کیا گیا ہے کہ جو اس کو مانے وہ مسلمان اور جو نہ

مانے وہ مسلمان نہیں (۱)۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس سلسلے میں چھوٹے خان صاحب مولوی حشمت علی پبلی بھیتی نے "بریلی کے

بڑے خان صاحب" سے زیادہ ایسے ایسے کرتب دکھائے ہیں کہ جس کو دیکھ کر بے

ساختہ منہ سے یہ فقرہ نکلتا ہے کہ "بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان

اللہ!" وہ اپنی کتاب "اصلاح بہشتی زیور" کے مضامین کے ایک اشتہار میں لکھتے ہیں کہ

"اس میں انبیائے کرام و اولیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیاز و فاتحہ

دینے، نذر و منت ماننے، ان سے مدد چاہنے، انہیں پکارنے، یا رسول اللہ،

یا علی، یا غوث کہنے، انہیں نفع و نقصان کا مختار سمجھنے، انہیں ہر حال کی خبر

رہنے، ان کے نام کا جانور پالنے، چھوڑنے، ذبح کرنے، ان کے

مزارات کا عرس کرنے، چراغ جلانے، چادر، مٹھائی، حلوا، گل گھٹے وغیرہ

چڑھانے، ان کے نام کا وظیفہ کرنے، بازو پر پیسہ باندھنے، ان کی دہائی

دینے، خدائی رات کرنے، کسی جگہ کا ادب و تعظیم، طواف و سجدہ کرنے، کسی

(۱) مندرجہ بالا خرافات کی تائید و استحباب میں خان صاحب بریلوی کی ذیل کی کتابیں ملاحظہ کیجیے: طوابع النور،

بریق المینار، احکام شریعت، الحجۃ الفاتحہ، ہادی الناس فی رسوم الاعراس وغیرہ۔

کے سامنے جھکنے، کھڑا رہنے، عبد اللہ بنی، غلام رسول، نبی بخش، علی بخش، غلام محی الدین وغیرہ نام رکھنے، گلے میں کلا یا ڈالنے، بدھی پہننے، سہرا باندھنے اور ان کی مثل بہت سی باتوں کو جو بہشتی زیور میں مذکور اور وہابیہ کے نزدیک شرک و کفر و حرام و بدعت تھیں تردید اور علاوہ ان کے بہت سے مسائل فقہ کی اصلاح و تصحیح کی گئی ہے۔ (اشتہار مندرجہ برائیل صفحہ آخر اصلاح بہشتی زیور: ص ۲، ۳، ۴، مطبوعہ مسلم پریس بریلی)

رضا خانیوں کے بڑے و چھوٹے دونوں خان صاحبوں نے بڑی جرات و بے باکی سے مندرجہ بالا خرافات و لغویات، بدعات اور رسمیات، بلکہ کفریات و شریکیات کو بھی اسلام میں داخل کر کے ان کو ”سنت و مستحب“ بنا دیا ہے اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی نہ صرف رغبت ہی دلائی بلکہ یہ بھی ارشاد ہے کہ جو لوگ ان خرافات و بدعات کو نہ مانیں وہ مسلمان نہیں ہیں، ان سے میل جول، اخوت و محبت، رشتہ و نااطہ کرنا حرام و قطعی حرام ہے۔

رضا خانیوں کی ایجادات اور

نئے دین و مذہب کی صورت

رضا خانیوں نے دین محمدی کی حقیقی صورت بگاڑ دی:

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس خون و پسینہ ایک کر کے اسلام کی جس حقیقی و پیاری صورت کو بنایا اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وائمہ عظام رحمہم اللہ نے جن صبر آزمات مصائب کو برداشت کر کے اس کو نکھارا اور سنوارا تھا اس کو ان رضا خانیوں نے ”محبت و عظمت“ کے پردے میں اپنے نئے نئے اضافوں، رسموں، بدعتوں سے اتنا بگاڑ کر رکھ دیا ہے کہ آج دینی حقیقتیں، مذہبی قدریں ”رضا خانی ایجادات“ میں ایسی گم ہو گئی ہیں کہ اس کی شناخت و امتیاز میں ”تلاش و جستجو“ کی ضرورت پیش آرہی ہے۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی یہ امت روایات میں کھو گئی
مجدد کے لقب کی وجہ:

چوں کہ اس فرقے کے امام و پیشوا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اپنے دماغ و ذہن سے نئی نئی باتیں ایجاد کر کے دین اسلام میں داخل کی ہیں اور اس پر ایک ہوشیار دکان دار کی طرح بڑی چالاکی و ہوشیاری سے سنت و مستحب، اجر و ثواب کا خوش نما لیبل لگا کر مسلمانوں کو بتلائے فریب کر دیا ہے، اس وجہ سے آپ اس فرقے کے اندر ”مجدد مائتہ حاضرہ“ کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی مدح و ستائش میں تجدید دین کی ”خدمت خاص“ کو نمایاں و امتیازی حیثیت دی گئی ہے۔

لکھتے ہیں کہ

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں صرف دو کاموں کے واسطے مخصوص فرمادیا۔

احیائے دین اور احیائے علوم۔ اول الذکر کی طرف ان کا (خان صاحب بریلوی) کا میل طبعی تھا اور اس سے دل چسپی ان کی فطرت میں داخل تھی۔“ (وصایا شریف، مطبوعہ الیکٹرک ابوالخلائی پریس آگرہ، ص ۲۳)

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے خان صاحب بریلوی کو صرف دو کام احیائے دین (دین کو زندہ کرنا) و احیائے علوم (دینی علوم کو زندہ کرنا) کے واسطے مخصوص کر دیا تھا لیکن آپ کی مسیحافسی نے دینی علوم کے زندہ کرنے والی ”خداوندی خصوصیت“ کو اس لیے نہیں قبول کیا کہ یہ خصوصیت نہ تو پُر منفعت تھی، نہ حصول زر کے لیے مفید، نہ سلسلہ بیعت کی درازی کے لیے کارآمد اور نہ عام مسلمان کے رجحان طبع کے لیے موافق۔ اس وجہ سے آپ کی دورانیش طبیعت نے اس ”خدمت خاص“ سے انکار کر کے ”عدول حکمی“ کا ایک بھیاںک ارتکاب کیا۔ البتہ آپ کا فطری میلان و طبعی رجحان احیائے دین، تجدید دین کی طرف اس وجہ سے ہوا کہ اس میدان میں اپنے اور اپنی اولاد و نسل کے ”شکم مبارک و معزز پیٹ“ کی پرورش اور اس کے پھلنے و پھولنے کا بہتر سے بہتر، اچھے سے اچھا سامان موجود تھا۔ لہذا یہ ”خصوصیت“ آپ کی رگ رگ میں سما کر آپ کی زندگی کا مرکز و جولان گاہ بن گئی۔ پھر تو آپ نے تجدید دین کے سلسلے میں دین محمدی کے اندر اپنے ذہن و دماغ سے ایسی ایجادات و رسمیات کے اضافے کیے ہیں کہ اگر ان کو صحیح و درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر نہ کوئی چیز بدعت ہوگی نہ رسم، نہ خلاف سنت ہوگی نہ ضلالت۔ بلکہ سچ پوچھیے تو اس صورت میں دین الہی و مذہب اسلام کی حیثیت معاذ اللہ ”مداری کے پٹارے“، شیخ چلی کے ”خیالی پلاؤ“ کی مانند ہو کر رہ جائے گی۔ غرض یہ کہ ان رضا خانیوں نے ”احیائے دین“ کے پردے میں اپنے نئے نئے اضافوں و نئی نئی پرستیوں کے ذریعے اللہ و رسول کی توہین و تذلیل کی جیسی گل کاریاں کی تھیں وہ اب تک ایک سربستہ راز تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ رضا خانیوں

کے ”عشق و محبت“ کے طلسمات کو ایک موسیٰ صفت نے توڑ کر ظاہر کر دیا کہ رضا خانی و حرم میں غیر اللہ کی عبادت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

خون اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ ظلم سامری
اور اسی لیے عشق و محبت کے نقاروں کو اس زور سے پیٹا جا رہا ہے تاکہ بغاوت کی
پہچرمانہ آواز کہیں سنائی نہ دے۔
چالاکیاں تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود
غیروں سے پوچھتے ہیں کیا ماجرا ہوا
احیائے دین کے دوحے ایجابی و سلبی:

رضا خانیوں کے امام مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے احیائے دین کے
سلسلے میں جو خدمات انجام دی ہیں اس کے دوحے ہیں۔
ایک تعمیری و ایجادی،
دوسرا تخریبی و منفی۔

اول الذکر ایجابی حصے میں آپ کے وہ تمام ”ایجادات و اضافات“ آجاتے ہیں
جس کو آپ نے زبردستی دین محمدی میں داخل کیا ہے۔ جس کا ایک دھندلا سا نقشہ
قارئین کرام اسی کتاب میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

دوسرا احیائے دین کا منفی و سلبی حصہ جو صرف آپ ہی کے لیے مخصوص ہے، وہ مایہ
ناز امتیازی خدمت یہ ہے کہ بزرگان دین، علمائے حق کی کتابوں و تصنیفوں میں رد
و بدل اور کاٹ چھانٹ کر کے ان کو اور ان کے لکھو کھا متعلقین کو کافر و مرتد، بد دین
و بے ایمان بنانا اور ان کے ازدواجی رشتوں کو ناجائز و حرام کہنا، ان کا بائیکاٹ کرنا۔
رضا خانیوں کی یہ امتیازی خدمت ان کی زندگی کی ایک ایسی شاہ کار و بے نظیر یادگار ہے
کہ جہاں کہیں بھی اسلام کی سفید چاندنی پر ”تکفیری داغ و دھبے“ نظر آئیں گے وہاں

بریلی کے بڑے یا چھوٹے خان صاحب اپنے جملہ القاب و آداب کے ساتھ ضرور رونق افروز ہوں گے۔ دراصل یہ ”تکفیر بازی“ رضا خانیت کی ”سرشت“ میں اس طرح سے سما گئی ہے کہ کسی طرح سے بھی اس سے علاحدگی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی اس ”امتیازی تکفیری خدمات“ پر ان کے مریدین یہ مدح و ستائش کرتے ہیں:

(۱) ”میں یہ کہنے کے لیے بالکل مجبور ہوں کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمہ اللہ جو تفرّد اور امتیاز دور جدید کے علمائے ظاہر میں رکھتے تھے وہ ہی علو و برتری انہیں طبقہ اولیا میں بھی حاصل تھی۔“ (وصایا شریف: ص ۶)

(۲) ”تم ہمارے ممدوح (خان صاحب بریلوی) کی پاکیزہ زندگی پر ایک نظر کر جاؤ اور کفر و مرتدین و فرق ضالین کا جو رد و استیصال فرمایا ہے اس پر نظر ڈالو تو کہہ اٹھو گے کہ آئیہ کریمہ کا خلعت فاخرہ تن اقدس پر کیسا پر زیب ہے۔“ (وصایا شریف: ص ۱۴)

(۳) ”اس وقت ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں ہے جس کی رد میں ان کی (خان صاحب بریلوی کی) بہ کثرت تحریریں موجود نہ ہوں۔ جب دین میں کوئی نیا فتنہ اٹھتا تو سب سے پہلے حضور کے زبان و قلم کو حرکت ہوتی اور کامل استیصال فرما کر چھوڑتے۔“ (وصایا شریف: ص ۱۴)

بریلی کے بڑے خان صاحب کے زبان و قلم کی اس استیصالی و ستیاناسی خدمات کی ایسی دھاک دشمنوں کے دل و دماغ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ مدت تک وہ لوگ اپنے خیالات کا اظہار اس وجہ سے نہیں کرتے تھے کہ بریلی کے بڑے خان صاحب کی ”سیف زبان و نیزہ قلم“ کا کیا جواب ہوگا۔ چنانچہ آپ کا مدح نگار اس طرح مبالغہ گوئی کرتا ہے:

”میں خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے قبل یہ خیال مدت ہا مدت تک باز رکھتا کہ اعلیٰ حضرت کی سیف زبان و نیزہ قلم کا کیا جواب ہوگا۔“ (وصایا شریف: ص ۲۴)

عیسائیت و رضا خانیت

اور

علمائے دیوبند کی خدمات

دشمنان اسلام عیسائیوں کے مقابلے میں رضا خانیوں کی عاجزی:

یہ باطل فرقہ جس کے رد میں ان کی بہ کثرت تحریریں موجود ہیں یا جس کے رد و استیصال کے صلے میں آپ کو آئیہ کریمہ کا خلعت فاخرہ بخشا گیا ہے یا جس کے سیف زبان و نیزہ قلم سے دشمنوں کا پتہ پانی ہوتا تھا وہ عیسائیوں، آریوں وغیرہ جیسا اسلام دشمن گروہ نہیں ہے، کیوں کہ ان اسلام کش اور دشمن دین باطل فرقوں کے رد و استیصال میں بریلی کے ”بڑے حضرت“ کی بہ کثرت تو کیا کم سے کم بھی کوئی تحریر یا تقریر موجود نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط و حکومت کے بعد عیسائی مشنریوں، دریدہ دہن پادریوں کے ناروا حملوں، غلط الزاموں کے پروپیگنڈا کا زور اور اسلام و ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت زیادہ بڑھ گیا تھا، چنانچہ یہ مذہب زور پادری ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل کر اپنی ناپاک تحریروں، دل آزار تقریروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی ”مقدس ناموس“ پر سخت سے سخت حملے کرتے تھے۔ چوں کہ اندر اندر ان بد زبان پادریوں کو انگریزی حکام و عیسائی افسران کی مدد و شہل رہی تھی، اس لیے یہ پادری اپنی ان ناپاک حرکتوں، دل آزار طریقوں میں بڑے ہی باک و بے خوف تھے کہ گلی، گچھوں، راستوں و گذرگاہوں کے کنارے کھڑے ہو کر علی الاعلان ناموس رسول پر حملے کرتے تھے اور آپ کی شان اقدس میں اس انداز سے گستاخیاں کرتے کہ

مسلمانوں کے دل و جگر زخمی ہو جاتے تھے۔ اپنے سوالات کی جواب دہی کے لیے چیلنج پر چیلنج اور مقابلہ و مناظرے کی دعوت دیتے۔ چوں کہ عام مسلمانوں کے پاس ان بد زبان عیسائیوں کے مقابلے کے لیے نہ کوئی تحریری سامان تھا نہ مادی تاب و طاقت، اس لیے یہ بے چارے اس بھیاں تک منظر کو دیکھتے تو ہاتھ مل کر اور کلیجہ مسوس کر رہ جاتے، لیکن افسوس و صد افسوس کہ عشق رسول کا دم بھرنے والا اور یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والا اسلام کا واحد ٹھیکے دار یہ رضا خانی گروہ اور اس کے تمام سرغنے اور علم بردار اپنی دونوں آنکھوں سے عیسائیت کے اس ”نگے ناچ“ کو دیکھ دیکھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے، لیکن بے کسی و بے حسی کا یہ عالم تھا کہ ان کے ”عمامہ بند سروں“ میں جوں تک نہ رینگلی، چہ جائے کہ یہ اپنی سیف زبان و نیزہ قلم کو حرکت میں لا کر مقابلے کے لیے میدان میں اتر آتے۔ البتہ اس بھیاں تک دور میں بھی یہ رضا خانی حضرات بہ دستور قبروں کی مجاوری اور اس کی آمدنیوں کے اتار چڑھاؤ اور عرسوں و میلوں میں ”شمع محفل“ بن کر دولت کے سمیٹنے میں مصروف تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک رضا خانیوں کے ”اعلیٰ حضرت“ ہوں یا ”مظہر اعلیٰ حضرت“، محدث اعظم ہوں یا حجت الاسلام، صدر اعظم ہوں یا مفتی اعظم کسی کی بھی ان منہ زور پادریوں، دریدہ دہن عیسائیوں کے رد و استیصال، تردید و تکذیب میں نہ کوئی مستقل تحریر ہے نہ تقریر، نہ مناظرہ ہے نہ مقابلہ، نہ سیف زبان حرکت میں آئی نہ نیزہ قلم، غرض یہ کہ اس تکفیری فرقے کے کسی بھی ”حضرت“ کو خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے، دبلے ہوں یا موٹے عیسائیت کے مقابلے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی حفاظت و حمایت کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ اس فرقے کا محبت رسول کے پر زور دعوے و پر شور نعرے کے باوجود ناموس رسول کے حفاظتی خدمت سے محروم ہونا صاف صاف بتلا رہا ہے کہ یہ سب کچھ رسول کی محبت و عظمت کے نام پر ایک پر فریب کھیل ہے جو محض اپنی شکم پروری کے لیے کھیلا جا رہا ہے، ورنہ عشق و محبت کی دنیا میں کسی ”محبوب“ کی خدمت و حفاظت بلکہ نصرت و حمایت سے

ایسی محرومی و حرماں نصیبی صرف رضا خانیوں جیسے عاشق رسول ہی کے حصے میں آئی ہے۔ اسی سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو رسول کی اس خدمت خاص سے محروم کر کے ظاہر کر دیا ہے کہ یہ عاشق نہیں، آشق ہیں، مخلص نہیں مفلس ہیں، محبت نہیں مہیب (ڈرانے والے) ہیں۔

جگر وہ بھی زسرتا پا محبت ہی محبت ہیں
مگر ان کی محبت صاف پہچانی نہیں جاتی

عیسائیوں کے مقابلے میں علمائے دیوبند کی کامیاب خدمات:

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ عیسائیت کی اس بڑھتی ہوئی طوفانی سرگرمیوں اور سیلابی حملوں کو دیکھ کر وہ علمائے حق جو اکابر دیوبند سے انتساب یا حسن عقیدت رکھتے تھے، عواقب و نتائج سے بے پرواہ ہو کر مردانہ وار اپنی سیف زبان اور نیزہ قلم کے ساتھ عیسائیت کے مقابلے کے لیے میدان میں اتر آئے اور تحفظ ناموس رسول کی بیش بہا اور گراں قدر خدمت اسی حق پرست جماعت کے حصے میں آئی، جس کے مقدس بزرگوں کو رضا خانی بارگاہ سے کافر و مرتد، بد دین و بے ایمان جیسے القاب مرحمت کیے گئے ہیں۔ سچ ہے۔

خدا کی دین ہے جس کو ملے اعزاز رسوائی

محبت میں ملامت کا مقام آساں نہیں ہوتا

لیکن اس مقدس گروہ کے نام ور بزرگوں جیسے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مہاجر مکی، مولانا ابوالمنصور، مولانا محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند، مولانا شاہ سید محمد علی مونگیری، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دیگر حضرات اکابر اور خود اس راقم الحروف نے اپنی لا جواب تقریروں، تحریروں، وعظوں اور مناظروں سے ان منہ زور پادریوں و بے ہاک عیسائیوں کا ایسے دندان شکن جوابات دیے اور ایسے سخت جوابی مقابلے و مناظرے کیے کہ ”عیسائیت“ اپنی تمام طاقتوں کے باوجود مقابلے کی تاب نہ لا سکی اور

آخر میں اپنی جگہ اس طرح سمٹ کر ٹھہر کر رہ گئی کہ آج "شہید ناز" کی تربت کی طرح اس کی تربت کا بھی پتہ نہیں ہے۔

لیے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل

شہید ناز کی تربت کہاں ہے

حضرت نانوتویؒ کی خدمات کا مختصر تعارف:

مناسب معلوم ہوتا ہے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی وہ کتب جو عیسائیت پر ہیں، ان کا تعارف کرادیا جائے۔

۱- تقریر دل پذیر:

یہ کتاب حضرت نانوتویؒ کی بے مثال اور عجیب و غریب کتاب ہے، افسوس کہ یہ کتاب حضرت مکمل نہیں کر سکے، یہ اردو زبان میں ہے۔ تمام عقاید دینیہ اصولیہ و فروعیہ کو عقلی استدلال سے قریب الفہم کر دیا ہے اس طرح کہ اگر کوئی غیر متعصب غیر مسلم بھی اس کو پڑھے گا تو اسلام کے نظام عقاید کو برحق ہی سمجھے گا۔ اور اس کو بھی کم اشکالات واقع ہوں گے۔ یہ کتاب بھی بارہا طبع ہو کر خراج عقیدت وصول کر چکی ہے۔ اس کتاب کی ترویج غالباً مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندیؒ نے کی ہے۔ کتاب کے دیباچہ یا حواشی میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ نیز کہیں کہیں مختصر حواشی بھی تحریر کیے گئے ہیں اس میں بعض حواشی حضرت مولانا سید فخر الحسنؒ کے ہیں اس کتاب کی ابتداء میں حضرت نانوتویؒ بنظر خیر خواہی خلافت سب اہل مذہب خواہ وہ مسلمان ہوں، یا ہندو، یہود، نصاریٰ، مجوس، آتش پرست وغیرہ سب کی خدمت میں دین اسلام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور عقل سلیم رکھنے والے سب حضرات سے درخواست کی ہے کہ تعصب کو برطرف رکھتے ہوئے ایک بار اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھیں۔ اگر حق و باطل کی تمیز ہو جائے تو اس کو قبول کریں، نہیں تو اصلاح کریں۔

پھر وجود صانع، توحید، صفات سے لے کر تمام اعتقادی مسائل کا عقلی ثبوت اور وہ تمثیلات سے بیان فرمایا ہے اور عقلیات کے اماموں کے باطل نظریات کی پرزور تردید فرمائی ہے۔

۲- میلہ خدا شناسی:

اس رسالہ میں اس مذہبی مناظرہ اور بحث و مباحثہ کی روئیداد مذکور ہے جو ۱۲۹۳ھ میں شاہ جہان پور میں ہوا تھا۔ جس میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں نے حصہ لیا تھا۔ ہندو، عیسائی اور مسلمان سب ہی اس میں شریک ہوئے تھے۔ اور اہل اسلام کو اس میں فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس بحث میں حضرت نانوتویؒ نے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ حضرت کی تقاریر اور جوابات اس میں درج ہیں۔

۳- مباحثہ شاہ جہان پور:

اس مجموعہ میں حضرت نانوتویؒ کی وہ تقاریر ہیں جو آپ نے ۱۲۹۵ھ میں مختلف مقامی پادریوں اور ہندو پنڈتوں کے اعتراضات کے جوابات میں کی تھیں۔ پنڈت اماندہر سوئی، پنڈت اندرمن، پادری اسکاٹ جو انجیل کا مفسر مانا جاتا تھا اور پادری لکس وغیرہ معترضین نے جو مختلف اعتراضات اٹھائے تھے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو کس سے پیدا کیا ہے اور ذات باری تعالیٰ محیط کل کس طرح ہے؟ اور خدا تعالیٰ اگر عادل ہے تو پھر رحیم کس طرح ہو سکتا ہے؟ قرآن کریم کے کلام الہی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اور بائبل کیوں الہامی نہیں اور وید کے الہامی ہونے میں کیا چیز مانع ہے؟ نجات کس میں حاصل ہو سکتی ہے؟ وغیرہ۔ حضرت نانوتویؒ نے اپنی تقاریر میں ان سب اعتراضات کے جوابات باحسن طریق ذکر کیے ہیں۔ اور اسلام کی حقانیت کے عقلی دلائل قوی دلائل بیان فرمائے ہیں جو تمام اہل عقل و خرد کے لیے سامان طمانینت پیدا کرتے ہیں اور اہل اسلام کے ہاتھ مخالفین کے رد کے لیے بے مثال قوی دلائل کا مجموعہ آجاتا ہے۔ (ماخوذ: اجوبہ اربعین)

آریوں کی یورش اور رضا خانیوں کی بے کسی

اسی طرح پادریوں کی دیکھا دیکھی آریوں نے بھی اسلام اور ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ناپاک حملوں، ناروا الزاموں کا ایک دل خراش اور دل آزاری کا سلسلہ جاری کر کے مسلمانوں کو بے چین و بے قرار کر دیا تھا۔ ستیا رتھ پرکاش کے ہودھویں باب کے مسلمانوں کے اندر ایک ایسی اشتعالی فضا پیدا کر دی تھی کہ مسلمان اس کو دیکھتے تھے اور کف افسوس اور کلیجہ تھام کر رہ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ راج پال نے ”رنگیلا رسول“ شائع کر کے اسلامی فضا میں آگ لگا دی اور ہندوستان کے تمام مسلمان علاوہ رضا خانیوں کے اس کی بدزبانیوں اور گستاخیوں سے آگ بگولہ اور نعل در آتش (بے قرار اور بے چین) ہو گئے تھے۔ ہر طرف سے اس کے خلاف نفرت و حقارت، رنج و غصے کی تجویزیں پاس کر کے انگریزی گورنمنٹ سے سخت مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ راج پال کے خلاف مقدمہ چلا کر اس کو سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ پھر کسی کو اس قسم کی دل آزار کتاب لکھنے کی ہمت نہ ہو اور ”توہین انبیاء“ کا دروازہ بند ہو جائے۔

علمائے دیوبند میدان میں اترے:

لیکن اس کے باوجود گورنمنٹ خاموش رہی، اس کے خلاف کسی قسم کی کوئی تادیبی وادادی کارروائی کرنے پر آمادہ نہیں ہوئی تو ایک طرف شیر اسلام مولانا محمد علی مرحوم گورنمنٹ کے خلاف میدان میں نکل آئے اور اپنے پرزور مضامین کے ذریعے

خانقاہ تونسہ شریف، حضرت خواجہ نظام الدینؒ
اور

علمائے دیوبند

حضرت خواجہ نظام الدینؒ تو نسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید جناب حاجی معز اللہ خان فرماتے ہیں:

”جب شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی پر حملہ ہوا اور داڑھی مبارک کی ہتک کی گئی تھی، میں نے ان دنوں حضرت خواجہ صاحب کو کئی بار دیکھا کہ وہ زار زار روتے اور ہتک کرنے والوں کو بدو عائمیں دیا کرتے تھے۔ خاص طور پر فرمایا کرتے تھے: ”شالاسید حسین احمد مدنی داڑھی دا قہر پونے“

(علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب: ص ۱۸)

حضرت خواجہ صاحبؒ دیوبندی مسلک کی تنظیم ”تنظیم اہل سنت“ کے سرپرست

رہے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے مدرسے میں ہمیشہ دیوبند کے علما کو تدریس کے

لیے مقرر فرمایا۔

گورنمنٹ کے ناک میں دم کر دیا تو دوسری طرف فدایان رسالت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، غازی عبد الرحمن امرتسری وغیرہ متعلقین علمائے دیوبند نے ناموس رسول کے تحفظ و بقا کا ایجنسی اور تحریک پنجاب میں جاری کر کے جیل خانوں کو بھر دیا، تب جا کر گورنمنٹ کی مشنری حرکت میں آئی اور کتاب ضبط ہوئی اور راج پال کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ اسی اثنا میں علم الدین نامی ایک مرد مجاہد نے راج پال کو کیفر کردار تک پہنچا کر خود اپنی جان عزیز کو بھی ناموس رسول پر قربان کر کے ”شہید رسالت“ کے رتبہ بلند پر فائز ہو گیا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدئی کے واسطے دار و رسن کہاں

بریلی کا کلمہ پڑھنے والوں پر چپ شاہ کا روزہ:

اس وقت اسلام و پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دل آزاری کا ایسا تباہ کن دور تھا کہ جس کو دیکھ کر حلیم سا حلیم شخص بھی اپنے صبر و تحمل کے چادر کو چاک کرنے پر مجبور تھا، لیکن بریلی کے نام نہاد عشاق رسول، مجاورین و سجادگان ہی کا ایسا شکم پرور گروہ تھا جو اپنے حجروں، مکانوں میں بیٹھ کر کواڑ کے دروازوں سے بہ رضا و رغبت اس دل آزار منظر کو دیکھ رہا تھا، لیکن نہ ٹس سے مس ہوا اور نہ ان کے عشق و محبت میں حرکت ہوئی نہ حمیت و غیرت میں جنبش۔ ان میں سے کسی نے بھی ناموس رسول کی حفاظت و حمایت میں اتنا بھی تو حصہ نہیں لیا کہ ان کے حق میں خون لگا کر شہیدوں میں شرکت والی مثل بھی کہی جاسکتی۔ چنانچہ آریوں کے مقابلے میں بھی تحفظ ناموس رسول کی خدمت و سعادت سے اس فرقے کے تمام نام و سرسراہ کار و علم بردار ایسے محروم و مفلس ہیں کہ اس گراں مایہ دولت کی ایک پائی بھی ان کی زندگی کے لمبی و دراز جیب میں نہیں ہے۔

آریوں کے مقابلے میں علمائے دیوبند کی امتیازی خدمات:

لیکن الحمد للہ وہی علمائے دیوبند اور ان کے متوسلین جن کو یہ لوگ معاذ اللہ کافر و بے ایمان کہتے ہیں آریوں کے مقابلے میں بھی ”ناموس رسول“ کی حفاظت و نصرت میں سینہ سپر ہو کر میدان میں اتر آئے اور اپنی تحریروں، تقریروں، مناظروں سے ان دریدہ دہن اور گستاخ آریوں کا اس بے جگری و جاں نثاری کے ساتھ ایسا سخت مقابلہ کیا کہ ان کی کمر ہمت توڑ کر رکھ دی اور ان کے تمام منصوبوں و امیدوں پر پانی پھیر دیا اور ان کے خلاف اتنا لٹریچر و سامان مقابلہ جمع (۱) کر دیا ہے کہ آج تک پھر ان کو نہ کسی دل آزار تقریر کی ہمت ہوئی نہ کتاب کی نہ مناظرے کے چیلنج کی نہ مقابلے کی۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ حق پرست جماعت عزت رسول کے تحفظ و بقا کی اس پیش بہا امتیازی خدمت و گراں مایہ دولت سے اتنی مالا مال و سرمایہ دار ہے کہ آج دوسری جماعتیں بھی اس سلسلے میں اسی کی خوشہ چیں و حاجت مند ہیں۔

یہ بزم ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

حضرت نانوتویؒ کی خدمات:

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے آریوں کی رد پر جو خدمات انجام دیں ان کا مختصر تعارف ذیل میں درج ہے۔
انتصار الاسلام:

اس رسالہ مبارکہ میں آریہ سماجیوں کے دس سوالات کے جوابات لکھے ہیں۔ ہر اعتراض کے دو دو جواب حضرت نانوتویؒ نے دیے ہیں۔ ایک جواب الزامی ہے،

(۱) ان میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کی ”انتصار الاسلام“، ”قبلہ نما“، ”میلہ لہ اشناہی“، ”مباحثہ شاہ جہان پور“، ”جواب ترکی بہ ترکی“ قابل ذکر تصانیف ہیں۔ (ابونا فتح)

جس سے معترض کو خاموش کر دیا ہے اور دوسرا جواب تحقیقی، آریہ سماجیوں اور اس قسم کے دیگر معترضین حضرات کو ایسے دندان شکن جوابات دیے ہیں کہ ہمیشہ ان لوگوں کو اس قسم کے اعتراضات کرنے کی جرأت نہ ہو سکے، مکمل درجہ کی تحقیقات پر مشتمل ہے اس رسالہ کی تبویب اور عنوانات کا قایم کرنا اور بعض جگہ مفید حواشی تحریر کرنا مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ نے سرانجام دیا ہے۔

قبلہ نما:

یہ حضرت نانوتویؒ کی ایک اہم اور معرکہ الآراء کتاب ہے، یہ دراصل انتصار الاسلام کا دوسرا حصہ ہے۔ یہ کتاب آریہ سماج کے پنڈت دیانند سرسوتی کے ایک اعتراض کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ دیانند سرسوتی نے ۱۲۹۵ھ میں مسلمانوں پر اعتراض کیا تھا کہ مسلمان اہل ہنود پر بت پرستی کا الزام لگاتے ہیں حالاں کہ وہ خود بھی ایک مکان کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں جو بہت سے پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے اس اعتراضات پر اولاً سات جوابات دیے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک جواب کافی و شافی ہے۔ پھر اس کے بعد آٹھواں جواب دیا ہے جس کی دو تقریریں کی ہیں ایک مجمل دوسری مفصل، یہ کتاب نہایت باریک حروف کی کتابت سے چھپانوے (۹۶) صفحات پر مشتمل ہے، اکثر حصہ اس کتاب کا مفصل جواب پر حاوی ہے۔ اس میں حقیقت کعبہ، حقیقت صلوٰۃ، سجدہ کی حقیقت، استقبال کی شرح، عابدیت و معبودیت اور تجلی الہی اور خانہ کعبہ کا مورد و مہبط تجلی ہونا اور یہ کہ جسم کی مساحت مکان (کعبہ) کی طرف ہوتی ہے اور روح کی تجلی الہی کی طرف، اور یہ کہ مسلمان اس تجلی الہی کی طرف ہی سجدہ کرتے ہیں، اور وہ تجلی الہی گویا عین معبود ہوتی ہے، تجلی کا ورود خانہ کعبہ پر کس طرح ہوتا ہے اس کی حقیقت واضح فرمائی ہے اور اس کے ساتھ نہایت ہی غامض حقائق کا ذکر کیا ہے اور ایسی عجیب علمی بحث فرمائی ہے کہ بلا مبالغہ نہ کسی کان نے سنی ہوگی اور نہ کسی آنکھ نے کسی کتاب میں پڑھی ہوگی۔

حقیقت کعبہ، حقیقت محمدیہ، حقیقت صلوٰۃ وغیرہ جیسے دقیق اور عسیر الفہم مسائل کا تذکرہ کمال متانت و رزانت اور عقلی انداز میں کر دیا ہے۔ عبادت کی حقیقت اور تجلی الہی کے ساتھ مصطفیٰ کی توجہ اور مساحت کی دقیق و عیمق بحث، پھر آخر میں بعد بحر (بعد موہوم) پر بڑا دقیق تبصرہ کیا ہے۔ اس کتاب کی تبویب و تبیین مضامین بھی نہیں کی گئی حالاں کہ یہ بارہا طبع ہوئی ہے۔ لیکن دقیق ہونے کی وجہ سے اہل علم نے ادھر توجہ نہیں فرمائی، لیکن علوم قاسمیہ کا ایک بڑا حصہ اس کتاب میں آگیا ہے۔ سنا تھا کہ حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ صاحب (انوار الباری شرح بخاری کے مصنف) نے قبلہ نما کی ایک ہزار عنوانات سے تبویب و تسہیل کی ہے۔ لیکن ابھی تک وہ منظر عام پر نہیں آیا۔ یہ رسالہ نادر تحقیقات کا عجیب و غریب مجموعہ ہے اور اس میں جس طرح عقلی استدلال کیے گئے ہیں ان سے حضرت نانوتویؒ کی بلندی مرتبت نمایاں ہے۔

مولانا سعید احمد پالن پوری توفیق الکلام کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ”حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحبؒ نے اس کی قابل قدر خدمت کی ہے مگر اس سے کما حقہ کتاب حل نہیں ہوگی۔ حضرت الاستاذ مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ نے بھی ایک خاص نسخہ پر اس کی شرح تحریر فرمائی تھی مگر وہ ضائع ہوگئی۔“

جواب ترکی بہ ترکی:

یہ رسالہ دراصل حضرت نانوتویؒ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ یہ آپ کے اشارہ اور حکم سے آپ کے تلمیذ حضرت مولانا عبدالعلیؒ نے حضرت نانوتویؒ کے افادات سے اور آپ کے طرز استدلال سے آریہ سماجیوں کے ایک رسالہ کے رد میں لکھا ہے۔ رسالہ آریہ سماچار بابت ماہ اسازھ (۱۹۳۶ بکری ۱۲۹۶ھ) میں لالہ اندال آریہ سماجی نے اسلام کے متعلق بعض غلط قسم کے اعتراضات کیے تھے، ان کا جواب اسی کی زبان اور محاورہ میں دیا گیا ہے یہ قدیم طباعت میں ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ بھی بہت سے علمی افادات پر مشتمل ہے۔ اور اس کے عنوانات وغیرہ کا اضافہ اور تسہیل مولانا

اشفاق احمد دیوبندی مدرس دارالعلوم نے کی ہے۔ اور براہین قاسمیہ کے نام سے مجلس معارف القرآن کی طرف سے عمدہ کاغذ و کتابت کے ساتھ دیوبند سے طبع ہوئی ہے۔

تحفہ الحمیہ:

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں حضرت نانوتویؒ نے ہنود کے اس وہم باطل کا رد لکھا ہے کہ جانوروں کا ذبح کرنا ظلم ہے اور ان کا گوشت کھانا تعدی ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ حلال جانوروں کا گوشت کھانا اور ان کا ذبح کرنا بالکل فطرت کے مطابق ہے عقل سلیم بھی اس کو تسلیم کرتی ہے۔ عقلی دلائل سے اس مسئلہ کو حضرت نے بین طور پر ثابت کر دیا ہے۔ اگر ان کا گوشت کھانا ظلم ہے تو ان کی کھال کا جوتا پہننا اور ان کی ہڈیاں اور دیگر اجزاء کا استعمال کرنا اور ان سے سواری وغیرہ کی خدمت لینا کون سا انصاف ہے؟ (ماخوذ: اجوبہ اربعین)

اب (۵)

قادیانیت و رضا خانیت کا گٹھ جوڑ

اور

علمائے دیوبند کی خدمات

قادیانی فتنہ اور رضا خانیوں کی عاجزی:

چوں کہ یہ دونوں مذکور بالا عیسائیوں اور آریوں کے فرقے اسلام سے خارج تھے اس لیے ان کے ناروا حملوں، ناپاک الزاموں کا عام مسلمانوں پر کم اثر پڑتا تھا، لیکن حضرت نقصان کے اعتبار سے اس سے بہت زیادہ تباہ کن و ہول ناک قادیانیوں کا فتنہ تھا، یہ فرقہ بھی اسلام و پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستگی کے دعوے کے باوجود ”ختم نبوت“ جیسے ضروری و بنیادی مسئلے کا تاویلوں و تحریفوں کے ذریعے انکار کر رہا تھا اور اپنے دیگر تحریفات و تاویلات سے اسلام کے کاٹ چھانٹ اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و فرامین کی قطع و برید کر کے آپ کی عزت و حرمت پر حملہ کر رہا تھا۔ اس فرقے کی فتنہ کاریوں نے وہ ہنگامہ برپا کیا کہ ہندو بیرون ہند کے مسلمان چیخ اٹھے اور فریاد کرنے لگے کہ قادیانیت کی دست درازیوں اور اس کی گستاخیوں سے ناموس رسول کو بچاؤ۔ چوں کہ یہ فرقہ اسلام کے آستین میں ”سانپ“ بن کر پل رہا تھا، اس لیے اس نے اسلام و اہل اسلام کو بہت سخت نقصان پہنچایا اور بہت سے سادہ دل بلکہ کچھ پڑھے لکھے مسلمان اس فتنے کا شکار ہونے لگے۔ اس بات کا قوی اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں اسلام کی کشتی ڈگ مگنہ جائے اور اہل اسلام قادیانی خرافات میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ غرض یہ کہ ہندوستان کے کونے کونے میں ”قادیانی فتنے“ کے شعلے و چنگاریاں مسلمانوں کے دین و ایمان کو خاکستر کر رہی تھیں اور

ہر دین دار مسلمان اس فرقے کی دست پر دے بچنے کے لیے جائے پناہ ڈھونڈ رہا تھا، اس تباہ کن دور اور خطرناک حالت کے ہوتے ہوئے بھی بریلی کی ”بارگاہ رضویہ“ کے کوئی بھی ”حضرت“ کمر ہمت باندھ کر اور سینہ سپر ہو کر اپنی ”سیف زبان و نیزہ قلم“ کو لے کر میدان مقابلے میں نہیں آئے اور یا اس کے رد و استیصال میں اپنی تحریرات و تصنیفات ہی کی اتنی کثرت و زیادتی ہی کر دی ہوتی جس کے نیچے قادیانیت دب کر مر جاتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانیت کی گم راہیاں ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئیں اور فرقہ رضا خانہ کے تکفیری علم بردار نہتے و بے سروسامان مسافر کی طرح قادیانیت کے سامنے اپنی عاجزی و بے چارگی کا اظہار کرتے رہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اس فرقے کو بھی قادیانیت کے مقابلے میں بھی ”حرمت رسول“ کی حمایت و نصرت کی مبارک خدمت سے محروم کر کے ثابت کر دیا کہ اس فرقے کی اسلام کی واحد اجارہ داری محبت رسول کی ٹھیکے داری و دیگر بلند بانگ دعوؤں کی حقیقت ”نقش بر آب“ سے زیادہ نہیں ہے۔

علمائے دیوبند کی قادیانیوں کے مقابلے میں امتیازی خدمات:

لیکن الحمد للہ قادیانیت کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت، مقدس ناموس کی حفاظت و حمایت کی بیش بہا خدمت بھی ان محترم علمائے دیوبند اور ان کے متعلقین ہی کے حصے میں آئی ہے، جس کو یہ رضا خانی حضرات ازراہ ضد و عناد معاذ اللہ کافرو بے ایمان کہتے ہیں۔

اس حق پرست جماعت کے اکابر بزرگوں نے اپنی تحریروں، تقریروں، وعظوں، مناظروں سے قادیانیت کا اتنا سخت مقابلہ کیا اور اس زور و شور سے اس پر اتنے شدید حملے کیے کہ قادیانیت اپنی تمام مادی طاقتوں کے ہوتے ہوئے بھی پسپا ہو گئی اور ان بزرگوں نے تردید و لڑچکر کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ قادیانیت اسی کے نیچے دب کر مر گئی اور آج تک پھر نہ ابھر سکی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار ہا مسلمان اس فتنے کی گم

راہیوں سے محفوظ ہو کر ہدایت یاب ہو گئے اور ان کو جنت و نجات کا راستہ مل گیا۔ اس سلسلے میں راقم الحروف (نور محمد) نے جو خدمات سر انجام دی ہیں اگرچہ وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کا تذکرہ کیا جائے، لیکن فرقہ رضا خانی کے بڑے حضرت سے لے کر چھوٹے حضرت تک کی زندگی کے گوشے گوشے کی تلاشی کر ڈالنے تو قادیانیت کے رد و تردید کی خدمت بہ قدر رمت بھی دستیاب نہیں ہوگی۔ البتہ بالائی آمدنی، تکفیر بازی کی اتنی فراوانی ہوگی کہ ہر طرف اسی کے جلوے اور حلوے نظر آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ راقم الحروف نے جالندھر، شملہ، بنور (ریاست پٹیالہ) دہلی، غازی پور اور جموں ضلع موگیلر، نوشہرہ، ضلع جالندھر، میرٹھ، دہرہ دون جیسے اہم مقامات پر قادیانیوں کے چوٹی کے مولویوں و فاضلوں سے ایسے شان دار و کام یاب مناظرے کیے ہیں کہ اس کی وجہ سے وہاں کے بہت سے مذہب و متردد لوگ قادیانی گم راہیوں سے محفوظ ہو گئے اور دہرہ دون میں قادیانیوں کو ایسی شکست ہوئی کہ منصف و ثالث نے حسب شرائط مناظرہ احقر کو ”پچاس روپے“ بہ طور انعام عنایت کیے تھے۔ ملک کے طول و عرض میں قادیانیت کے خلاف بے شمار بیانون و تقریروں کا جال پھیلا دیا تھا۔ آج بھی حسب موقع و ضرورت اس خدمت کو بڑی دل چسپی کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی احقر نے اس گم راہ فرقے کی تردید میں مندرجہ ذیل لا جواب کتابیں لکھ کر شائع کی ہیں، جس کے جواب سے قادیانیت آج تک عاجز ہے۔

- (۱) دفع الالحاد عن حکم الارتداد (۲) اختلافات مرزا (۳) کفریات مرزا (۴) کذبات مرزا (۵) مغالطات مرزا (۶) امراض مرزا (۷) کرشن قادیانی۔
- اس کے علاوہ رد و انقضائے میں: (۸) مناقب الخلفاء (۹) ماتم شیعہ۔
- اور رد رضا خانیت میں (۱۰) شہید کی سچی باتیں، عام اصلاحی و تبلیغی (۱۱) جنت کے پھول (۱۲) آنکھوں کی ٹھنڈک (۱)۔

(۱) افسوس کہ اس وقت یہ تمام کتابیں نایاب ہیں۔

اپنی ان حقیر خدمات کا تذکرہ رضا خانیت کے سورماؤں و ٹھیکے داروں کی ان مجددانہ خدمات کے مقابلے میں اس لیے کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام کو توازن میں صحیح اندازہ مل سکے، ورنہ تو ”من آثم کہ من دانم“ اس پر نہ کوئی فخر و ناز ہے نہ کبر و غرور۔ البتہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا اور آئندہ خدمت اسلام کی توفیق کی التجا کرتا ہوں۔

کسی نے تحت کسی نے قلندری مانگی
مری جبین نے بھی توفیق بندگی مانگی

رد قادیانیت پر تصنیفی خدمات کی فہرست:

(۱) احتساب قادیانیت (۷۱ جلد)

اس میں حضرت مولانا لال حسین اختر کے چودہ رسائل،
حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے دس رسائل،
حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسری کے اٹھارہ رسائل،
رئیس المحدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری کے تین رسائل،
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے دور رسائل،
شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کے دور رسائل،
حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی کے دس رسائل،
حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کے اڑتیس رسائل،
جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے دور رسائل،
حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے تین رسائل،
حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری کے سترہ رسائل،
جناب بابو پیر بخش لاہوری کے بارہ رسائل،
مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانی کے آٹھ رسائل،
مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کے دور رسائل،

حضرت مولانا شمس الحق افغانی کے دور رسائل،

جناب ابو عبیدہ نظام الدین بی اے کے چار رسائل،
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کا ایک رسالہ،
امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے دور رسائل،
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود کے دور رسائل،
حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کے دور رسائل،
حضرت مولانا محمد علی جالندھری کے دور رسائل،
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کے آٹھ رسائل،
حضرت مولانا تاج محمود کے پانچ رسائل،
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری کے سات رسائل،
حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر کے پانچ رسائل،
حضرت مولانا عبد الغنی پٹیلوی کا ایک رسالہ،
حضرت مولانا نور محمد سہارن پوری کے چھ رسائل شامل ہیں۔

(۲) تحفہ قادیانیت: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے ایک سو پینتالیس رسائل کا مجموعہ درجہ جلد

(۳) برق و باران۔ حضرت مولانا سید ابو ذر بخاری

(۴) ایمان کے ڈاکو۔ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری

(۵) ائمہ تلپیس۔ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری (۲ جلد)

(۶) رئیس قادیان۔ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری

(۷) عجی اسرائیل۔ آغا شورش کاشمیری

(۸) تحریک ختم نبوت۔ آغا شورش کاشمیری

(۹) مرزا نیل۔ آغا شورش کاشمیری

- (۱۰) اسلام کے غدار۔ آغا شورش کاشمیری
- (۱۱) قادیانیت۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (عربی/اردو)
- (۱۲) مولانا محمد قاسم نانوتوی اور عقیدہ ختم نبوت۔ امجد القادری
- (۱۳) ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سر فرراز خان صفدر مدظلہ
- (۱۴) ختم نبوت۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانی
- (۱۵) رفع و نزول مسیح علیہ السلام۔ مولانا عبداللطیف مسعود
- (۱۶) ثبوت حاضر ہیں۔ جناب محمد متین خالد
- (۱۷) قادیانیت اس بازار میں۔ جناب محمد متین خالد
- (۱۸) قادیانیت، ایک دہشت گرد تنظیم۔ جناب محمد متین خالد
- (۱۹) قادیانیت ہماری نظر میں۔ جناب محمد متین خالد
- (۲۰) علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت۔ جناب محمد متین خالد
- (۲۱) قادیانی شبہات۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- (۲۲) تذکرہ مجاہدین ختم نبوت۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- (۲۳) تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- (۲۴) تحریک ختم نبوت ۱۹۷۲ء۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- (۲۵) تحریک ختم نبوت (قومی اسمبلی کی کارروائی)۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- (۲۶) عقیدۃ الامت فی ختم نبوت۔ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ
- (۲۷) توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سر فرراز خان صفدر مدظلہ
- (۲۸) پیغام ہدایت۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی
- (۲۹) رد مرزائیت کے زریں اصول۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی / مولانا مفتی محمد

- سلمان منصور پوری مدظلہ
- (۳۰) فتنہ قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
- مولانا سمیع الحق

محرومیاتِ رضا خانیت

اور

فرائض پسندیدہ

مذہبی تحریکات کی شرکت سے رضا خانیوں کی محرومی:

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں جتنی مذہبی تحریکیں جاری ہوئیں خواہ وہ اسلام کے لیے ہو یا اہل اسلام کے لیے، ناموس رسول کے تحفظ کے لیے ہوں یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدح کے لیے، شعائر اسلامیہ کی حفاظت کے واسطے ہوں یا احکام اسلام کی اشاعت کے لیے، دشمنان اسلام کے مقابلے و مدافعت کے لیے ہوں یا مقاصد اسلامیہ کی حمایت کے لیے، غرض یہ کہ کوئی بھی اسلامی و مذہبی تحریک کسی بھی ضروری و اچھے مقصد کے لیے جاری کی گئی ہو لیکن اس میں بریلی کے کسی بھی ”حضرت“ نے کسی حیثیت سے شرکت نہیں کی اور نہ اس کی جدوجہد میں کچھ بھی حصہ لیا۔ بلکہ حسب عادت ان مذہبی تحریکوں کی بڑی شدت و قوت سے مخالفت کرتے رہے اور اس کے سرگرم ارکان و ممبران کو کافرو بے ایمان بنا کر اپنی ہوس خام کو تسکین دیتے رہے۔ چنانچہ خلافت کی مشہور اسلامی تحریک کی اس فرقے کے امام و پیشوا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے نہ صرف تحریری و تقریری مخالفت ہی کی بلکہ اس میں شریک ہونے والے اور حصہ لینے والے مسلمانوں کو عموماً اور حضرت مولانا عبدالباقی لکھنوی، دیگر علمائے فرنگی محل اور حضرت مولانا عبدالماجد (۱) بدایونی اور ان کے خان دان کے

(۱) بے شرمی کی حد ہوتی ہے: موصوف کے بھائی عبدالحامد بدایونی غیرت کو برطرف رکھ کر بریلوی بنے اور پاکستان میں جمعیت علمائے پاکستان کے امیر اول ہوئے۔ بے شرمی کی بھی حد ہوتی، ان کے بھائی کو جس نے کافر کہا اس کے گن ساری عمر گائے۔ ہائے افسوس! تمہاری غیرت پر۔ (ابونا فتح)

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالویؒ دیوبند تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ نے طلباء اور علما کی جماعت کے ساتھ استقبال فرمایا۔ مدرسہ دیوبند میں تعطیل کی گئی اور حضرت خواجہ صاحبؒ سے تلقین و ارشاد کی درخواست کی گئی۔ آپ نے ایک گھنٹے بیان فرمایا اور دارالعلوم دیوبند کے لیے دو سو روپے عطیہ عنایت فرمایا۔ (ہوا المعظم: ص ۴۰)

اکثر علما و صلیحا کو خصوصاً کافرو مرتد بنایا۔

اسی طرح علی برادران یعنی مولانا محمد علی و شوکت علی کو بھی جو اس تحریک کے روح رواں تھے اپنے تکفیری تیروں سے زخمی کر دیا تھا۔

اس سلسلے میں مولوی احمد رضا خان صاحب کی دو مصنفہ کتابیں ”الطاری الداری بہفوات عبدالباری“، ”الحجۃ المومتمہ“ ملاحظہ کی جائیں۔ اول الذکر کے چند حوالے اس کتاب میں بھی لکھے جائیں گے۔

جب کہ رضا خانیت کے نام و رسم برادر دین اسلام کی مندرجہ بالا ضروری خدمات سے محروم اور اس گراں مایہ دولت سے اتنے مفلس ہیں کہ ایک پھوٹی کوڑی بھی ان کی زندگی کے لمبی جیب میں نہیں ہے تو اس غربت و افلاس کے باوجود مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی مدح و ستائش میں آسمان و زمین کے قلابے ملانا اور یہ کہنا کہ

”ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں جس کے رد میں ان کی بہ کثرت

تحریریں موجود نہ ہوں۔“ (وصایا شریف: ص ۲۳)

کیا یہ جھوٹ کو بیچ، غلط کو صحیح، مفلس کو دولت مند، بے جان کو جان دار، مردہ کو

زندہ رات کو دن، اندھیرے کو اجالا کہنا نہیں ہے؟

رضا خانیوں کا فرض منصبی حق پسند مسلمانوں کو کافر بنانا ہے:

یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ باطل فرقے جس کے رد و استیصال میں فاضل بریلوی کی بہ کثرت تحریریں موجود ہیں، نہ اسلام کے دشمن عیسائی ہیں نہ آریہ، نہ ہندو ہیں نہ بدھ، نہ قادیانی ہیں نہ رافضی، نہ چکڑالوی ہیں نہ خاک ساری بلکہ اسلام کے شیدائیوں، رسول محترم کے فدائیوں، حق و صداقت کے جاں نثاروں، دین و ملت کے محافظوں کا وہ مقدس گروہ ہے جس کو عرف عام میں ”دیوبندی گروہ“ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس فرقہ رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت ہوں یا مظہر اعلیٰ

حضرت، محدث اعظم ہوں یا مفتی اعظم، صدر محترم ہوں یا پیشوائے مکرم، مجاور ہوں یا مجاہد، غرض یہ کہ اس فرقے کے چھوٹے ہوں یا بڑے سب کی زندگیاں اسی حق پسند، صداقت شعار گروہ کی تردید و تکذیب، رد و استیصال میں وقف ہیں۔ اس راست باز گروہ کے بدنام و ذلیل کرنے کے ہر ممکن طریقے استعمال کیے جا چکے ہیں۔ کفر و ارتداد کے جتنے بے بنیاد الزامات ہو سکتے تھے ان کو اپنے دماغ و ذہن سے پیدا کر کے ان کی جانب منسوب کیے گئے، یہاں تک کہ اس سلسلے میں ہر خیانت و بددیانتی، ہر فریب و جھوٹ کو راد جائز سمجھ کر اس پاک گروہ کو مٹانے و گرانے کی انتھک کوشش کی گئی اور آج تک بھی اسی رد و استیصال میں سرگرم کار ہیں۔

خدمات علمائے دیوبند

اور

اعتراقاتِ غیر

علمائے دیوبند کی دینی خدمات کی ترقیاں:

خدا کی قدرت کا کرشمہ و غیبی لطیفہ ملاحظہ کیجیے کہ جس قدر یہ رضا خانی فرقہ اس حقانی گروہ کے مٹانے اور گرانے کی ناپاک کوششوں میں مبتلا ہے اسی قدر بلکہ اس سے کہیں زیادہ اس حق پسند جماعت کی دینی خدمتیں روز افزوں بڑھتی چلی جا رہی ہیں ہندو بیرون ہند کے اسلامی ممالک میں اس ”حقانی جماعت“ کو اگر ایک طرف ”قبول عام“ حاصل ہو رہا ہے تو دوسری طرف اس کی مذہبی خدمتوں اور اسلامی کارناموں کی تحسین و تعریف کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی تمام تر خدمات خواہ ترجمہ و تفسیر کی ہو یا طباعت و کتابت کی، درس و تدریس کی ہو یا تعلیم و تبلیغ کی، سب کی سب سمٹ کر اسی دیوبندی جماعت ہی کے ”آغوش“ میں پھل پھول رہی ہے اور حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ سے درس و تدریس، تعلیم و تبلیغ، ترجمہ و تشریح، نشر و اشاعت کی امتیازی خدمتوں سے بھی اسی جماعت کے علما و اکابر کا دامن زندگی مالا مال و سرفراز ہے۔ اسی طرح اسلام کے دشمنوں عیسائیوں، آریوں، قادیانیوں وغیرہ کے حملوں سے ناموس رسول کی حفاظتی خدمتوں اور مدافعتیہ کارروائیوں میں بھی یہی مقدس گروہ سب سے زیادہ بلند و بالا ہے۔ غرض یہ کہ کوئی بھی دینی خدمت یا سیاسی تحریک ہو اس میں

خانقاہ شرق پور شریف، حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

اور

علمائے دیوبند

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری شرق پور شریف حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے، حضرت میاں صاحب شاہ صاحب کے سامنے ادب سے دوزانو بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ”میں خداوند کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا کو آج پورا کیا۔“

اس کے بعد حضرت میاں صاحب نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈیں؟“

صوفی محمد ابراہیم قصوری (خلیفہ حضرت میاں صاحب) فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب مجھ سے فرمانے لگے کہ شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر اور پھر میرے جیسے خاک سار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ میاں صاحب نے فرمایا: ”دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔“

(خزینہ معرفت: ص ۳۸۴)

صرف علمائے دیوبند ہی ایک ایسی امتیازی شان و بلند مقام رکھتے ہیں جہاں پر کسی دوسرے کا گز نہیں ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے علمی کارناموں کا اجمالی تذکرہ:

اس دیوبندی جماعت کے پاس دینی مکتبوں اور مذہبی درس گاہوں کا ایک طویل سلسلہ ہے جو پاک و ہند کے ہر گوشے میں قائم ہو کر دینی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں مصروف ہے۔ اس کے علاوہ مزید برآں یہ کہ اس کے پاس دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارن پور جیسی مرکزی و شان دار اسلامی درس گاہیں ہیں، جس کے علمی فیوض و برکات سے سیراب ہو کر اب تک لکھو کھا علما و فضلا پیدا ہو چکے ہیں اور جو ہند و سندھ، افغانستان و ایران، مصر و فلسطین، ترکستان و مکران، برما و ملایا، چین و جاپان میں یہاں تک دنیائے اسلام کے مرکزی قبلہ ”مکہ مکرمہ“ و ”مدینہ طیبہ“ میں بھی اسلامی درس گاہیں قائم کر کے مذہبی تعلیمات کی قدیلیں روشن کیے ہوئے ہیں۔ غرض یہ کہ دنیا میں اسلامی زندگی و مذہبی تحریک کے ہر گوشے میں دارالعلوم اور مظاہر العلوم کے فیض یافتگان نہ صرف شریک ہی ہیں بلکہ اس میں ایک امتیازی شان و بلند مقام رکھتے ہیں۔

طبقات علمائے دیوبند:

ذیل میں علمائے دیوبند کی مختلف میدانوں میں خدمات کی موضوعاتی فہرست دی جا رہی ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ انہوں نے کتنی مخلصانہ کوششیں فرمائیں اور خلق اللہ ان سے کس کس طرح مستفید ہو رہی ہے۔

حضرات مترجمین و مفسرین قرآن کریم:

علمائے دیوبند کے وہ حضرات جنہوں نے تحریراً و تقریراً قرآن مجید کی خدمت کی اور اس کے علوم کی حفاظت میں لگے۔

(۱) حجت الاسلام سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

(۲) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی

(۳) امام المفسرین حضرت مولانا حسین علی

(۴) مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن عثمانی

(۵) حضرت مولانا عبدالرحمن امر و ہوی

(۶) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

(۷) محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری

(۸) امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی

(۹) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

(۱۰) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی

(۱۱) میر واعظ حضرت مولانا محمد یوسف کشمیری

(۱۲) سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

(۱۳) حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی

(۱۴) امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری

(۱۵) حضرت مولانا شمس الحق افغانی

(۱۶) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

(۱۷) مورخ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی

(۱۸) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی

(۱۹) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی (نبیرہ: حضرت نانوتوی)

(۲۰) حضرت مولانا سید فخر الحسن دیوبندی

(۲۱) مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

(۲۲) حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی

(۲۳) حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندی

- (۲۳) شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان
(۲۴) حضرت مولانا قاضی زاہد حسینی
(۲۵) حضرت مولانا عبید اللہ انور (ابن مولانا احمد علی لاہوری)
(۲۶) خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی
(۲۷) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود
(۲۸) حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی (ابن مولانا محمد ادریس کاندھلوی)
(۲۹) مفسر قرآن حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہ
(۳۰) مولانا محمد طاہر قاسمی (نبیرہ: حضرت نانوتوی)
(۳۱) حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری (ابن علامہ انور شاہ کشمیری)
(۳۲) حضرت مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری مہاجر مدنی
(۳۳) امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ
(۳۴) مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی
(۳۵) حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ
(۳۶) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ (ابن مولانا سید حسین احمد مدنی)
(۳۷) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ (ابن مفتی محمد شفیع عثمانی)
(۳۸) حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہید
(۳۹) داعی قرآن حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن شہید
(۴۰) مولانا عبدالرحمن اشرفی (ابن مفتی محمد حسن امرتسری)
محمد شین کرام:

- (۱) حضرت مولانا مملوک العلی نانوتوی
(۲) حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی
(۳) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

- (۴) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی
(۵) حضرت مولانا احمد حسن امرہوی
(۶) حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری
(۷) حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندی
(۸) محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری
(۹) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی
(۱۰) شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی
(۱۱) حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندی
(۱۲) شیخ الادب حضرت مولانا اعجاز علی امرہوی
(۱۳) حضرت مولانا سید میرک شاہ کشمیری
(۱۴) حضرت مولانا عبدالعزیز (گوجراں والہ)
(۱۵) حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مراد آبادی
(۱۶) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی
(۱۷) حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی
(۱۸) حضرت مولانا عبدالرحمن کیمبل پوری
(۱۹) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی
(۲۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی
(۲۱) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی
(۲۲) حضرت مولانا رسول خان ہزاروی
(۲۳) محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
(۲۴) حضرت مولانا خیر محمد جالندھری
(۲۵) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی

(۲۶) حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ

(۲۷) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ

(۲۸) حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ

(۲۹) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

(۳۰) حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ

(۳۱) حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ

(۳۲) حضرت مولانا سید طاہر حسن امرہویؒ

(۳۳) شیخ طریقت حضرت مولانا سید حامد میاں دیوبندیؒ

(۳۴) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹوکیؒ

(۳۵) محقق العصر حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ

(۳۶) حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ

(۳۷) حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ

(۳۸) حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ

(۳۹) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ

(۴۰) حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ

(۴۱) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

متکلمین اسلام:

(۱) حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۲) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ

(۳) حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسنؒ

(۴) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

(۵) حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانیؒ

(۶) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ

(۷) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ

(۸) حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ

(۹) حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ

(۱۰) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

(۱۱) حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

(۱۲) حضرت مولانا انوار خورشید مدظلہ

(۱۳) حضرت مولانا مفتی منظور احمد مینگل مدظلہ

(۱۴) حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد مدظلہ

(۱۵) حضرت مولانا رب نواز حنفی مدظلہ

مفتی و فقہاء:

(۱) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(۲) مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن عثمانیؒ

(۳) مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ

(۴) حکیم الامت حضرت مولانا مفتی اشرف علی تھانویؒ

(۵) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

(۶) حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسنؒ

(۷) حضرت مولانا مفتی اعزاز علی امرہویؒ (شیخ الادب)

(۸) حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندیؒ

(۹) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ

(۱۰) حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ

- (۱۱) حضرت مولانا قاری سعید احمد سہارن پوری
 - (۱۲) مورخ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں
 - (۱۳) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی
 - (۱۴) حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی
 - (۱۵) حضرت مولانا مفتی ظفر الدین مدظلہ
 - (۱۶) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود
 - (۱۷) حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی
 - (۱۸) حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی
 - (۱۹) حضرت مولانا مفتی سید محمد اکمل الحسینی
 - (۲۰) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن ٹوکی
 - (۲۱) حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ
 - (۲۲) حضرت مولانا مفتی عبدالسلام چانگامی مدظلہ
 - (۲۳) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
 - (۲۴) حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن واصف
 - (۲۵) حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری مدظلہ
 - (۲۶) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ
 - (۲۷) حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد مدظلہ
 - (۲۸) حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی
 - (۲۹) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
 - (۳۰) حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الہی بلند شہری مہاجر مدنی
- معلمین و اساتذہ:

(۱) حضرت مولانا محمد مراد پاک پٹی

- (۲) حضرت مولانا محمد صدیق مدنی
 - (۳) حضرت مولانا محمد سہول بھاگل پوری
 - (۴) حضرت مولانا منفع علی دیوبندی
 - (۵) حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندی
 - (۶) حضرت مولانا عبدالحق نانچ
 - (۷) حضرت مولانا عبد الوہاب در بھگٹوی
 - (۸) حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی
 - (۹) حضرت مولانا شمس الحق بنگالی
 - (۱۰) حضرت مولانا محمد سعید بنگالی
 - (۱۱) حضرت مولانا عرض محمد (بلوچستان)
 - (۱۲) حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی
 - (۱۳) حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی
 - (۱۴) حضرت مولانا سراج احمد رشیدی
 - (۱۵) حضرت مولانا عبد السمیع انصاری
 - (۱۶) حضرت مولانا عبدالحق حقانی
 - (۱۷) حضرت مولانا خیر محمد جالندھری
 - (۱۸) حضرت مولانا عبد الشکور ترمذی
 - (۱۹) حضرت مولانا قاری رعایت اللہ
 - (۲۰) حضرت مولانا قاضی سجاد حسین دہلوی
 - (۲۱) حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی
- مصنفین و مورخین:
- (۱) حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی

- (۲) حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی
- (۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی
- (۴) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
- (۵) امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی
- (۶) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی
- (۷) حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندی
- (۸) حضرت مولانا اعجاز علی امروہوی
- (۹) حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
- (۱۰) حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی
- (۱۱) حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی
- (۱۲) حضرت مولانا عبدالصمد صارم الازہری
- (۱۳) حضرت مولانا حامد الانصاری غازی
- (۱۴) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی
- (۱۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی
- (۱۶) حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی
- (۱۷) حضرت مولانا انوار الحسن شیرکوٹی
- (۱۸) حضرت مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی
- (۱۹) حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری
- (۲۰) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی
- (۲۱) حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
- (۲۲) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی
- (۲۳) حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی

- (۲۴) حضرت مولانا محمد اسلم رمزی مدظلہ
 - (۲۵) حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ
 - (۲۶) حضرت مولانا سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہ
 - (۲۷) حضرت مولانا قاضی زاہد احسینی
 - (۲۸) حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ
 - (۲۹) حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
 - (۳۰) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
 - (۳۱) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن بجنوری
 - (۳۲) محترم ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری مدظلہ
 - (۳۳) حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ
 - (۳۴) حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ
 - (۳۵) حضرت مولانا مفتی سید سلمان منصور پوری مدظلہ
 - (۳۶) حضرت مولانا عبدالمعجود مدظلہ (راول پنڈی)
 - (۳۷) حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہ
 - (۳۸) حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ
- مبلغین دین اسلام:
- (۱) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی
 - (۲) حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی
 - (۳) حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی
 - (۴) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی
 - (۵) حضرت مولانا سید معظم علی شاہ
 - (۶) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

(۷) حضرت مولانا محمد علی جالندھری

(۸) حضرت مولانا قاری لطف اللہ

(۹) حضرت مولانا دوست محمد قریشی

(۱۰) حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی

(۱۱) امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری

(۱۲) خطیب الامت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی

(۱۳) حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری

(۱۴) حضرت مولانا عبدالستار مدظلہ

(۱۵) حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ

(۱۶) حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی مدظلہ

مجاہدین و قایدین ملت:

(۱) امام المجاہدین حضرت مولانا سید احمد شہید بریلوی

(۲) حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی

(۳) اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(۴) سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

(۵) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

(۶) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی

(۷) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

(۸) امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی

(۹) امیر مالٹا حضرت مولانا عزیز گل سخاکوٹی

(۱۰) حضرت مولانا محمد میاں منصور انصاری

(۱۱) حضرت مولانا سیف الرحمن (کابل)

(۱۲) حضرت مولانا فضل ربی (افغانستان)

(۱۳) حضرت مولانا عبدالرزاق (چیف جسٹس افغانستان)

(۱۴) حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوری

(۱۵) رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی

(۱۶) امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری

(۱۷) حضرت مولانا محمد صادق سندھی

(۱۸) امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری

(۱۹) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی

(۲۰) سبحان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

(۲۱) مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

(۲۲) مورخ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی

(۲۳) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود

(۲۴) امیر مالٹا حضرت مولانا سید محمود احمد مدنی

(۲۵) فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی

(۲۶) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ

(۲۷) حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن رحمانی

(۲۸) حضرت مولانا سید صالح الحسینی مدظلہ

(۲۹) حضرت مولانا عبید اللہ انور

(۳۰) امیر المؤمنین حضرت مولانا ملا محمد عمر مدظلہ

ائمہ سلوک، مشائخ کرام و صوفیائے عظام:

(۱) اعلیٰ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(۲) امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

- (۳) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی
- (۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی
- (۵) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
- (۶) حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری
- (۷) حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری
- (۸) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری
- (۹) حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی
- (۱۰) حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوری
- (۱۱) امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری
- (۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری
- (۱۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی
- (۱۴) حضرت مولانا تاج محمود امری
- (۱۵) حضرت مولانا حماد اللہ ہالچوی
- (۱۶) حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ
- (۱۷) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین
- (۱۸) حضرت مولانا سید حامد مہاں دیوبندی
- (۱۹) حضرت مولانا قاضی زاہد احسینی
- (۲۰) فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی
- (۲۱) جملہ خلفائے کرام حضرت حکیم الامت تھانوی
- (۲۲) جملہ خلفائے کرام حضرت شیخ الاسلام مدنی
- (۲۳) جملہ خلفائے کرام حضرت شیخ الحدیث
- (۲۴) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ

- (۲۵) حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ (لاہور)
 - (۲۶) حضرت مولانا رشید میاں مدظلہ
 - (۲۷) حضرت مولانا سید محمود میاں مدظلہ (رائے ونڈ)
 - (۲۸) سید الخطاطین حضرت مولانا سید انور حسین شاہ نقیس رقم
- قراء عظام:
- (۱) حضرت مولانا قاری حبیب الرحمن شیروائی، صدر یار جنگ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن مکی اور حضرت مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی
 - (۲) امام ربانی حضرت مولانا قاری رشید احمد گنگوہی، مستند عربک کالج دہلی۔
 - (۳) شیخ الہند حضرت مولانا قاری محمود حسن دیوبندی، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی
 - (۴) مفتی اعظم حضرت مولانا قاری عزیز الرحمن عثمانی
 - (۵) حکیم الامت حضرت مولانا قاری اشرف علی تھانوی، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبداللہ مہاجر مکی
 - (۶) شیخ الاسلام حضرت مولانا قاری سید حسین احمد مدنی، مستند درس گاہ مسجد نبوی علیہ السلام، مدینہ منورہ
 - (۷) افضل المفسرین حضرت مولانا علامہ قاری شبیر احمد عثمانی، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادی
 - (۸) حضرت مولانا قاری رحیم اللہ بک تونس، مستند دارالعلوم دیوبند
 - (۹) حضرت مولانا قاری خلیل احمد سہارن پوری
 - (۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد زکریا مہاجر مکی، تلمیذ حضرت قاری حسن الشاعر مدنی
 - (۱۱) مورخ ملت حضرت مولانا قاری سید محمد میاں دیوبندی، تلمیذ حضرت مولانا قاری

عبدالوحید الہ آبادی

(۱۲) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، تلمیذ حضرت مولانا قاری

عبدالوحید الہ آبادی

(۱۳) حضرت مولانا قاری محمد طاہر قاسمی، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالوحید الہ آبادی

(۱۴) امیر شریعت حضرت مولانا قاری سید عطاء اللہ شاہ بخاری

(۱۵) شیخ طریقت حضرت مولانا قاری سید حامد میاں، تلمیذ حضرت مولانا قاری حفظ

الرحمن دیوبندی

(۱۶) مولانا پروفیسر سید انوار الحسن شیرکوٹی، تلمیذ حضرت مولانا قاری محمد یامین

(۱۷) سحبان الہند حضرت مولانا قاری احمد سعید دہلوی

(۱۸) حضرت مولانا قاری عبدالحی لکھنوی، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن کئی

(۱۹) امام الہند حضرت مولانا قاری ابوالکلام آزاد، مستند درس گاہ حرم مکہ مکرمہ

(۲۰) حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ (مصنف "تاریخ قرآن" و کتب کثیرہ)

تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالمالک، حضرت مولانا قاری سید حامد حسین

(۲۱) مفسر قرآن حضرت مولانا قاری سید اخلاق حسین قاسمی مدظلہ تلمیذ حضرت مولانا

قاری شریف احمد مدظلہ

(۲۲) حضرت مولانا قاری محمد احمد قادری مدظلہ تلمیذ حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہ

(۲۳) حضرت مولانا قاری سید ارشد مدنی مدظلہ مستند دارالعلوم دیوبند

(۲۴) حضرت مولانا قاری مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ، تلمیذ حضرت مولانا قاری شریف

احمد مدظلہ

(۲۵) حضرت مولانا قاری مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالعزیز

شوئی

(۲۶) حضرت مولانا قاری مشرف علی تھانوی، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالعزیز شوئی

(۲۷) مولانا محمود اشرف عثمانی، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالعزیز شوئی

(۲۸) حضرت مولانا قاری سید محمود میاں مدظلہ، تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن ڈیروی

(۲۹) حضرت مولانا قاری ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہ، تلمیذ حضرت مولانا قاری

عبدالرحمن ڈیروی

(۳۰) حضرت مولانا قاری نعیم الدین مدظلہ تلمیذ حضرت مولانا قاری عبدالرحمن ڈیروی

صحافی:

(۱) حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی (ماہ نامہ القاسم / الرشید - دیوبند)

(۲) حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی (ماہ نامہ برہان دہلی)

(۳) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (ماہ نامہ الفرقان لکھنؤ)

(۴) حضرت مولانا سید ازہر شاہ قیصر (ماہ نامہ دارالعلوم دیوبند)

(۵) حضرت مولانا سید اسعد مدنی (ماہ نامہ تذکرہ دیوبند)

(۶) حضرت مولانا عزیز احمد قاسمی (روز نامہ الجمعیت دہلی)

(۷) حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی (ماہ نامہ بینات کراچی)

(۸) حضرت مولانا سید حامد میاں (ماہ نامہ انوار مدینہ لاہور)

(۹) حضرت مولانا حبیب الرحمن قاسمی مدظلہ (ماہ نامہ دارالعلوم دیوبند)

(۱۰) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ (ماہ نامہ البلاغ کراچی)

(۱۱) حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ (ماہ نامہ بینات کراچی)

(۱۲) حضرت مولانا سید محمود میاں مدظلہ (ماہ نامہ انوار مدینہ لاہور)

(۱۳) حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ (ماہ نامہ القاسم نوشہرہ)

(۱۴) حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی مدظلہ (ماہ نامہ حق نوائے احتشام کراچی)

(۱۵) حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی مدظلہ (ماہ نامہ نصرۃ العلوم گوجراں والہ)

(۱۶) مولانا سمیع الحق (ماہ نامہ الحق اکوڑہ خٹک)

(۱۷) مولانا سعید الرحمن علوی (وفت روزہ خدام الدین لاہور)

ادبا و شعراء:

(۱) اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(۲) حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

(۳) حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری

(۴) مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ دہلوی

(۵) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی

(۶) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع عثمانی

(۷) حضرت مولانا علامہ عبدالرشید نسیم طالوت

(۸) علامہ انور صابری دیوبندی

(۹) حضرت اکبر الہ آبادی

(۱۰) حضرت مولانا عبدالمنان دیوبندی

(۱۱) حضرت سید نفیس الحسینی

(۱۲) حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ

نوٹ:

گذشتہ صفحات میں اکابر علمائے دیوبند کی قرآنی، حدیثی اور رو قادیانیت پر خدمات کی ایک مختصر جھلک پیش کی گئی ہے اور یہاں طبقات علمائے دیوبند کی فہرست دی گئی۔ اس میں اضافے کی بہت گنجائش ہے۔ یہ صرف ایک نمونہ ہے۔ واضح رہے کہ یہی وہ علماء اور ان کی تصانیف ہیں جس کے متعلق ”اعلیٰ حضرت“ نے فرمایا: ”کسی عاقل کے ہاں دیوبندیوں کی کتابیں تھوکنے کے بھی لائق نہیں ہیں، بلکہ ان پر پیشاب کرنا اپنے پیشاب کو مزید ناپاک کرنا ہے۔“ (سبحان الثبوت: ص ۵۷ کا حاشیہ)

مزید فرماتے ہیں:

”دیوبندیوں کی کتابیں ہندوؤں کی پوچیوں سے بدتر ہیں، ان کی کتابوں

کو دیکھنا حرام ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ: ج ۲، ص ۱۳۶)

مزید فرماتے ہیں:

”عالم کامل کو بھی ان کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے، ممکن ہے کہ

کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت: ج ۳، ص ۳۷۱)

اور لطف کی بات یہ کہ بریلویوں کے مدارس میں درس نظامی کی کتب اور صحاح ستہ اور ان کی شروحات وہی پڑھائی جاتی اور مطالعہ میں رکھی جاتی ہیں جن پر اکابر علمائے دیوبند نے کام کیا اور انہیں تالیف و تصنیف کیا۔

دارالعلوم دیوبند ایک رضا خانی کی نظر میں:

لاہور کے مشہور روزنامہ اخبار ”سیاست“ کے ایڈیٹر سید حبیب صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ہم نوا و ہم مشرب ہیں، ان کی رائے دارالعلوم دیوبند کے بارے میں اس لیے لکھ رہا ہوں تاکہ ”الفضل ماسہدت بہ الاعداء“ کی مصداق ہو کر رضا خانیت کے گھر کو گھر کے چراغ ہی سے آگ لگ جائے۔ ملاحظہ کیجیے، وہ لکھتے ہیں:

”جہاں تک تحفظ دین، تردید مخالفین اور اصلاح مسلمین کا تعلق ہے دارالعلوم دیوبند کے مدرسین و مبلغین کا حصہ سارے ہندوستان سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ مثال کے طور پر ان غیر محدود کوششوں کو ملاحظہ کر لیا جائے جو آریہ سماج نے اسلام کے خلاف کیں، تو آپ کو روز روشن کی طرح نظر آئے گا کہ ان مساعی کے مقابلے میں سب سے زیادہ نمایاں طریق پر جو سینہ سپر ہوا وہ مدرسہ عالیہ دیوبند ہے اور دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان (میں) دین حنیف، علوم عربیہ، تفسیر، حدیث اور فقہ کے چرچے

بعونہ تعالیٰ بہت حد تک دیوبند کے وجود مسعود کی وجہ سے قائم ہیں۔“

(سیاست - لاہور: مورخہ ۲۷ جون ۱۹۲۷ء)

اخبار ”عصر جدید“ کلکتہ دارالعلوم دیوبند کی تحسین و تعریف کرتا ہوا لکھتا ہے:

”دارالعلوم دیوبند اسلام کی جو مذہبی اور تعلیمی خدمت انجام دے رہا ہے

اور مغربی تہذیب و تمدن کے سیلاب سے جس طرح اس نے اسلامی ہند کی

روحانی عمارت کو محفوظ کر رکھا ہے ہندوستان کے طویل و عریض براعظم کا

ایک ایک گوشہ اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ ایسے وقت میں جب کہ علوم

جدیدہ کی روشنی نے ظاہر بین نظروں کو خیرہ کر دیا تھا، جب کہ دنیاوی

عزت اور مناصب کی کشش اچھے اچھے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی،

جب کہ لوگ مذہب سے بے پرواہ اور مذہبی تعلیم کی طرف سے غافل

ہو چکے تھے اور قال اللہ وقال الرسول کی مقدس آواز نئی تعلیم کے فکار خانے

میں دب گئی تھی اور مغربی تعلیم و تمدن کے شور و غوغا سے مغلوب ہو چکی تھی،

اس نازک وقت میں دیوبند اور صرف دیوبند تھا جو قرآن و حدیث کے علم کو

سنجھالے ہوئے کھڑا رہا۔ ملک کی غفلتوں اور سرد مہریوں کی آندھی نے رہ

رہ کر اس کو گرائنا چاہا، مگر وہ پہاڑ کی طرح قائم رہا۔ فاتح تہذیب کی خندہ

زنی اس کو اپنی قدامت سے منحرف نہ کر سکی۔ نئی تعلیم کے سیلاب نے چاہا

کہ اپنی رو میں اسے بہا لے جائے، مگر کس مہری کے باوجود وہ ایک طرف

اپنے اندورنی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا اور دوسری طرف اپنی

روحانیت کی روشنی ملک کے ہر گوشے میں پہنچاتا رہا۔ یہاں تک کہ

مسلحہ جدوجہد کے بعد آج نہ صرف پشاور اور رنگون بلکہ قفقاز، موصل،

بخارا اور اسلامی دنیا کے ہر حصے سے فدائیان قرآن و حدیث آ کر پروانہ

دار اس کے گرد جمع ہیں۔“ (عصر جدید۔ کلکتہ: ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

لیکن افسوس ایسی مقدس جماعت جس کی حق پرستی، صداقت شعاری، دینی خدمتیں، علمی کارنامے آفتاب سے زیادہ روشن ہیں، اس کی مخالفت بلکہ تکفیر و تفسیق میں

رضا خانی سرغننے اپنی متاع حیات بے دریغ لٹا رہے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم

سے علمائے دیوبند اور ان کے نام لیواؤں کا منظم و مضبوط قافلہ بڑی سرعت و تیزی سے

مذہبی تعلیمات کی نشر و اشاعت، دین الہی کی تعلیم و تبلیغ کرتا ہوا اسلامی خدمات کی

طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے اور بریلی کے بارگاہ رضویہ کے ”سگ و شیر“ غوغا تکفیر

میں مبتلا ہیں اور رشک و حسد کی چنگاریوں سے کھیل رہے ہیں۔ سچ ہے۔

مہ نوری نشاندہ سگ بانگ می زند

اور ایک پر لطف بات یہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ خان صاحب بریلوی نے اپنے ایک

نواب کی تعبیر یہ بیان فرمائی ہے کہ

”دہا بیہ (دیوبندیہ) کی دعوت بند ہوگی اور اہل سنت کی ترقی ہوگی۔“

(ملفوظات: ج ۱، ص ۱۱۸)

چوں کہ علمائے دیوبند صحیح معنوں میں سچے و پکے اہل سنت ہیں اس لیے خان

صاحب بریلوی کی یہ تعبیر دعا بھی اپنے فرقے کو چھوڑ کر اسی دیوبندی جماعت حق میں

منظور کی گئی، کیوں کہ مشاہدہ یہ ثابت کر رہا ہے کہ دیوبندی جماعت ترقی کر رہی ہے

اور رضا خانیت کی دعوت بند ہو رہی ہے (۱)۔

مانگا کریں گے رب سے دعا ہجر یار کی

آخر کو دشمنی ہے دعا کو اثر کے ساتھ

(۱) بریلویوں کا خدشہ: پاکستان کی رویت ہلال کمپنی کے موجودہ چیئرمین مفتی فیض الرحمن نے اپنے ایک معتبر

دیوبندی دوست (جو رویت ہلال کمپنی کے رکن تھے، کو ٹیڈ کے رہنے والے ہیں) سے یہ کہا کہ دیوبندی پھل

پھل رہی ہے اور خود ہی اس کی وجہ یہ بیان کی کہ بریلویوں کا پیسہ عرس اور اس میں رنڈیوں کے ناچ میں لگ رہا،

عزائم کو عالی شان بنانے پر لگ رہا ہے۔ ہمارے یہاں علمی کوئی کام نہیں ہو رہا۔ جب کہ دیوبندیوں کا پیسہ عالی

فان مدارس کی تعمیر اور پھر ان مدارس سے بہترین علما کو پیدا کرنے میں لگ رہا ہے۔ جتنی شروعات حدیث اور اعلیٰ

اساتذہ کی تقابیر اور علمی خدمات تصانیف ان کے یہاں ہے وہ ہمارے یہاں نہیں۔ اس لیے بریلویت خود دم توڑ رہی

ہے۔ کہا قال۔ ۶ مارچ ۲۰۰۹ء (ابو نافع)

رضا خانیوں کا علمائے دیوبند کی تکفیر کرنا

منشائے نبوت کے خلاف ہے

تعجب و حیرت ہے کہ رضا خانیوں کی شدید مخالفتوں، طوفانی سرگرمیوں، تکفیری ہنگاموں کے باوجود یہ دیوبندی جماعت بجائے کم ہونے کے روز بہ روز بڑھتی و پھیلتی جا رہی ہے اور اس کی اسلامی خدمتوں، علمی کارناموں میں دن دوئی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ یہ بلندی و ترقی کسی مادی طاقت و دولت کی فراوانی و زیادتی سے نہیں ہے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور رضا خانیوں کے عقیدے کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و رغبت، امر و مشیت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ اگر آپ اس جماعت سے ناراض و ناخوش ہوتے تو کبھی بھی اس کو اپنے ”دین“ کی خدمتوں میں نہ مصروف رکھتے اور نہ اس میں ترقی کرنے کا موقع مرحمت فرماتے۔ دیوبندی جماعت کے اس راز ترقی کو بھی رضا خانیوں کے مندرجہ ذیل عقیدے کی روشنی میں ملاحظہ کیجیے اور اس کے بعد ان کے تکفیری فتوؤں کی داد خاص دیجیے۔

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عز و جل کے ”نایب مطلق“ ہیں۔ تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لے لیں۔ تمام جہاں میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہاں ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام زمین ان کی جاگیر ہے۔ مَلَکُوتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ حضور کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور

مولانا غریب اللہ صاحب مانگی فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ موضع سالار گاہ ضلع راول پنڈی میں حضرات علمائے دیوبند کے کفر و ایمان کے متعلق مولوی بہادر دین صاحب امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خان صاحب کے مابین تنازعہ رونما ہوا۔ تنازعہ نے مناظرے کی صورت اختیار کر لی اور دونوں طرف کے علما مقرر شدہ دن موضع سالار گاہ میں پہنچ گئے۔ مناظرہ سے چند معززین اہل دیہہ نے تجویز پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑے میں پیر صاحب گولڑہ شریف (حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب) کو ثالث مان لیں۔ چنانچہ اس بات پر دونوں فریق کا اتفاق ہو گیا اور دونوں طرف کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت پیر صاحب کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا کہ اشرف خان کہتا ہے کہ ”جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسماعیل شہید (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (۴) حضرت مولانا خلیل احمد انبٹھوی (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔“

حضرت پیر صاحب گو یہ بات ناگوار گزری اور فرمایا کہ ”اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔“

یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔ (ضرب شمشیر: ص ۵۱-۵۰)

ہر قسم کی عطا میں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور کے عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور کے قبضے میں کر دیے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال لردیں اور جو فرض چاہیں معاف کر دیں۔“ (بہار شریعت: ج ۱، ص ۲۲)

جب کہ رضا خانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام تصرفات عالم کے مالک و حاکم ہیں، آپ ہی بہ ذات خود اور بہ نفس نفیس رزق و خیر، عزت و رفعت، ترقی و بلندی، حکومت و سلطنت بلکہ تمام نعمتوں و فضیلتوں کے تقسیم کرنے والے ہیں، جس کو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لے لیں، تمام جہاں میں آپ کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تو اس عقیدے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور اس کے ارکان و ممبران و دیگر متعلقین کو دینی و دنیاوی عزت و رفعت، عظمت و فضیلت، مذہبی خدمات کی جو سعادت حاصل ہے اور جو کچھ اس میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے یہ سب کچھ حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا و بخشش، عنایت و مرحمت، رضا مندی و خوش نودی کا نتیجہ ہے اور اس جماعت حقہ کے اکابر و بزرگوں کا بار بار حج بیت اللہ و زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ آنا و جانا بلکہ بعضوں کا ترک وطن کر کے اس مقدس سرزمین میں مقیم ہونا، پھر اس کے بعد ”جنت المعلیٰ“ یا جوار رسول ”جنت البقیع“ میں دفن ہو کر ”سند نجات“ حاصل کر لینا، جیسا کہ حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مولانا حافظ محمد سعید صاحب ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ، مولانا صدیق احمد صاحب و مولانا سید احمد صاحب نانڈوی (فیض آبادی) ناظم مدرسہ شرعیہ مدینہ منورہ، مولانا قاری محمد اسحاق صاحب ناظم مدرسہ فخریہ عثمانیہ، مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور و دیگر اکابر و بزرگان (۱) دیوبند

(۱) اس کتاب کے ضمیمہ میں ایک حصہ جنت المعلیٰ اور جنت البقیع میں جو علمائے دیوبند آرام فرما ہیں ان کی اجمالی فہرست دی گئی ہے۔ (ابونافع)

عشق رسول سے سرشار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”جوار مبارک“ میں اقامت اختیار کی اور بالآخر آپ ہی کے قدم مبارک کے زیر سایہ اپنی جان عزیز کو جہان آفرین کے سپرد کرنے کے بعد آپ ہی کے جوار رحمت میں آج بہ آرام و راحت ابدی نیند سو رہے ہیں۔

یہ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ دیوبندی جماعت نہ صرف حق پرست، صداقت شعار ہی ہے بلکہ حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ، برگزیدہ اور محبوب و مقبول بھی ہے۔ ورنہ اگر بالفرض یہ جماعت اور اس کے اکابر معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور آپ کی توہین کرنے والے ہوتے..... جیسا کہ رضا خانی حضرات پروپیگنڈا کرتے ہیں، تو بتلائیے کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مطلق ”حاکم و مالک“ ہونے کے باوجود اپنے دشمنوں اور توہین کرنے والوں کو یہ عزت و عظمت عطا فرماتے؟ اور اپنے پسندیدہ دین اسلام اور اپنی احادیث مقدسہ کی خدمات ان لوگوں کے سپرد کر کے اس میں ان کو ترقی و مرحمت فرماتے؟ اور ان لوگوں کو اپنے پاس بلا کر عزت و راحت کے ساتھ رکھتے؟ اور پھر اپنے ہی پڑوس میں ان کے دین کی اجازت دے کر ان کے ایمان و اسلام بلکہ جنت و نجات پر مہر تصدیق ثبت کر دیتے؟ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرات دیوبند کا یہ مقدس گروہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی و برگزیدگی کا نہ صرف محور ہے بلکہ آپ کی بے پایاں نعمتوں و عنایتوں کا سرچشمہ و خزانہ ہے، جس کے فیوض و برکات سے اطراف و اکناف عالم کا گوشہ گوشہ سیراب ہو رہا ہے۔ اس صورت میں رضا خانیوں کا دیوبندی جماعت اور اس کے اکابر کی تکفیر و تردید کرنا درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف محو ہوں، پسندیدہ خادموں کی تکفیر و تفسیق ہے بلکہ آپ کے منصب عالی، نیابت مطلقہ، امر و اختیار، رضا مندی و پسندیدگی، تقسیم عزت و عظمت پر براہ راست ایک ناروا اور پاک حملہ کرنا اور آپ کی شان عالی میں کھلی ہوئی گستاخی کرنا ہے۔

تمہیں کرتے ہیں قایل یا خطا میری بتاتے ہیں
مجھے بھی دیکھنا ہے منصفی انصاف والوں کی

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کتنے مفسدین و اشرار (قتل و فساد پھیلانے والے) نہاد مصلحین کا روپ بدل کر منظر عام پر آئے ہیں اور تبلیغ و اصلاح کے نام پر ہنگامہ کشت و خون، بازار قتل و غارت گرم کیا ہے اور کتنے غارت گرا ایمان و دشمن اسلام و صلحا کے جبہ و دستار تسبیح و مصلیٰ، زہد و تقویٰ کو لے کر نمودار ہوئے ہیں اور دین و مذہب کے نام پر ایمان و اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔ اسی طرح موجودہ زمانے میں رضا خانیوں کا یہ تکفیری فرقہ ہے جو اسلام کی اجارہ داری، عشق رسول کی ٹھیکے داری کے بلند و بانگ پر شور و غوغا کے باوجود کس کس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے سنگین جرم کا ارتکاب کر رہا ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ جماعت علمائے دیوبند کی تکفیر و تردید سے باز نہیں آ رہا ہے، لیکن یہ یاد رہے۔
رنگ جب محشر میں لائے گی تو اڑ جائے گا رنگ
یوں نہ کہیے سرخی خون شہیداں کچھ نہیں

اب (۹)

رضا خانیوں کی تکفیری مہم کا آغاز

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیلؒ، شہید ملت کی تکفیر:

اس میں کچھ شک نہیں کہ جس فرقے کے رد و استیصال میں خان صاحب بریلوی کی بہ کثرت تحریریں اور ان کے زبان و قلم کی بے شمار برق رفتار حرکتیں موجود ہیں وہ علمائے دیوبند کے اکابر عظام ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے بڑے خان صاحب نے مولانا خان دان کے چشم و چراغ علمی و روحانی وارث حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیلؒ کی ذات گرامی کو اپنی تکفیری تیر اندازیوں کا نشانہ بنایا اور اب تک اس راہ خدا کے شہید کو بلا وجہ و بلا سبب اپنے تکفیری کلاموں اور بدگوئیوں کا تحتہ مشق بنا رکھا ہے۔ کوئی گندہ سے گندہ اور چھوٹے سے چھوٹا الزام نہ ہوگا جس کو آپ کی طرف منسوب کر کے آپ کی تکفیر و تفسیق نہ کی گئی ہو۔ خان صاحب مذکور نے محض آپ کے کفر و ارتداد پر دو مستقل کتابیں ”الکوکبة الشہابیہ“، ”وسل السیوف الہندیہ“ لکھی ہیں، جس میں زبان کی شائستگی، اخلاق کی پاکیزگی کا ایک شان دار ریکارڈ محفوظ ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس سلسلے میں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جس میں حضرت شہیدؒ کو بے نقط گالیاں دے کر اپنی تہذیب و شرافت کا روشن ثبوت نہ پیش کیا ہو۔ پھر تو اس کے بعد ان کی بارگاہ کے بڑے بڑے مشہور غلاموں نے آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں اس زور و شور سے ”غوغائے تکفیر“ برپا کر رکھی ہے کہ شرافت و انسانیت بھی تھرا کر ”الامان والحفیظ“ کی صدا بلند کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے دربار کے کتنے نامور اہل قلم و جاوہ کش (بھنگی و مہتر) اس تکفیری لکیر کو اپنی تحریری و تقریری لائحیوں سے اس بدحواسی سے پیٹ رہے ہیں کہ لائحیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور خود بھی زخمی ہو جاتے

لیکن اس تکفیری حرکت سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ خان صاحب بریلوی حضرت شہید کی جانب ستر ستر ہزار بلکہ بے شمار کفریات و شرکیات منسوب کرنے کے بعد یہ قطعی فیصلہ کرتے ہیں کہ

”بالجملہ ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافر جام پر جزا قطعاً اجماعاً بہ وجہ کثیر کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد و کافر بہ اجماع ائمہ ان سب پر اپنے کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب۔“
(الکوکبة الشہابیہ: ص ۵۴، مطبوعہ دار پنجم)

اس کے علاوہ بریلی کے بڑے خان صاحب نے اپنی کتاب الاستمداد علی ارجال الارتداد، سل السیوف الہندیہ، الکوکبة الشہابیہ اور فتاویٰ رضویہ: ج ۱، ص ۴۶، اور ۷۴۵ میں بھی بہت سے گندے الزامات حضرت امام شہید کی جانب منسوب کر کے آپ کے کفر و ارتداد پر مہر لگا دی ہے۔

مولوی حشمت علی پبلی بھیتی جو بہ قول خود ”مظہر اعلیٰ حضرت“ ہو کر ”کر یلا اور نہ چڑھا“ بن گئے ہیں، وہ اپنی مشہور کتاب تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ (۱)

(۱) بریلوی ”تہذیب“ کے نمونے: امام وہابیہ کی طرف ایک نایاب کتاب تجانب اہل السنۃ نامی ۱۳۶ھ/۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی ہے جس کے سرورق پر بہ حیثیت مصنف مولوی محمد طیب دانا پوری کا نام ظاہر کیا گیا ہے، لیکن جہاں تک طرز تحریر و شیریں گلای و شایستہ زبانی کا تعلق ہے وہ طلی الاعلان کہہ رہا ہے کہ اس پر وہ تجانب میں مولوی حشمت علی جیسا کوئی معشوق ہے۔ اس لیے کہ حقیقی و باطنی مصنف مولوی صاحب مذکور ہیں۔ نیز آپ نے اس کتاب پر تصدیق و تقریباً بھی لکھی ہے۔ نہیں معلوم آپ کو باوجود مظہر اعلیٰ حضرت و شیریں سنت ہونے کے کہ کلاس میں ایسی تک جگہ ملی ہے کہ آپ نے بہت ہی مختصر عبارت میں اس کی تصدیق کی ہے۔ حالانکہ آپ کا ”مشہور اداؤں“ کی وجہ سے اول درجے کے مستحق اور مشہور زبان داری کی وجہ سے کشادہ وسیع جگہ کے حق تھے۔ بہر حال یہ ایک ایسا معرکہ ہے جس کا حل باوجود انعامی شہرت کے ذرا دشوار ہے، اس لیے اس تصدیق و تائید وجہ سے آپ کو بہ حیثیت مصنف مخاطب کرنا کچھ بے جا نہیں ہے اور چوں کہ اس قسم کی کارگذاری

ص ۵ میں امام شہیدؒ کو جن الفاظ سے یاد کیا ہے وہ ان کی تہذیب و اخلاق کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

(۱) ”امام وہابیہ کا..... اس سے بڑھ کر نجس اور گنداکفر کون سا متصور ہو سکتا ہے؟ جو لوگ وہابیہ ہوں یا غیر مقلدین ایسے کفریات صریحہ کے معتقد ہیں، وہ سب بہ حکم شریعت کافر مرتد ہیں۔“

(۲) ہمارے زمانے کے وہابیہ غیر مقلدین بھی عموماً تقویۃ الایمان کی جملہ عبارات کثیرہ ملعونہ کو ان کے مفاہیم صریحہ کفریہ پر حق و صحیح مانتے۔ لہذا بہ حکم شریعت مطہرہ ان پر بھی بعینہ وہ حکم شرعی (کفر و ارتداد کا) ہے جو دیوبندیہ مرتدین پر ہے۔“ (تجانب اہل السنۃ: ص ۱۱)

(۳) اسماعیل دہلوی رکن ایمان کو محض خط کہہ کر کافر ہوا، جب وہ کافر تو اس کے متبع اس کے معتقد تم اور دیوبندی سب کافر ہوئے۔“

(کشف ضلال دیوبند کا حاشیہ: ص ۸۴)

اس کے علاوہ رضا خانیت کے ہر چھوٹے بڑے حضرت نے امام شہیدؒ پر اپنی تہذیب و شرافت کو بالائے طاق رکھ کر کفر و ارتداد کی ایسی سنگ باری کی ہے کہ جس

→ → → آپ کے اعلیٰ حضرت اور خود آپ نے بھی کی ہے، اس بنیاد پر میں نے بھی آپ کو بہ حیثیت مصنف مخاطب کیا ہے۔ یہ دنیا جانتی ہے کہ کتاب ”براین قاطعہ“ کے مصنف حضرت مولانا غلیل احمد انڈھوٹی ہیں اور آپ کا نام بھی بہ حیثیت مصنف و بیچہ کتاب میں درج ہے، لیکن چوں کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی اس کتاب پر تصدیق درج ہے اس وجہ سے خان صاحب بریلوی نے ”الاستمداد“ اور ”خاص الاعتقاد“ وغیرہ میں حضرت مولانا گنگوہی کو براہین قاطعہ کا بہ حیثیت مصنف کے یاد کیا ہے اور خود مولوی حشمت علی بھی اس روش کی پیروی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”ملعون کتاب ”براین قاطعہ“ کے اصل مصنف گنگوہی اور ظاہری مؤلف اٹھلی۔“

(تجانب اہل السنۃ: ص ۳۱۳)

اس طرح میں بھی عرض کرتا ہوں کہ طرز تحریر و تصدیق کی وجہ سے ”تجانب اہل السنۃ“ کے اصل مصنف پہلی صحتی اور ظاہری مؤلف دانا پوری ہیں۔ اس وجہ سے میں نے اس کتاب میں جا بجا مولوی حشمت علی کو تجانب کے مصنف کی حیثیت سے یاد کیا ہے۔ (نور محمد)

سے اخلاق و شرافت کے آب گینے چور چور ہو گئے ہیں۔

حضرت سید احمد شہیدؒ کی تکفیر:

جب کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کی پارٹی نے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں ایسا شدید تکفیری فتویٰ صادر کیا کہ ”جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ہے۔“

تو اس بنیاد پر قطعی حیثیت سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ہزار ہا مریدین و معتقدین بھی معاذ اللہ کافرو بے ایمان ہیں۔ کیوں کہ آخر وقت تک آپ مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کے مومن کامل، عارف باللہ، محافظ دین و شریعت، مجاہد ملت ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ابھی حال میں ایک کتاب ”تاریخ اعیان وہابیہ“ قومی پریس کانپور میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے، جس کے مصنف مولوی محبوب علی خان صاحب خطیب جامع مسجد بدن پورہ بمبئی ہیں۔ آپ کی تہذیب و اخلاق، علم و کمال کے ثبوت میں مولوی حشمت علی بالقلیہ کا چھوٹا بھائی ہونا ضرورت سے زیادہ کافی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں حضرت سید احمد شہیدؒ کو جن گندے و گھٹونے الفاظ سے یاد کیا ہے اگر اس سے ایک طرف آپ پر ”بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ“ کی کہاوت پوری پوری صادق آتی ہے تو دوسری طرف اخلاق و تہذیب کی پیشانی عرق آلود ہو کر حیرت سے پوچھتی ہے: کیا یہی لوگ اسلامی تہذیب کے واحد علم بردار اور ایمان و اخلاق کے تنہا ٹھیکے دار و نگران کار ہیں؟

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

قارئین کرام! اپنے کلیجے پر صبر و تحمل کی سل رکھ کر ان عمامہ بند مہذبوں کی تہذیب و شرافت کے چند نادرنمونے ملاحظہ کریں:

(۱) ”سید احمد صاحب کو عیاری، مکاری، جعل سازی میں بڑا کمال حاصل

تھا۔ وہ انگریزوں کے بڑے کامیاب ایجنٹ و آلہ کار تھے۔“

(تاریخ اعیان وہابیہ: ص ۱۸)

(۲) ”سید احمد مفرور و لاد میدان جہاد انگریزوں کے تختہ و در اور پکے ایجنٹ

اور پھوٹے۔“ (حوالہ مذکور: ص ۲۱)

(۳) ”اور سید احمد مفرور و تکیوی اور ان کے ذمہ دار مولوی ہی علمائے سواور

اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز اور بے

شرم، بے غیرت، بے حیا اور مسلمانوں کی مفید تحریکوں کو مٹانے والا اور

انگریزوں کے پولیٹیکل ایجنٹ اور دشمنان اسلام کے پٹھو ہیں۔“ (ص ۲۱)

(۴) ”سید احمد مفرور و مفسوب کی شان بھی معلوم فرمائیں تو سنئے: سید احمد

انتہائی غبی، کند ذہن تھے۔“

(۵) ”بہر حال سید احمد بناوٹی شہید مفرور اور وہابیوں کے واجب الطاعت

امیر المؤمنین نرے جاہل، جہل ہی رہ گئے۔“ (ص ۲۶)

(۶) ”وہابیوں و یونہیوں کے امیر و شہید اور جنگ آزادی کے بنا سہتی علم

بردار، دین کے دشمن، اسلام کے غدار اور علمائے سواور خدا اور رسول سے

بے نیاز۔“ (ص ۲۷)

(۷) ”انگریزوں نے دونوں دین فروشوں کو رپے سے خرید کر اپنے کار

خاص کے حصول کی غرض سے چھوڑ رکھا تھا اور یہ دونوں کفر دشمن اسلام

مسلمین اور ملک و قوم کے غدار تھے۔“ (ص ۲۵)

یہ پوری کتاب گالیوں و بدزبانیوں کا ایک ایسا شان دار مجموعہ اور بھیا نک آشیانہ

ہے جس سے رضا خانیت کی تہذیب و شرافت کی پیشانی ہمیشہ روشن و تاباں رہے گی۔

جس کا ایک ادنیٰ نمونہ آپ ملاحظہ کر کے رضا خانیت کے گلستان ہے اس کی ”اسلامی

بہار“ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ حالاں کہ اس فرقے کے بڑے حضرت مولوی احمد رضا

خان صاحب بریلوی کا بدکلامی و بدزبانی کرنے والوں کے حق میں یہ ”فتویٰ“ ہے۔

(۱) ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جایز نہیں اور فحش و شام جس سے دہن

آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت: ج ۱، ص ۴۶)

(۲) کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا

یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو، اسے ایذا پہنچے، شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اگرچہ بات فی نفسہ سچی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی شخص کو اس کا نام بدل کر پکارے فرشتے اس پر لعنت کریں۔“ (ارادۃ الادب لفاضل النسب ص ۳)

لطف یہ کہ مولوی حشمت علی بالاللقابہ جو بہ قول خود سب اعلیٰ حضرت (بڑے حضرت کے کتے) ہیں، وہ بھی گالی بکنے، بدکلامی کرنے کی مذمت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود اس فن دشنام دہی کے امام و پیش واپس فرماتے ہیں کہ

”گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا، کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں۔“ (تجانب اہل سنت ص ۳۳۸)

اگرچہ رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت و مظہر اعلیٰ حضرت دونوں حسب مراتب اس فن دشنام دہی اور اشتعال انگیزی کے بہ ذات خود امام و پیش واپس، لیکن یہ ایسی خراب و گندی چیز تھی کہ یہ لوگ بھی اس کی مذمت و برائی کیے بغیر نہ رہ سکے، لیکن چوں کہ اس فرقے کے ہر چھوٹے بڑے نے اپنے مخالفین کے حق میں بدترین قسم کی بدکلامی و بدگوئی کی ہے اس لیے اپنے ہی قول و کلام سے تہذیب و شرافت کے دائرے سے خارج ہو گئے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ خود ناظرین کرام ہی کر لیں تو اچھا ہوگا، لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ ۔

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق
جو ان کی آرزو تھی مرا مدعا ہوا

اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر

حضرت حجت الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب، شمس الاسلام حضرت مولانا گنگوہی، امام المحمد شین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تکفیر

جناب خان صاحب بریلوی کی ”تکفیری بھوک“ کو حضرت شہیدؒ کی تکفیر و تفسیق سے آسودگی نہ ہوئی تو پھر آپ نے اپنے ”شوق تکفیر“ کو پورا کرنے کے لیے موصوف الصدر بزرگان ملت و اساطین امت کو منتخب کیا۔ چنانچہ زندگی بھر وہ خود اور اس کے بعد آج تک ان کی امت مذکورہ بالا بزرگان دین کی تکفیر سازی و بدزبانی میں مصروف رہے۔ اپنے نامہ اعمال کی سیاہی اور ان حضرات کے مراتب و حسنات میں اضافہ کر رہی ہے۔ خان صاحب بریلوی نے مذکورہ بالا بزرگان ملت، محافظین سنت و شریعت کی جانب اپنے دماغ و ذہن کے نکالے ہوئے ایسے گندے و ناپاک عقیدے منسوب کیے جن کی نقل سے بھی ایمانی روح کا پتی اور اسلامی شرافت سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس فرضی اور دماغی عقیدوں کی بنا پر آپ نے یہ فتویٰ دیا کہ معاذ اللہ یہ مقدس حضرات سب کے سب ایسے قطعی و یقینی کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر و جہنمی ہے۔ اپنی مشہور کتاب ”حسام المؤمن“ میں موصوف الصدر بزرگان ملت کے الگ الگ نام لکھنے کے بعد یہ تحریر کرتے ہیں کہ

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ خالیفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں، بہ اجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔“ (ص ۱۱۳)

(۲) سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد (۱)، اشرف علی کے کفر میں ہوشک کرے وہ خود کافر۔

(۳) اس (حسام الحرمین) میں نانوتوی و دیوبندیوں کی نسبت صاف صریح تصریح ہے کہ من شک فی کفره فقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (عرفان شریعت ج ۱ ص ۲۴)

(۴) اس کے چند سطروں کے بعد مختلف کتابوں سے اپنی ناپید تصدیق میں نقل کرتے ہیں:

”جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔“ (ہمارے احمدی اعلام کا اتفاق ہے، فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔“ (حسام الحرمین ص ۱۱۳)

(۵) حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طایفہ جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انٹھٹی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں شک نہیں۔“

(حسام الحرمین ص ۱۲۲)

حالاں کہ اس وقت خان صاحب بریلوی کی زندگی اور اس فتوے کے وقت ان موصوف الصندر بزرگوں میں سے دو بزرگ امام احمد شین حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس دنیا میں تشریف فرما

(۱) ایک لطیفہ احمد رضا کافر کا بیٹا ہو گیا: احمد رضا بریلوی کے ابا جان علی کی تصانیف میں ایک کتاب تحفۃ المقلد ہے جس میں موصوف لکھتے ہیں:

”مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علمائے دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں۔“ (ملخصاً تحفۃ المقلدین ص ۱۵، مطبوعہ صحیح سادق پریس سیتاپور) اپنے ہی فتوے سے اپنے آپ کو کافر بنا دیا اور خود کو کفر کی اولاد۔ (ابوناغ)

تھے، ان حضرات نے اپنے تحریری و تقریری بیانون و تذکروں میں ان منسوب کردہ خبیث عقیدوں سے سخت بے زاری و شدید نفرت ظاہر کی اور بار بار فرمایا بلکہ لکھ کر شائع بھی کیا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو عقاید و اقوال ہماری طرف منسوب کیے ہیں وہ اتہام و کذب خالص ہے اور یہ خبیث مضمون اشارۃ و کنایہ تو درکنار اس کا میرے قلب میں کبھی و سوسہ تک بھی نہیں ہوا۔ دیکھو کتاب ”بسط البنان“ اور ”السحاب المذہر“۔ ان تمام توضیحی بیانون، براءتوں، بے زاریوں کو خان صاحب بریلوی نے بہ چشم خود دیکھا اور آج تک ان کی امت و ذریت اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، لیکن چوں کہ رضا خانیوں کے ان تکفیری سرگرمیوں، تخریبی فتنوں کی بنیاد، ضد و عناد، بغض و عداوت، ہوا و ہوس بلکہ یوں کہیے کہ اپنے معزز پیٹ کی خدمت گزاری اور قبروں کی مال گزاری پر ہے اس لیے ان براءتوں و توضیحی بیانون کا ان کی ضدی طبیعتوں، تکفیری ذہنوں پر نہ اثر ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خان صاحب بریلوی جیسے دشمنان حق کے بارے میں سچ فرمایا ہے کہ

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا (سورہ نمل: ۱۴)

”اور انہوں نے بے انصافی اور غرور سے اس بات کا انکار کیا،

حالاں کہ وہ اس کا یقین کرتے تھے۔“

اس کے بعد چھوٹے خان صاحب مولوی حشمت علی پبلی بھیتی نے جو کچھ ان معصوم بزرگوں کی شان میں گل افشائیاں فرمائی ہیں اس کی نقل سے تو تہذیب و انسانیت شرمندہ ہو جاتی ہے۔ تاہم یہ طور نمونہ ملاحظہ کیجیے اور ان کے علم و تہذیب کی داد دیجیے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) دیوبندیت بھی اسی وہابیت کی ایک شاخ ہے، اس کا بھی سطح نظر انبیا

و اولیا علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص ہے۔“ (تجانب

(اہل سنت: ص ۵)

(۲) چہر تو حیدوں کے امام اول ابلیس نے حکم خداوندی سے کفر و عناد

کر کے اپنے آپ کو اس خبیثہ بعید تقویٰ الایمان کا وارث ثابت کر دیا۔

کافران گنگوہہ و انبیٹھ اس اپنے پیشوائے اول۔“ (ص ۱۰)

(۳) اور ابانہ نجد کے یہ وہ عقاید خبیثہ ہیں جن میں ان کے ساتھ شیاطین

دیوبندی بھی برابر کے شریک ہیں۔“ (ص ۲۶۸)

(۴) اب تو معلوم ہوا کہ دیوبندی و نجدی دونوں ایک ہی طرح کے عقاید

کفریہ رکھتے ہیں۔ کفر و ارتداد میں دونوں ایک دوسرے کے سگے بھائی

ہیں۔“ (ص ۲۸۶)

اسی کتاب کے ص ۷۱ میں ”مرتد نانو توئی“ اور ص ۳۰۳ میں ”مرتد تھانوی“ اور

”مرتد ان گنگوہہ و انبیٹھ“ جیسے سخت و کریہ الفاظ استعمال کر کے اپنی تہذیب و شرافت

جنازہ نکال دیا ہے۔ اس کے علاوہ رضا خانیوں کا تمام لٹریچر ان موصوف الصد

بزرگان ملت اور ان کے متوسلین کے بارے میں اسی قسم کے نہایت گندہ و خراب الفاظ

سے بھرا پڑا ہے۔ اس لیے تہذیب اجازت نہیں دیتی کہ اس سے زیادہ اور کچھ نقل

کیا جائے۔ جس کو ضرورت ہو ان کی کتابیں ملاحظہ کرے اور ان کی تہذیب و شرافت

کی داد دے۔

بریلی کے تکفیری فتوؤں سے تمام دنیا

کے داعیان اسلام کافر و مرتد ہیں:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور ان کی امت نے سب سے پہلے اس

محبوب و فطری مشغلہ کفر بازی و تکفیر سازی کی ابتدائی مشق اکابر علمائے دیوبند اور

کے ماننے والوں سے کی۔ اس کے بعد جب اس سے بھی آپ کی ”ہوس تکفیری“ کی

آگ نہ بجھی تو آپ کی اس مشہور ”کافر گری“ کی چنگاریوں اور انگاروں نے ایک

عالم گیر صورت و ہمہ گیر وسعت اختیار کر لی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہندو سندھ سے گذر کر

تمام عالم اسلام کے بسنے والے مسلمانوں کے ایمان و اسلام کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا

ہے۔ اب رضا خانیوں کے سوا دنیا میں تمام بسنے والے مسلمان معاذ اللہ کافر و مرتد، بد

دین و بے ایمان ہیں۔ اس بھیا تک منظر کو صبر و تحمل کے ساتھ ملاحظہ کیجیے۔

حضرت مولانا شاہ کرامت علی جون پوریؒ کی لازمی تکفیر:

حضرت مولانا شاہ کرامت علیؒ محافظ شریعت، امام طریقت، مصلحین امت میں

سے تھے۔ آپ ہی کے فیوض و برکات اور تعلیم و تبلیغ سے صوبہ بنگال کے لاکھوں لاکھ

مسلمان رشد و ہدایت قبول کر کے زاہد و متقی بن گئے ہیں۔ آپ کی فضیلت و منقبت

کے لیے یہ روشن شہادت ہے کہ آپ حضرت سید احمد شہیدؒ کے ”مرید صادق“ و خلیفہ

برحق ہیں۔ رضا خانیوں کے نزدیک معاذ اللہ آپ کے ”کفر و ارتداد“ کے لیے یہی

کافی ہے کہ آپ حضرت امام سید احمد شہیدؒ کو اپنا ”پیر و مرشد“ رہبر و ہادی مانتے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ اپنے پیر بھائی حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی مندرجہ ذیل

الفاظ سنیں و تعریف کرتے ہیں۔

”جاننا چاہیے کہ مولانا اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی (دہلوی) رحمۃ

اللہ علیہما بڑے دین دار اور تابع سنت تھے اور ظاہر و باطن کے علوم میں بکے

کامل تھے۔ لوگوں کو ہمیشہ توحید اور سنت کی راہ بتلاتے تھے اور شرک

و بدعت کی برائی سناتے تھے۔ سارے ہندوستان اور بنگالے میں اسلام

جو محض ضعیف ہو گیا تھا، ان ہی بزرگوں کی کوشش سے قوی و تازہ ہو گیا اور

لوگ گھر گھر غازی بن گئے اور اکثر لوگ شرک و بدعت کو چھوڑ کر دین دار

متقی ہو گئے اور کبھی ان بزرگوں کے قول و فعل سے کوئی امر خلاف شرع کا

(مقامع البتدین: ص ۲۲۹)

آج تک ثابت نہ ہوا۔“

رضا خانیوں کے اس مشہور تکفیری فتوے کی رو سے جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے و کافر ہے۔ معاذ اللہ حضرت مولانا شاہ کرامت علی خود اور ان کے بے شمار مریدین و متعلقین جو صوبہ بنگال و غیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں وہ سب کے سب کافر و مرتد ہوئے۔ اس لیے کہ آپ دونوں معزز و محترم (حضرت سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید) کو مومن کامل، زاہد متقی، شیخ سنت بلکہ مجاہد ملت، محافظ شریعت، امام طریقت بھی مانتے ہیں، لیکن افسوس کہ اس گناہ پر مجھے مارا کہ گناہ گار نہ تھا۔

حضرت اقدس حاجی امداد اللہ مہاجر کی لازمی تکفیر: اکابر علمائے دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت اقدس مولانا (رشید احمد) گنگوہی اور حکیم الامت مولانا (اشرف علی) تھانوی کے حضرت اقدس حاجی صاحب پیر و مرشد، ہادی طریقت، امام معرفت، پیشوائے دین و ملت تھے۔ اور یہ معلوم ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے موصوف الصدور بزرگوں کی ایسی شدید تکفیر کی ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے و کفر ہے۔ جیسا کہ اسی کتاب کے گذشتہ صفحے میں گذر چکا ہے۔ حضرت حاجی صاحب نے آخر وقت تک حضرت مولانا نانوتوی، حضرت مولانا گنگوہی کو عالم ربانی، فاضل حقانی، سلف صالحین کا نمونہ، جامع کمالات ظاہری و باطنی، باعث فیوض و برکات روحانی، ذریعہ نجات، وسیلہ جنت، موجب خیر و برکت جیسے شان دار الفاظ و القاب سے یاد کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی مشہور کتاب ضیاء القلوب: ص ۶۰ میں فرماتے ہیں کہ

”جو لوگ اس فقیر سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں وہ مولوی رشید احمد سلمہ اور مولوی محمد قاسم سلمہ کو جو علوم ظاہری و باطنی کے تمام کمالات کے جامع ہیں، فقیر راقم اور ارق کا قائم مقام بلکہ مجھ سے بدرجہا بلند سمجھیں۔ اگرچہ بظاہر

معاملہ الٹا ہے کہ وہ لوگ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہوں۔ ان کی صحبت کو غنیمت سمجھیں و کیوں کہ ایسے لوگ اس زمانے میں نایاب ہیں۔ ان کی خدمت بابرکت سے فیض یاب ہوتے رہیں اور طریق سلوک جو اس رسالے میں لکھا گیا ہے ان کی نگرانی میں حاصل کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ناکام نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت دیں اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنے قرب کے تمام کمالات سے مشرف فرمائیں اور بلند مراتب تک پہنچائیں اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کریں اور قیامت تک ان کا فیض جاری رہے۔“ (ترجمہ از عبارت فارسی)

اس کے علاوہ حضرت حاجی صاحب کا ایک اور مکتوب گرامی ہے، جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جو کچھ آپ حضرات کے بارے میں ضیاء القلوب میں لکھا گیا ہے وہ الہامی ہے۔ اس کا اقتباس پیش خدمت ہے۔ اس کا سرنامہ اس طرح سے شروع کرتے ہیں کہ

”از فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ بہ خدمت فیض و ارجت جامع شریعت و طریقت عزیزم مولانا مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی متع اللہ بطول حیاتہ و دمر اعدائہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

اس کے چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں کہ

”مولانا! ضیاء القلوب میں جو کچھ آپ کی نسبت تحریر ہے وہ آپ سے نہیں لکھا گیا۔ جیسا (من جانب اللہ) القا ہوا ویسا ہی ظاہر کر دیا گیا ہے۔ پس بد بیہیات کو نہ ماننا اور اپنے ذریعہ نجات و وسیلہ فلاح دارین سے علاحدگی کرنا سخت جہالت و محرومی و ادبار ہے۔ خارج کرنا چہ معنی؟ فقیر تو تم علما و صلحا کی جماعت میں اپنا داخل ہو جانا موجب فخر دارین و ذریعہ نجات و وسیلہ فلاح کو نین یقین کرتا ہے۔ وہ شخص مذہب (بد بخت) ہے جو تم مقدس و مقتدائے زماں سے کچھ دل میں کینہ یا سوائے ظن یا بد عقیدگی نہ اوتار نہ رکھے۔ (حضرت حاجی صاحب کی اس دعا کے مطابق

رضا خانی اپنا انجام سوچیں) فقیر تو آپ کی سب حرکات و سکنات و اقوال و افعال کو بیچ حسنت و برکات و موافق شریعت و طریقت سمجھتا ہے اور کل امور میں مخلص و صادق یقین کرتا ہے۔“

(تذکرۃ الرشید: ج ۱، ص ۷-۱۸۶)

حضرت حاجی صاحبؒ اپنی مشہور کتاب ”ہفت مسئلہ“ میں مخالفین کو وصیت فرماتے ہیں جو رضا خانیوں کے ”سمند تکفیر“ پر ایک تازیانہ ہے:

”اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں۔ خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کہہ کر غنیمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکت حاصل کریں۔ مولوی صاحب جامع کمالات ظاہری و باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للہیت کی راہ سے ہیں، ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں۔ یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے۔“

(ہفت مسئلہ: ص ۱۲)

رضا خانیوں کے اس ناپاک و ناجائز فتوے سے کہ جو حضرت مولانا محمد قاسمؒ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کے معاذ اللہ کفر و ارتداد یا بددینی و بے ایمانی میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ہے، یہ یقیناً لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ (نقل کفر کفر نہ باشد) حضرت اقدس حاجی صاحبؒ اور ان کے بے شمار مریدین و معتقدین بھی کفر و ارتداد سے محفوظ نہ رہیں۔ اس لیے آپ نے علی الاعلان ان دونوں بزرگوں کو ایمانی رفعت، اسلامی فضیلت، خداوندی معرفت کے ایک بلند مقام پر تسلیم کرتے ہوئے ان کو اپنے لیے ذریعہ نجات، وسیلہ فلاح دارین فرمایا ہے۔ رضا خانیوں کے لیے جو دراصل حضرت مولانا گنگوہیؒ کے مخالفین میں سے ہیں ہلاکت و تباہی کی بددعا فرمائی ہے۔

امید ہے کہ اس عارف باللہ ولی کامل کی بددعا رائیگاں نہ جائے گی۔

خان صاحب بریلوی مع اپنی امت کے تکفیری جال میں:

جھنجلا کے مجھ کو ذبح تو صیاد نے کیا

اب رو رہا ہے منہ کو قفس پر دھرے ہوئے

یہ لطیفہ قدرت یا علمائے حق کی کرامت دیکھیے کہ خان صاحب اور ان کی پارٹی کے ہر چھوٹے بڑے نے تمام زندگی بڑی محنت و مشقت سے جو ”تکفیری جال“ بن کر دوسروں کے شکار کے لیے تیار کیا تھا حسن اتفاق سے خود بہ دولت خان صاحب بریلوی اپنی امت رضائیہ کے ساتھ اسی کفر و ارتداد کے جال میں پھنس کر زیر لب مسکراتے ہوئے یہ گنگناتے ہیں کہ ”لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا“ اور یہ بھی فرماتے (۱) ہیں کہ

دیدي که خون ناحق پروانه شمع را

چنداں اماں نہ داد که شب را سحر کند

اس کی تصویر اس طرح ملاحظہ کیجیے کہ مولوی عبدالسمیع رام پوری مؤلف کتاب انوار ساطعہ اگرچہ بعض مسائل مولود و فاتحہ مروجہ وغیرہ میں مولوی احمد رضا خان صاحب کے ہم خیال و ہم نوا ہیں، لیکن اکابر علمائے دیوبند حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ اور حضرت سہارن پوریؒ کی تکفیر و ارتداد میں ان کے ساتھی نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض وہ نامناسب الفاظ جس کو اپنی کتاب انوار ساطعہ کے پہلے ایڈیشن میں آپ نے موصوف الصدور مقدس بزرگوں کی شان عالی میں لکھے تھے اس کو حضرت

(۱) ایمان کے لالے: مولوی احمد رضا خان صاحب نے غیر مقلدین کی تردید کرتے ہوئے لکھا تھا کہ (غیر مقلدین نے) ”مسلمانوں کو ناحق مشرک کہا۔ احادیث صحیحہ و مذاہب ائمہ کرام و فقہائے عظام پر خود انہیں کے ایمان کے لالے پڑ گئے۔“

دیدي که خون ناحق پروانه شمع را چنداں اماں نہ داد که شب را سحر کند (الغنی الاکید: ص ۵۲) اسی طرز پر میں بھی خان صاحب بریلوی کو مخاطب کر کے لکھتا ہوں کہ آپ نے تمام مسلمانوں کو ناحق کافر و مرتد کہا۔ احادیث صحیحہ و مذاہب ائمہ کرام و فقہائے عظام پر خود آپ کے بھی ایمان کے لالے پڑ گئے اور اپنے مذکورہ بالا شعر کو ملاحظہ فرمائیے۔ (نور محمد)

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی فی فرمائش چنانچہ انوار ساطعہ کے دوسرے ایڈیشن میں نکال دیا ہے۔ دوسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ

”اور میں نے جو (نظر یہ جملے حضرت مولانا خلیل احمد وغیرہ کے بارے میں) لکھا تھا وہ بہت کم تھا، لیکن اب بھی میرے طرف کے خلاف تھا۔ کیوں کہ طعن و تشنیع سے میرا ہوں، ہر ایک سے سلامت روی رکھتا ہوں۔“

اس کے کچھ سطروں کے بعد لکھتے ہیں

”الحاصل! میں نے حضرت کا فرمان مان لیا۔ اس میں یہ مضمون لکھ دیا کہ حضرت (حاجی امداد اللہ) سے عرض رہا کہ جو الفاظ تیز و تندگی کی نسبت لکھے گئے ہیں ان کو نکال دوں گا۔“ (انوار ساطعہ، ص ۷)

اس کے بعد اسی کتاب کے ص ۸، ۹ میں اس وعدے کو پورا کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

(۱) ”حضرت مرشدی و مولائی (حاجی امداد اللہ صاحب) کا ارشاد زبانی

بعض آئندگان مکہ معظمہ چار پانچ مقام کے لیے تھا، میں نے یہ کیا کہ ہر مقام سے جس لفظ کو موجب ملال سامع سمجھا نکال دیا۔“

(انوار ساطعہ، مطبوعہ نقیبی پریس مراد آباد، ص ۸)

(۲) ”اور یہ نحیف شریعت اور طریقہ ہر طرح حضرت (حاجی امداد اللہ)

سے اعتقاد رکھتا ہے اس لیے تعمیل ارشاد حضور کی بجائے آوری واجب سمجھی اور

اس کتاب میں نظر ثانی کر کے جو جو عبارت طعن و تشنیع آمیز تھی نکال

دی۔“ (کتاب مذکور، ص ۹)

جب مولوی عبدالسمیع رام پوری مولف انوار ساطعہ نے حضرت قبلہ گرامی حاجی امداد اللہ صاحب کے ارشاد کے مطابق ان نامناسب فقرات اور توہین آمیز جملوں کو جو حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی شان میں استعمال کیے تھے اپنی کتاب انوار ساطعہ سے خارج کر دیے ہیں۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ

ان بزرگوں کی تکفیر میں خان صاحب بریلوی کی ہم نوائی کرتے؟ اس لیے یہ معلوم ہو گیا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب موصوف المصدر علمائے حق کو باوجود اختلاف مسائل کے مومن کامل، عالم فاضل مانتے تھے اور اس کے باوجود مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مولوی صاحب کے گورنری کتاب انوار ساطعہ پر ایک تقریظ و تصدیق لکھی ہے، جس میں آپ نے مولف انوار ساطعہ کے نہ صرف ایمان و اسلام بلکہ علم و فضل، تقویٰ و طہارت کی بھی شہادت دی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تصدیق میں لکھتے ہیں کہ

”الحاصل! وہ فوجیں جنہوں نے منکرین کو ٹھکانے لگایا ان میں سے اس

زمانے میں ایک ہمارے دینی بھائی ہیں، بزرگی اور رتبہ والے صاحب

عقل محکم و علم وسیع مولوی عبدالسمیع اللہ ان کو بچاؤ ہر شے سے، میں نے

دیکھے ان کے پاکیزہ کلام مثلاً ”رفع الاوبام، رحمة القلوب و انوار ساطعہ“،

اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔“ (ص ۸۷)

اس بنا پر مولوی احمد رضا خان صاحب مع اپنی پارٹی کے اپنے اسی مشہور فتویٰ سے

”جو ان کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے“ خود بھی کافر و مرتد ہو کر یہ بتلا دیا کہ ناحق کسی کو کافر

و مرتد بنانے والے کی یہی سزا ہوتی ہے۔

ایک اور طرح سے:

مولوی احمد رضا خان صاحب مع اپنی ذریت کے اپنے کفر و ارتداد والے جال

میں پھنسے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ چوں کہ مولوی عبدالسمیع رام پوری نے انوار ساطعہ

کے مذکورہ بالا صفحات میں حضرت اقدس قبلہ گرامی حاجی امداد اللہ صاحب کو اپنا ایسا پیر

مرشد اور شیخ طریقت مانا ہے کہ جس کے ہر حکم کی بجا آوری واجب اور باعث سعادت

ہے۔ جب کہ اکابر رضا خانیت کے اسی رسوائے عالم فتوے سے حضرت گرامی قدر

حاجی صاحب پر بھی معاذ اللہ کفر و ارتداد لازم آ گیا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے گذشتہ

نہایت میں گذر چکا ہے، تو ایسی صورت میں مولوی عبدالسمیع صاحب کو حضرت حاجی

صاحب جیسے کو اپنا پیر و مرشد بنانا اور ان کے حکم کی بجا آوری کو واجب و باسعادت سمجھنا درحقیقت ایک کافر و مرشد پیر و مرشد بنانے کے مترادف و مساوی ہے۔ اس وجہ سے بھی مولوی عبد السمیع صاحب رضا خانیوں کے نزدیک کافر و مرتد ہوئے۔ پھر دیدہ دانستہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا مولوی عبد السمیع صاحب جیسے کافر و بے ایمان کو اپنی تصدیق میں مومن کامل و دینی بھائی عالم و فاضل و غیرہ سے تحسین و تعریف کرنا کیا یہ کفر و ارتداد نہیں ہے؟ اس لیے مولوی احمد رضا خان صاحب بھی مع اپنے جملہ متعلقین مریدین کے بقول خود کافر و مرتد ہوئے۔ سچ ہے۔

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مولانا سید نذیر حسین دہلوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری بلکہ تمام غیر مقلدین کی تکفیر:

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت سید صاحب موصوف ایک مقدس بزرگ، محترم، محدث، حامی توحید و سنت، تبع شریعت عالم و فاضل مومن کامل تھے اور ہندوستان کے اہل حدیث جماعت کے ایک مقتدر پیش والبلکہ اس جماعت میں ”شیخ الکل“ (۱) مانے جاتے تھے، لیکن مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے آپ کی اور آپ کی جماعت کی علی الاعلان تکفیر کی ہے۔ حسام الحرمین میں جن فرقوں کی نام لے کر تکفیر کی ہے ان میں ایک آپ کا بھی نام ہے۔ لکھتے ہیں کہ

”اور وہ کئی قسم ہیں۔ ایک امیر یہ امیر حسن و امیر احمد سہوانیوں کی طرف منسوب اور نذیر یہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب۔“

(حسام الحرمین: ص ۱۰۱)

(۱) خان صاحب بریلوی کو بھی اس کا اقرار ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”ان کے امام العصر جنہیں یہ حضرات (غیر مقلدین) شیخ الکل فی الکل کہا کرتے ہیں۔“ (انہی ۱۱۱: ص ۲۸)

اس کے بعد آپ ان تمام فرقوں کے بارے میں جن کا وہ حسام الحرمین میں مذکورہ کر چکے ہیں لکھتے ہیں کہ

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں، بہ اجماع

امت اسلام سے خارج ہیں۔“ (حسام الحرمین: ص ۱۱۳)

اس کے بعد چھوٹے خان صاحب مولوی حشمت علی بہ القابہ جو بہ قول خود مظہر اہل حضرت ہیں ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اور نذیرین دہلویں و امیرین سہوانین و بشیرین قنوجین یعنی نذیر حسین

دہلوی و محمد نذیر دہلوی و امیر احمد سہوانی و امیر حسن سہوانی و بشیر حسن قنوجی

و محمد بشیر قنوجی..... الجملہ بابی بعید و نیچری پلید و بھائی عنید و مرزائی طریقہ

و دیوبندی خواتمی مرید و بابی شش امثالی شریذ یہ چھون فرتے..... بہ حکم

شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر، مرتد، مستحق عذاب ابدی شدید و لعنت رب

وحید۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۱۹)

(۲) ”جو لوگ وہابیہ ہوں یا غیر مقلدین ایسے کفریات صریحہ کے معتقد

ہیں وہ سب بہ حکم شریعت کافر و مرتد ہیں۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۵)

(۳) ”اس ناپاک عبارت میں مرتد ثناء اللہ امرتسری سرغنہ غیر مقلدین

نے کھلے لفظوں میں بک دیا۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۲۷)

(۴) ”اور غیر مقلدین ثنائیہ..... سب کے سب بہ حکم شریعت مطہرہ مرتد

اکفر ہیں اور بہ مقتضائے ”ظُلُمَاتٌ بَغْضًا فَوْقَ بَغْضٍ“ کفر و ارتداد

میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۲۸)

اس کے علاوہ اس کتاب کے صفحہ ۱۱، ۹۰، ۱۷۵، ۲۲۷ میں ان حضرات اور ان کی

جماعت اہل حدیث کی تکفیر مذکور ہے۔

لیکن حیرت و تعجب ہے کہ خان صاحب بریلوی نے اس جگہ مولانا سید نذیر حسین

دہلوی اور ان کی جماعت اہل حدیث و غیر مقلدین کو کافر و مرتد کہا ہے، لیکن ایک

دوسری جگہ غیر مقلدین کی اسی جماعت کو جن کے پیشوا مولانا سید نذیر حسین دہلوی ہیں مومن و مسلمان کہا ہے۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اس جماعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

اور یہ (غیر مقلدین) ہزار ہمیں جو چاہیں کہیں، ہم زہار ان کو (غیر مقلدین کو) کفار نہ کہیں گے۔ ہاں ہاں! یوں کہتے ہیں اور خدا اور رسول کے حضور کہیں۔ یہ لوگ (غیر مقلدین) آثم ہیں، خاٹی ہیں، ظالم ہیں، بدعتی ہیں، ضال ہیں، مضل ہیں، غوی ہیں، مبطل ہیں، مگر بیہات کافر نہیں، مشرک نہیں۔ (النبی الاکید: ص ۵۲-۵۳)

خان صاحب بریلوی کا ایک ہی فرقے کے بارے میں یہ متضاد و مختلف بیان کہ وہ کافر بھی ہے اور مسلمان بھی۔ اگر ایک طرف دروغ گو را حافضہ نہ باشد کاشوت پیش کر رہا ہے تو دوسری طرف ان کی ذاتی پوزیشن اتنی مشکوک کر رہا ہے کہ ان کا ایمان و اسلام تو درکنار خود ان کی ”انسانیت“ ہی کے لالے پڑ گئے ہیں۔ کیا ایسا شخص ایک صحت مند و تن درست دماغ کا مالک ہو سکتا ہے جو ایک ہی فرقے کو مومن بھی کہتا ہو اور کافر بھی؟ دراصل بے گناہوں مظلوموں کو ستانے اور ان کو تکفیری دکھ پہنچانے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ ظالم و جفا کار کے دل و دماغ کی چولیس بل جاتی ہیں اور اس کا دماغی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، تاکہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے کہا ہے ان سب کی حقیقت ”نقش بر آب“ اور شیخ چلی کے پھس پھسے افسانے سے زیادہ نہیں ہے۔

جھنجھلا کے مجھ کو ذبح تو صیاد نے کیا

اب رو رہا ہے منہ کو قفس پر دھڑے ہوئے

مولانا عبد الباری اور دیگر علمائے فرنگی محل (لکھنؤ) کی تکفیر:

یہ سب کو معلوم ہے کہ فرنگی محل (لکھنؤ) کے مقدس بزرگوں اور محترم عالموں کی

عزت و عظمت اپنی دینی خدمتوں و علمی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ سے ہے اور اس آخری دور میں حضرت مولانا عبد الباری کی ذات گرامی سلف صالحین و بزرگان دین کی ایک قابل قدر نمونہ تھی۔ اس محترم خان دان کے علما کو اگرچہ حضرات علمائے دیوبند سے چند جزوی اور فروعی مسائل میں کچھ اختلاف ہے، لیکن اس کے باوجود ان موصوف الصدور حضرات نے علمائے دیوبند اور ان کے متوسلین کی کبھی بھی تکفیر نہیں کی اور نہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے تکفیری فتوؤں کی ہم نوائی کی۔ چنانچہ جب خان صاحب بریلوی نے مولانا عبد الباری صاحب کی ایک سوا ایک وجہ سے تکفیر کر کے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا اس میں ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ان کو مسلمانوں کا امام و رہنما مانتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولانا عبد الباری صاحب نے خان صاحب بریلوی کو لکھا تھا کہ میں علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کر سکتا، اس لیے کہ

”ہمارے اکابر نے اعیان علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی، اس واسطے جو

حقوق اہل اسلام کے ہیں ان سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا۔“

(الطاری الداری: یہ فہوات عبد الباری: مطبوعہ حسنی پریس، بریلی، بار اول: ج ۲، ص ۱۶)

چوں کہ بریلی کے بڑے خان صاحب کو علمائے فرنگی محل کی عموماً اور مولانا عبد الباری کی خصوصاً ”عدم تکفیر“ والی ادا پسند نہ آئی، اس لیے حسب عادت فرنگی محلی اور ان کے متوسلین و مریدین کو بھی اپنی ”کفرانہ نگاہوں“ سے گھائل کر دیا ہے۔ چنانچہ مولانا عبد الباری صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں

”میرے پاس انہوں (مولوی احمد رضا خان صاحب) نے فلسفہ اجتماع

کے مصنف اور ایک مارہرہ کے صاحب زادہ اور خود بہ دولت کے بارے

میں اور مولانا محمود حسن صاحب و دیگر علمائے دیوبند، گاندھی صاحب اور

مرزا محمد تقی صاحب اور مسلم ہندو اتحاد اور قربانی گائے کے بارے میں

ایک سوا ایک کفر نامہ ارسال کیا ہے۔“ (الطاری الداری: ج ۲، ص ۲)

لیکن خان صاحب بریلوی مولانا عبدالباری کے ایک سوا ایک کفر شمار کرنے کے

بعد لکھتے ہیں کہ

(۱) ”ان میں بعض کہ بجائے خود کلمہ کفر نہ ہوں بہ حالت استحسان کہ ظاہر

ہے اور بہ حال اصرار اقراری حکم سے سب کفر ہیں۔ ایک سوا ایک یہ اور ان

کے مثل اور جتنی واقع ہوئیں ان تمام منافیات اسلام و مخالفت احکام سب

سے تو بہ کرتا ہوں۔“ (الطاری الداری: ج ۱، ص ۲۷)

(۲) ”مشرکین سے اتحاد و داد و دوستی و موالات کہ سب کا حاصل ایک

ہے۔ بلکہ اتحاد سب میں زاید ہے، حرام قطعی و کبیرہ شدیدہ ہے۔ اس کا

استحلال بلکہ استحسان صریح کفر ہے۔“ (ایضاً ج ۱، ص ۳۵)

الغرض خان صاحب بریلوی کی ان تمام تر تکفیرات و ہفوات کے باوجود مولانا عبدالباری نے اپنے متقیانہ طریق و ایمانی روش میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ اس کے جواب میں نہایت جرأت سے مولوی احمد رضا خان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ

”جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خان صاحب نے ہم لوگوں کے ساتھ

اختیار کیا ہے اس سے مرعوب ہو کر میں کچھ کرنے کو اپنے اوپر ناجائز سمجھتا

ہوں، بلکہ الشکبر علی المتکبر صدقہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اعتنا

کرنا نہیں چاہتا۔“ (الطاری الداری: ج ۲، ص ۲)

اس کے بعد بریلی کے بڑے خان صاحب کا تکفیری ٹمپر پچر اتنا تیز ہوا کہ اس ایک سوا ایک کفر کو بڑھا کر ایک سو ترپین کر دیا اور معاذ اللہ آپ کے ”کفر“ پر مہر کر دی۔ (دیکھو کتاب الطاری الداری: حصہ دوم) اگر آج مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے اس تکفیری فتویٰ کو جو مولانا عبدالباری صاحب کے بارے میں ہے، درست تسلیم کر لیا جائے تو اس کے نتیجے میں علمائے فرنگی محل اور ہزار ہا دیگر علما و صلحا اور بے شمار عام مسلمانوں کو جو مولانا عبدالباری کو مومن و متقی بلکہ اپنا امام و پیش واما نتے

ہیں خارج از اسلام ماننا پڑے گا۔ العیاذ باللہ

گھائل تری نظر کا بہ نوع دگر ہر ایک

زخمی کچھ ایک بندہ درگاہ ہی نہیں

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی تکفیر:

حضرت موصوف الصدر ایک مشہور مقدس بزرگ، ولی کامل، عارف باللہ، شیخ

وقت، مرشد زمانہ، مبلغ اسلام اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادیؒ

کے خلیفہ برحق، مرید صادق تھے۔ آپ کے روحانی فیوض و برکات سے خاص طور پر

صوبہ بہار کے لکھو کھا مسلمان فیض یاب ہوئے ہیں اور آپ کے علمی و مذہبی کمالات

سے اس صوبے کا گوشہ گوشہ منور اور روشن ہے۔ آپ کی امتیازی خصوصیت جو اس

زمانے کے پیروں میں بہت کم پائی جاتی تھی یہ بھی تھی کہ تبلیغ حق، اشاعت دین کا ایک

بے پناہ جذبہ آپ کے سینہ مبارک میں جوش زن تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب اسلام کے

پرانے دشمن عیسائیوں، آریوں، قادیانیوں نے اسلام و ہادیؐ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلاف دل آزار فتنہ برپا کیا تو آپ کمر ہمت باندھ کر بڑی بہادری سے ان کے

مقابلے کے لیے میدان عمل میں نکل آئے، پھر تو اپنی لا جواب کتابوں اور تحریروں سے

دشمنوں کے منہ پر خاک ڈال دی اور قادیانیت کو تو اپنے تحریری شکنجوں میں کس کر اتنا

مغل و بے کار کر دیا کہ اس میں رینگنے کی بھی سکت باقی نہ رہ گئی۔ مسلمانان بہار

قادیانیت کی آتشیں زد سے محفوظ ہو کر جنت و نجات کے مستحق ہو گئے۔

چوں کہ آپ کے اندر عرفانی قابلیت، روحانی صلاحیت اور فیض رسانی کی طاقت

موجود تھی، اس وجہ سے حضرت قطب الارشاد حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ

نے اپنی نیابت و خلافت کے لیے آپ کو منتخب کر کے فرمایا کہ

(۱) ”ایک زمانہ ہوگا کہ کثیر ملت تمہارے پاس آکر مرید ہوگی اور تم سے

فیض ہوگا اور تعلیم پائیں گے۔“ (کمالات رحمانی: ج ۲، ص ۴۲)

(۲) ”ان کی (مولانا محمد علی کی) روح مثل روح متقدمین کے ہے اور

ایسے لوگ ہر زمانے میں کم ہوتے ہیں۔“ (حوالہ مذکورہ)

(۳) ”اسی طرح ایک سوال کے جواب میں آپ نے ازراہ تواضع

وانکسار فرمایا تھا: ہم اس قابل نہیں کہ ہم ان کو اپنا خلیفہ کہیں، وہ بڑے شخص

ہیں۔“ (حوالہ مذکورہ)

لیکن افسوس کہ بریلی کے بڑے خان صاحب نے ایسے ولی کامل، عارف

صادق، امام معرفت، ہادی شریعت، محافظ سنت کی محض اس بنیاد پر تکفیر کی ہے کہ آپ

نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کو ان کے اسلامی کارناموں اور

مذہبی خدمتوں کی وجہ سے ”حکیم الامت“ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ خان

صاحب بریلوی نے اپنی مشہور تکفیری کتاب ”حسام الحرمین“ ص ۱۰۰ میں جس جگہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی معاذ اللہ تکفیر کی ہے اس کے ساتھ ہی آپ کے

تعارف میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ

”..... اور یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کان پوری (بعد کو منگیری) ناظم

ندوۃ نے ”حکیم الامت“ کا لقب دیا۔“

اس کے بعد خان صاحب بریلوی نے حضرت مولانا منگیریؒ کے معاذ اللہ کفر

وارتداد کے ثبوت میں یہ لکھا ہے کہ

”جوان کے (حضرت نانوتویؒ) کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر

ہے..... جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس

پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔“ (حسام الحرمین: ص ۱۱۳)

چوں کہ حضرت مولانا منگیریؒ اکابر علمائے دیوبند کو مومن کامل، خادم ملت،

محافظ شریعت مانتے تھے اس لیے اعلیٰ حضرت بریلوی کے نزدیک وہ اور ان کے بے

شمار مریدین و متوسلین معاذ اللہ کافر و مرتد ہوئے۔

دوسری وجہ:

یہ سب کو معلوم ہے کہ اکابر رضا خانیت، ندوہ اور اس کے ارکان و ممبران کو روز

اول سے کافر کہتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی حشمت علی بہ القابہ لکھتے ہیں کہ

”اگر وہ ندوہ کے ان حرکات و کلمات کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے

ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۴۱۱)

اور اسی کتاب میں جس جگہ تمام اسلامی انجمنوں کی براہ راست تکفیر کی گئی ہے

اس میں ندوہ کا نام نمبر ۲ پر ہے۔ (تجانب اہل سنت: ص ۹۰)

حضرت مولانا منگیریؒ ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء میں ندوہ کے ناظم منتخب ہوئے اور

۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۳ء یعنی دس برس تک اس عہدے پر فائز رہے۔ آپ ندوہ کی نظامت

ورکنیت کی وجہ سے بھی رضا خانیوں کے تکفیری فتوے کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ الحیاذ

باللہ۔ مولوی حشمت علیؒ اپنی مشہور زبان و خاص انداز میں حضرت منگیریؒ کو مندرجہ

ذیل الفاظ میں یاد کرتے ہیں کہ

(۱) ”خلافت ندوہ کو جائز ٹھہرانے کے لیے محمد علی منگیری ناظم ندوہ علیہ

مایست حقد نے بھی صحیح مسلم شریف کی یہ حدیث پیش کی۔“

(مظاہر الحق الاجلی: ص ۵۰)

(۲) ”ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ ناظم کان پوری صاحب وہ رف

زل کم فت خرسب چری“ (سوالات علماء و جوابات ندوۃ العلماء: ص ۴۸)

(۳) ”ناظم ندوہ محمد علی منگیری علیہ ماعلیہ نے بھی خباثات و شاعات

و بطلات و ضلالت ندویہ کے جواز کو اسی مسلمہ قاعدہ فقہیہ..... سے بہ زعم

خویش ثابت کرنا چاہا تھا۔“ (مظاہر الحق الاجلی: ص ۴۹)

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادیؒ کی تکفیر:

اگرچہ بریلی کے بڑے خان صاحب نے براہ راست حضرت شاہ صاحبؒ کی تکفیر

نہیں کی، لیکن حضرت موصوف الصدر کے خلیفہ راشد نے عارف صادق حضرت مولانا

مونگیری کی علی الاعلان براہ راست تکفیر کی ہے۔ حضرت مولانا گنج مراد آبادیؒ نے آخر وقت ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۳ء تک مولانا مونگیریؒ کے ایمانی کمالات اور روحانی صفات پر یقین رکھتے ہوئے آپ کو اپنا خلیفہ صادق، نایب برحق بنائے رکھا تھا۔ حالاں کہ حضرت مونگیریؒ ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں ندوہ کی نظامت پر فائز ہو کر ایک یا ڈیڑھ سال آپ کی زندگی میں ندوہ کی انتظامی خدمت انجام دیتے رہے۔ اس صورت میں تو خان صاحب بریلوی کے اس تکفیری فتوے سے کہ

”جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر ہے۔“

حضرت قطب الارشاد گنج مراد آبادیؒ کی ذات گرامی بھی کفر و ارتداد کے آتشیں اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ العیاذ باللہ

ایک اور طرح سے:

رضا خانیوں کے نزدیک قطب الارشاد حضرت گنج مراد آبادیؒ کی ایک اور طرح سے بھی معاذ اللہ تکفیر لازم آتی ہے، کیوں کہ آپ نے اکابر علمائے دیوبند جیسے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ایمانی کمالات اور روحانی خصوصیات و دینی خدمات کی ثناء و صفت، مدح و ستائش کی ہے۔ حضرت قبلہ گنج مراد آبادیؒ کے خلیفہ برحق و مجاز طریقت حضرت شاہ تاج حسین صاحب بہاریؒ نے ایک کتاب ”کمالات رحمانی“ نامی لکھ کر حضرت موصوف الصدورؒ کی خدمت مبارکہ میں پیش کی تھی، جس کو آپ نے شرف ملاحظہ سے مشرف فرمایا اور اپنے قلم مبارک سے اس کے سرورق پر مندرجہ ذیل دعائیہ جملہ تحریر فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَإِنَّهُ لَا يَمْلِكُهَا إِلَّا أَنْتَ

ع برکہ اس دعوات درد نماید انجام او بہ خیر شود

حضرت مولانا شاہ تاج حسین صاحب ایسی معتبر و مستند کتاب میں لکھتے ہیں کہ

(۱) ”اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو عقیدت اور غلامی حضرت مولانا محمد

قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے تھی، آپ (حضرت والا گنج مراد آبادیؒ) کو کشف سے معلوم ہوا، آپ نے حضرت مولانا (محمد قاسم صاحب نانوتویؒ) کی تعریف کی کہ اس کم سنی میں اُن کو ولایت ہو گئی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کی بھی تعریف کی کہ ان کے قلب میں ایک نور الہی ہے، جس کو ولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا مونگیریؒ نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہے۔“ (کمالات رحمانی: ص ۱۱۳)

(۲) ”سید محمد طاہر صاحب رئیس مولانا غلام ضلع مونگیریؒ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ایک دن میں اپنے مرشد حضرت فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا، بزرگوں کا تذکرہ ہو رہا تھا، ایک شخص نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کی حالت دریافت کی، مجھے خوب یاد ہے حضرت مولانا نے یہ لفظ فرمائے کہ ”مولانا رشید احمد صاحب کا کیا حال پوچھتے ہو، وہ تو دریائی گئے اور ڈکار تک نہیں لیا۔“

(تذکرۃ الرشید: ج ۲، ص ۳۲۱)

(۳) ”مولوی عبد المجید ہزارویؒ فرماتے ہیں کہ میں حدیث پڑھنے کے لیے حضرت قبلہ گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولانا نے فرمایا: پڑھتے کہاں ہو؟ میں نے عرض کیا کہ دہلی میں مولانا نذیر حسین صاحب کے پاس۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ گنگوہ میں مولانا رشید احمدؒ کی خدمت میں جا کر پڑھو، وہاں حدیث کی دکان کھلی ہوئی ہے۔“

(تذکرۃ الرشید: ج ۲، ص ۳۲۰)

جب کہ حضرت قطب الارشاد مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب قدس سرہ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ و مولانا گنگوہیؒ کی تکفیر و تفسیق تو درکنار بلکہ ان بزرگوں کی روحانی و علمی خدمات کی ایسی تصدیق فرمائی ہے جو ان کے ایمانی کمالات کے لیے ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتا ہے۔ تو اب رضا خانیوں کے اس تکفیری فتوے سے کہ ”جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے“ نہ صرف حضرت مولانا شاہ فضل

الرحمن ہی بلکہ آپ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ تاجل حسین بہاریؒ پھر ان حضرات کے روحانی فیوض و برکات سے جو بے شمار مسلمان رشد و ہدایت، زہد و تقویٰ سے سرفراز ہو چکے ہیں وہ سب کے سب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کافر و مرتد ہوئے یا نہیں؟

صیاد نہ یوں تیر کو سینے سے مرے کھینچ

پیکان کے ہم راہ کہیں دل نہ نکل جائے

دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے ارکان و ممبران کی تکفیر:

ندوۃ العلماء لکھنؤ کا دارالعلوم ایک مشہور اسلامی و مذہبی درس گاہ ہے، جس نے دین اور علم دین کی ایک بیش بہا خدمت ادا کی ہے اور آج تک اسی دینی خدمت میں مصروف ہے، لیکن رضا خانیت کے مشہور اکابر کی آنکھوں میں اہل حق کی دینی خدمتوں کے پھول بھی کانٹے بن کر چبھتے ہیں۔ براہ راست ندوہ کے بارے میں تکفیری فتویٰ ملاحظہ کیجیے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) اگر وہ ندوہ..... کے ان حرکات و کلمات کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح

مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔ (تجانب اہل سنت: ص ۴۱۱)

اور اسی کتاب میں جس جگہ تمام اسلامی انجمنوں کی براہ راست تکفیر کی گئی ہے

اس میں ندوہ دوسرے نمبر پر ہے۔ (تجانب اہل سنت: ص ۹۰)

دوسری وجہ تکفیر:

ندوہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

(۱) ”اسی طرح ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء میں ندوۃ العلماء نام کی ایک کمیٹی اسی

ناپاک مقصد سے سراپا فساد بد مذہبوں اور سنیوں کے اتفاق و اتحاد کو لے کر

اٹھی تھی۔“ (۱) جمل انوار الرضا: ص ۴۱

(۲) ”۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۳ء میں طائفہ ندوہ نے اپنا سر نکالا اور ان آیات

مبارکہ و احادیث کریمہ کو تحریف معنوی کر کے بد مذہبوں، لافذہوں،

بد دینوں، بے دینوں کے ساتھ دوستی و مواخات و اتحاد و موالات پر

ڈھالا۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۳۶۵)

اس قسم کے ظاہری اتحاد و دوستی کو اپنے ایک اختراعی فرقے صلح کلیوں کا بھی مقصد قرار دے کر کہتے ہیں کہ

(۱) ”یہ خیالات اشد بد مذہبی بلکہ اتحاد و امداد کی جڑ ہیں۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۲۷۶)

(۲) ”تو یہ بھی ان بے ایمان صلح کلیوں کا ملعون فریب ہے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۲۸۱)

(۳) ”صلح کلیہ عالیہ اپنے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بہ حکم شریعت

قطعا یقینا اسلام سے خارج اور کفار مرتدین ہیں۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۳۵۳)

اس لیے رضا خانیوں کے نزدیک مندرجہ بالا فتویٰ سے ندوۃ العلماء کے جملہ

ممبران و ارکان بھی اسلام سے خارج ہیں۔ العیاذ باللہ

تیسری وجہ تکفیر:

یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ رضا خانیوں کے نام و سرغٹوں نے ندوۃ العلماء کے

بانی علامہ شبلی نعمانیؒ اور اس کے ناظم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی براہ راست

بڑی شدت کے ساتھ تکفیر کی ہے۔ ندوۃ العلماء کے طلباء و مدرسین اور اس کے تمام

متعلقین و متوسلین ان دونوں مذکورہ بالا حضرات گرامی قدر کو مومن کامل بلکہ اپنا دینی

پیش واد مذہبی رہنما مانتے ہیں، اس لیے رضا خانیوں کے اس مشہور فتوے کی رو سے کہ

”جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے“ ندوہ کے جملہ ارکان و ممبران و طلباء

و اساتذہ بھی معاذ اللہ کافر و مرتد ہوئے۔

چوتھی وجہ تکفیر:

ندوہ کے ارکان ہوں یا ممبران، طلبا ہوں یا اساتذہ، ان میں سے کسی نے بھی آن تک دیوبندی جماعت اور اس کے مقتدر اکابر کی کبھی بھی تکفیر نہیں کی، بلکہ اس کے برعکس ہمیشہ اس جماعت کے اکابر و بزرگوں کو مومن کامل، پیشوائے دین و ملت اساطین حق و صداقت تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں بریلی کے بڑے خان صاحب کے اس رسوائے عالم تکفیری فتوے سے کہ ”جو ان دیوبندیوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے“ ندوی حضرات بھی کفر و ارتداد کے دائرے میں آ گئے۔ العیاذ باللہ اسی وجہ سے رضا خانیت کی بارگاہ سے ندوہ کے محترم ارکان کو مندرجہ ذیل جناتی خطابات عطا کیے گئے ہیں۔

کتاب ”سوالات علماء و جوابات ندوۃ العلماء: مطبوعہ بریلی“ کے مختلف صفحات میں یہ غیر انسانی خطابات درج ہیں:

(۱) ”ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ شبلی صاحب شمس العلماء نیا چرہ

سر سید کے نیچے اور باقی نیچریوں کے اوپر۔“ (ص ۳۴)

(۲) ”عالی جناب شبلی صاحب امام النیا چرہ ہیں۔“ (ص ۳۷)

(۳) ”ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ فلاں فلاں شروانی صاحب

نیچری جنہوں نے صاف فخر یہ مانا کہ ندوہ کا نفرنس نیچریان کا کام پورا

کرنے اٹھی اور مسلمانوں کو نیچری بنانے چلی ہے۔“ (ص ۳۷)

(۴) ”ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ وہ لال ٹوپی اور مخرش گال والے

نیچری صاحبان۔“ (ص ۳۷)

(۵) ”ہاں ہماری ندوہ کے خطیب کون ہوئے؟ عبدالحق حقانی جی وہ رَف

چری۔“ (ص ۳۲)

(۶) ”ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ شیخ سلیمان پھلواری ابن شیخ

داود کشمیشی وہ خرچری۔“ (ص ۴۵)

(۷) ”ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ محمد شاہ رام پوری صدر دوم ندوہ

وہ رَف نص چری۔“ (ص ۴۵)

(۸) ”ہاں اس کے خطیب کون ہوئے؟ ناظم کان پوری صاحب وہ رَف

زل گم خت خرو سب چری۔“ (ص ۴۸)

رضا خانیوں نے مذکورہ بالا ارکان کو جن مفرد حروف میں خطابات مرحمت فرمائے ہیں اس کے معنی و مطلب ان کے معزز پیٹ کی محترم گہرائی کے سوا اور کہاں مل سکتا ہے۔

رضا خانیت کے ایک بزرگ شاہ جی کی

ندوہ کے حق میں بددعا کی نامقبولیت:

رضا خانیت کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے ندوہ کے رد و ابطال، کفر و ارتداد کے

لیے پچاس سے زائد رسالے اس لیے شائع کیے تھے تاکہ اس کا اثر و رسوخ مٹ

جائے۔ چنانچہ مولوی حشمت علی لکھتے ہیں کہ

”حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے افادات قدسیہ سے رَف ندوہ میں

پچاس سے زائد رسائل مقدسہ شائع ہوئے تھے۔“

(اجمل انوار الرضا: ص ۴۱)

تو اس کے ساتھ ہی وہ اپنے مانے ہوئے بزرگوں سے ندوہ کی تباہی و بربادی

کے لیے دعائیں بھی کراتے تھے۔ اس دعا یہ کہانی کو بھی مولوی حشمت علی کی زبان

سے سنئے تاکہ اس کی صداقت میں کوئی شک نہ رہ جائے۔ لکھتے ہیں کہ

حضرت سراپا برکت مرشد الآفاق شاہ جی محمد شیر میاں صاحب قادری

مجددی پہلی بھتی رضی اللہ عنہ اس زمانے میں برابر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ

رضی اللہ عنہ کے فتح مند و غالب و مظفر و منصور اور ندوہ کے خایب و خاسر

و مخذول و مقہور ہونے کی دعائیں فرماتے رہتے تھے۔ ایک موقع پر

حضرت شاہ جی میاں رضی اللہ عنہ اور حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کی

باہم ملاقات ہوئی، سلام و مصافحہ و مزاج پرسی کے بعد فرمایا: کہیے مولانا!

ندوہ کا اب کیا حال ہے؟ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ ندوہ دم توڑ رہا ہے، آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا تو ہم کرتے ہی ہیں لیکن ندوہ کچھڑے گا تمہیں سے۔“ (۱) جمل انوار الرضا: ص ۳۱

لیکن روز روشن کی طرح دنیا پر یہ ظاہر ہے کہ بریلی کے اعلیٰ حضرت کے پچاس سے زائد رسالوں نے ندوہ کے اثر و رسوخ اور ترقی و کامیابی کو مٹانا تو درکنار کم بھی نہ کر سکے اور اس فرقے کے مرشد الافاق حضرت شاہ جی کی بددعائیں اس کے حق میں دعا بن کر بارگاہ خداوندی میں قبول کی گئیں کہ آج الحمد للہ مولوی حشمت علی اور ان کے اعلیٰ حضرت قبلہ ندوہ کے مقابلے میں خایب و خاسر و مخذول و مقہور ہوئے اور ندوہ فتح مند و غالب و مظفر و منصور ہے۔ جس نے یہ کہا تھا کہ ”ندوہ دم توڑ رہا ہے“ وہ آج چوبیس برس ہوئے (۱) خود اپنا دم توڑ چکا اور ندو کا دم ماشاء اللہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ جس سے یہ کہا تھا کہ ”ندوہ کچھڑے گا تمہیں سے“ بدت ہوئی کہ وہ خود ہی کچھڑ گیا اور ندوہ آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ تجربہ بتلا رہا ہے کہ جب رضا خانیوں نے کسی جماعت یا ادارے کے مٹانے اور گرانے کی کوشش کی تو وہ جماعت اور ادارہ مٹنے و گرنے کے بجائے ابھرتا اور ترقی کرتا ہے۔ اس لیے اے رضا خانیو! خوب یاد رکھو کہ۔

جسے تم کوستے ہو عمر اس کی اور بڑھتی ہے
تمہیں سب کچھ تو آیا کو سنا اب تک نہیں آیا

علامہ شبلی نعمانیؒ کی تکفیر:

علامہ موصوف ان مشاہیر اسلام میں سے تھے جن کی اسلامی خدمات پر دنیا نے اسلام نے خراج تحسین و نذر عقیدت پیش کر کے ان کے کمال ایمان پر مہر تصدیق ثبت

(۱) یہ کتاب ۱۹۳۳ء میں لکھی گئی۔ اس حساب سے احمد رضا کو مرے ہوئے آج ۲۰۰۹ء میں ۸۸ سال ہو چکے ہیں۔ کیوں کہ احمد رضا ۱۹۲۱ء میں مرا تھا۔ (ابونا فتح ۲۰۰۹ء)

کردی ہے۔ نہ صرف دارالعلوم ندوہ اور دارالمصنفین اعظم گڑھ ہی کے اسلامی کارنامے ان کی ایمانی زندگی کے ”زریں شاہ کار“ ہیں بلکہ بہ ذات خود ان کی بیش بہا اسلامی تصنیفات خصوصیت سے سیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے ایمان و اسلام کا ”حسن و جمال“ ہے، لیکن افسوس کہ علامہ نعمانی جیسے مشہور خادم دین و ملت کے ”ایمانی کمالات“ پر رضا خانیوں نے اپنے ”کفر و ارتداد“ کا کالا تیل پھیر دیا ہے۔ چنانچہ اس فرقے کے نام ور چوب دار مولوی حشمت علی نے پہلے اپنے بدعت نواز دماغ سے ایک نیا فرقہ ”صلح کلیہ“ نامی ایجاد کیا، اس کے بعد حضرت علامہ شبلی نعمانی کو اس فرقے کا ممتاز لیڈر تجویز کر کے ان کو کفر و ارتداد کے دریا میں غرق کر دیا ہے۔ اس ”صلح کلیہ“ فرقے کا تعارف اس طرح کرتے ہیں کہ

(۱) ”صلح کلی کوئی مستقل مذہب نہیں بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بد مذہبوں، بے دینوں پر رد و طرد سے اپنی ناراضگی ظاہر کرے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۲۷۵)

(۲) ”اس ناپاک ترین فرقہ ”صلح کلیہ“ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علاحدہ علاحدہ مختلف طریقوں سے اپنی صلح کلیت ملعونہ کا پرچار کرتے ہیں۔“ (ایضاً: ص ۲۷۸)

علامہ نعمانیؒ ”صلح کلیہ لیڈر“ ہیں:

(۱) ”اور ان صلح کلی نیچری لیڈروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی و دہریت پھیلانا ہے۔ ان صلح کلی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۹)

فرقہ ”صلح کلیہ“ اور اس کے لیڈر کا فر ہیں:

(۱) ”صلح کلیہ نابکار جو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہینیں و صریح تکذیبیں کرنے والوں کے کفر و ارتداد کو چھپانے، ان کی تکفیر شرعی کو غلط و باطل ٹھہرانے کے لیے اپنی صلح کلیت بگھارتے ہیں، یہ

سب پہ حکم شریعت مطہرہ کفار مرتدین ہیں۔“ (ایضاً: ص ۲۵۳)
(۲) ”ان بے ایمان صلح کلیوں کا ملعون فریب ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۱ و ۲۸۸) اور ان صلح کلیوں کو کفر و ارتدادی لائن میں (نمبر) ۱۴ پر رکھا ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۵۳)

دوسری وجہ تکفیر:

علامہ شبلی نعمانی کو فرقہ ”صلح کلیہ“ کے ممتاز لیڈر ماننے کے ساتھ نیچریوں کا بھی لیڈر کہہ کر ان پر کفر و ارتداد کی دوہری مہریں لگا دی ہیں۔

(۱) ”شبلی اعظم گڑھی کی نیچریت و دہریت اس کی کتابوں سیرۃ النبی والفاروق وسیرۃ العثمان میں اپنے زندگی کرشموں کی بہار والحادی جو بنوں کی بہار دکھا رہی ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۹)

علامہ نعمانی مرحوم کی ایک مثنوی ”صبح امید“ پر غلط تنقید کرتے ہوئے آپ پر مندرجہ ذیل بے بنیاد الزامات کی وجہ سے کفر و ارتداد کی بوچھاڑ کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ”شبلی اعظم گڑھی نے ایک مثنوی صبح امید لکھی، جو نیچریوں کے دارالمصنفین نے شایع کی۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۹)

اس کے صاف ستھرے اشعار پر غلط تنقید کر کے کفر و ارتداد کے یہ الزام لگائے ہیں۔

(۱) ”پھر آگے چل کر مرتد اکفر پیر نیچر (سر سید) کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے، حتیٰ کہ اسے راہ ہدایت کا خطر ہی بنا ڈالا۔ پھر نواب محسن الملک و نواب وقار الملک و اشرف علی کی تحریری و تقریری تبلیغ نیچریت کی تعریف و توصیف کر کے صاف کہہ دیا۔“ (ایضاً: ص ۲۹۳)

پھر آگے چل کر پیر نیچر (سر سید) کے قایم کردہ کالج (مسلم یونیورسٹی) علی گڑھ کی شاخوانی میں چند اشعار ہیں، یہاں تک کہ اس کو قوم اسلام کا پشت و پناہ اور اپنی آرزوؤں کا کعبہ بھی کہہ ڈالا۔ پھر سر سید کے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ بر حضرات علمائے اہل سنت و امت بر کاتہم نے جو فتویٰ شرعیہ کو

باطل اور پیر نیچر کے عقاید کفریہ ملعونہ کو حق بھی کہہ دیا۔ پھر کالج نیچریت کے قایم ہونے کو قوم کے دن پھرنا کہا۔ آخر میں اس مرکز نیچریت منبع دہریت کے قیام و بقا کی دعا کر کے پھر بک دیا۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۳۹۴)

اس قسم کے لغو و غلط وجوہ کفر و ارتداد کے اظہار کے بعد علامہ نعمانی کو دایرۃ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) ”شبلی اعظم گڑھی کے ان اشعار کا کفر یقینی و ارتداد قطعی ہونا مہر نیم روز و ماہ نیم ماہ سے بھی بڑھ کر واضح و روشن ہے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۲۹۵)

(۲) ”کیا کسی سنی مسلمان کو اپنے دین و مذہب کی رو سے ان کلمات ملعونہ کے قایل (علامہ شبلی نعمانی) کے قطعی یقینی کافر و مرتد ہونے میں کچھ شک و شبہ رہ سکتا ہے؟“ (ایضاً: ص ۲۹۶)

شمس العلماء الطاف حسین حالی کی تکفیر:

شمس العلماء حالی بھی علامہ شبلی نعمانی کی طرح ان مشاہیر اسلام میں سے ہیں جن کی اسلامی خدمات پر اسلامی دنیا ناز و فخر کرتی ہے۔ جنہوں نے اپنی ایک مسدس سے اسلامی چین کی ان کلیوں و غنچوں میں جو خواب ناز میں محو و مست تھے ایسی روح ہونک دی کہ وہ مسکرائے نہیں بلکہ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ افسوس کہ رضا خانیت کے مرفقہ اکبر مولوی حشمت علی کے نزدیک اسی مسدس حالی کے ایمانی ترانے و اسلامی لغت کفر و ارتداد کا باعث ہیں۔

شبلی وجہ تکفیر:

حالی کو بھی شبلی کی طرح ”صلح کلی“ اور ”نیچری“ لیڈروں میں اونچا مقام دے کر اللہ و ارتداد کی بھیا تک گہرائیوں میں اتار دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

”ان صلح کلی لیڈروں میں... الطاف حسین حالی بہت نمایاں ہستی رکھتے

ہیں۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۹)

قارئین کرام! صلح کلیوں اور نیچریوں کی تکفیر ملاحظہ کر چکے ہیں کہ تجانب اہل سنت: ص ۳۵۳ میں ان دونوں گروہوں کی تکفیری وارد ادبی لائن میں نمبر ۴ اور ۱۳ میں رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد مسدس حالی کے صاف و پاک اشعار پر غلط تنقید کر کے آپ کے معاذ اللہ کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) ”الطاف حسین حالی نے ایک مسدس لکھا، جس کا نام مد و جزر اسلام

رکھا۔ نیچری لیڈروں و صلح کلی واعظوں نے اس کی اشاعت میں ایڑی چوٹی

کے زور لگائے۔ اس نے اپنے مسدس کے ۳ و ۴ پر اپنے نیچری شاعر بن

جانے کا سبب ان لفظوں میں لکھا ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۹۷)

(۲) ”شبلی و حالی دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ ان

دونوں کو گم راہ و بے دین بنانے والی، ان دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے

والی وہی سرسید احمد خاں کوئی علی گڑھی کی کافر اند و ساحر اند نگاہ تھی۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۲۹۸)

(۳) ”یہ کفریات ملعونہ تو وہی ہیں جو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے اپنی

ناپاک کتاب تقویۃ الایمان میں کہے۔“ (ایضاً: ص ۲۹۸)

(۴) ”حالی نے امام الوہابیہ کی شاگردی میں ان سب کفروں کا حضور

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر افترا کر دیا۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۲۹۹)

(۵) ”تو اس بے دین قایل (حالی کو) کافر مرتد ماننا پڑے گا۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۳۰۲)

(۶) ”اس کفر ملعون میں حالی و شرقی دونوں متحد و مشترک ہیں۔“

(ایضاً: ص ۳۲۳)

(۷) ”مشر حالی کے اس مسدس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں اور

ہزاروں ضلالات کے طومار۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۳۳۳)

(۸) ”بہر حال حالی و شبلی کا محض خدمت خلق و احسان الی الخلق کے حیلہ

مکذوبہ و بہانہ کا ذہبہ کی بنا پر تمام مسلمانوں کو قطعاً کافر و بے دین بنانا

قطعی کفر و ارتداد ہے اور یقینی زندقہ و الحاد۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۳۲۲)

اس کے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۶۰ میں آپ پر ”صلح کلیت“، ”نیچریت“، ”تکذیب آیات الہیہ“، ”توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ اور ”تحریف مسائل ضروریہ“ کا الزام لگا کر معاذ اللہ کافر و مرتد کہا گیا ہے۔

ترجمان حقیقت ڈاکٹر اقبال کی تکفیر:

ڈاکٹر صاحب موصوف اسلامی چمن کے ایک ایسے مہکتے ہوئے پھول تھے جس

کی بھینی بھینی خوش بو سے آج تک تمام عالم اسلام معطر ہے اور جس کی ”بانگ درا (۱)“

نے بھٹکے ہوئے کارواں کو منزل پر پہنچا دیا۔ جس کے ”زبور عجم (۲)“ کی بہار آفریں

نغموں نے رباب دل کو چھیڑ کر اسلامیان عالم کو مسحور و بے خود بنا دیا۔ جس کی ”ضرب

کلیم (۳)“ نے طلسم سامری شوکت فرعون کو توڑ کر جلوہ طور کا ایک عرفانی منظر پیش کیا۔

جس کے ”بال جبریل (۴)“ نے عرش الہی کے انوار و تجلیات سے اہل فرش کے دلوں کو

روشن و منور کر دیا اور جس کے ”ارمغان حجاز (۵)“ نے عشق رسول و محبت الہی کی شمع

محفل اسلام میں روشن کر دی۔ غرض یہ کہ جس نے اپنی نغمہ سنجیوں اور انقلاب آفریں

ترانوں سے گلشن اسلام کے پھولوں میں شباب آفریں روح پھونک دی۔ جس نے

اپنی ایمان افروز شاعری سے مسلمانوں کے اندر، حسن علم و نیک کرداری کا ایک بے

پناہ جذبہ پیدا کر دیا ہو تو افسوس کہ ایسے مومن و قانت، مسلم کامل، ترجمان حقیقت،

مصور فطرت، شاعر اسلام کے ایمان و اسلام کو بھی رضا خانیوں نے اپنے کفر و ارتداد کی

بھٹی کا ایندھن بنا دیا ہے۔

سب سے پہلے اس فرقے کے نقیب اعظم مولوی حشمت علی نے آپ کو بھی ”صلح کلیت“ اور ”نیچریت“ کا ایک ممتاز لیڈر تسلیم کیا ہے۔ اس کے بعد آپ کی ایمانی شمع کو بھی کفر و ارتداد کی بادِ سموم کے تیز و تند جھونکوں سے گل کر دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) ”اور زمانہ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ ان کی ”صلح کلیت“ اپنی حد سے گذر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین میں نظم و نثر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۸۹)

(۲) ”اسی طرح فلسفی ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی وارد و نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔ کہیں اللہ عز و جل پر اعتراضات کی بھرمار ہے، کہیں علمائے شریعت و ائمہ طریقت پر حملوں کی بوچھاڑ ہے، کہیں سیدنا جبریل امین و سیدنا موسیٰ کلیم و سیدنا عیسیٰ مسیح علیہم السلام کی تحقیقوں توہینوں کا انبار ہے، کہیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ و احکام مذہبیہ و عقاید اسلامیہ پر تمسخر و استہزاء و انکار ہے، کہیں اپنی زندگی و حقیقت و بے دینی کا فخر و مباہات کے ساتھ کھلا ہوا قرار ہے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۳۵-۳۴)

اس کے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹ میں ڈاکٹر اقبال مرحوم پر ان کے اشعار کے تنقیدی سلسلے میں مختلف قسم کے تکفیری و ارتدادی الزامات لگا کر بڑی ہوشیاری سے مندرجہ ذیل عبارت میں آپ کو بھی اسلام سے خارج کر دیا ہے۔

(۱) ”مسلمانان اہل سنت خود ہی انصاف کر لیں کہ ڈاکٹر صاحب کے مذہب کو سچے دین اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے؟“

(تجانب اہل سنت: ص ۳۴۱)

مولوی حشمت علی نے مندرجہ بالا دونوں عبارتوں میں اپنی فطرت و عادت کے بالکل خلاف متانت و سنجیدگی سے نرم لب و لہجے میں ڈاکٹر صاحب کو اسلام سے خارج

کیا ہے، لیکن ذیل کی عبارت میں حسب عادت کفر و ارتداد کی بے دھڑک ”سنگ پاری“ کی ہے۔ پہلے آپ پر سائنس کی ایجادات کاملہ کی دل دادگی و شیفنگی کا الزام لگا کر صاف لفظوں میں آپ کو کافر و مرتد کہا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

سائنس کے یہی وہ وہمیات کا ذبہ اور خرافات باطلہ ہیں جن کا پتا ڈاکٹر اقبال جیسا ترجمان حقیقت جب حضرات علمائے اہل سنت کی درس گاہوں میں نہیں پاتا ہے تو وہ بھی آٹھ آٹھ آنسو رو کر بال جبریل کے صفحہ ۷۷ پر یہ مرثیہ گاتا ہے..... بالجملہ جو شخص سائنس کے وسوسات کا ذبہ و وسوسات عاطلہ پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے اور ان پر بھروسہ کر کے ارشادات الہیہ کو جھٹلائے وہ بہ حکم شریعت مطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۳۳۴)

قارئین کرام! ان موصوف الصدور تینوں حضرات اسلام کی وہ نام و رمتناز ہستیاں ہیں جن کی انقلابی و روح افزا شاعری نے الحاد و دہریت کے خلاف اسلام کی زبردست حمایت کی ہے اور اس نے مسلمانان ہند کے دلوں میں اتنا سوز و گداز تاثر و انفعال کا بے پناہ جذبہ بے دار کیا ہے کہ ہزاروں مسلمان اس سے متاثر ہو کر حسن عمل اور نیک کرداری کے غازی بن گئے ہیں، لیکن اس کا کیا علاج کہ ان حضرات کی یہ اسلامی خدمات و ایمانی جذبات رضا خانیت کی بڑی بڑی آنکھوں میں کفر و ارتداد کے کانٹے بن کر چھ رہے ہیں۔ اسی سے رنجیدہ ہو کر ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا ہے کہ۔

مجھ کو تو سکھادی ہے افرنگ نے زندگی

اس دور کے ملا ہیں کیوں ننگ مسلمان

سیرت کمیٹی (پٹی، ضلع لاہور) کے ارکان و متعلقین کی تکفیر:

ہندوستان کی تقسیم سے پہلے قاضی عبدالجید قریشی نے سیرت کمیٹی کے نام سے ایک مرکزی انجمن بنائی تھی، جس کا صدر دفتر مقام پٹی ضلع لاہور میں تھا۔ اس کا واحد

تصد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کی تحریر و تقریر کے ذریعے اشاعت کرنا اور مسلم و غیر مسلم ہر ایک کو اس سے روشناس اور واقف کار بنانا تھا۔ اسی مقصد کے پیش نظر ہندوستان کے ہر شہر و قصبہ و گاؤں میں سیرت کمیٹیاں بنیں اور اس کی نگرانی میں ہر جگہ سیرتی و میلادی جلسے منعقد ہوتے تھے۔ ان میلادی جلسوں میں زیادہ تر رضا خانی مولوی ہی مع اپنے سنہری لباسوں و چمکتے ہوئے جبوں و رنگین پگڑیوں کے شریک ہو کر میلادی تقریریں کیا کرتے تھے اور وزن دار ”نذرانے“ وصول کر کے رخصت ہو جاتے تھے۔ قاضی صاحب موصوف نے اسی مقصد کے پیش نظر ہفتہ وار اخبار ”ایمان“ بھی جاری کر رکھا تھا اور سیرت پاک کے متعدد عنوانوں پر مختلف زبانوں میں ہزار ہا پمفلٹ اور کتابیں بھی شائع کی تھیں۔ اگرچہ علمائے حق کو اس ”تحریک سیرت“ کی بعض چیزوں سے کچھ اختلاف تھا، لیکن اس اختلاف کا نتیجہ سیرت کمیٹی اور اس کے ارکان کی تکفیر نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی، لیکن رضا خانیوں کا ایک ایسا تکفیری فرقہ ہے جس کا ہر ایک اختلاف ”تکفیری“ ہی پر ختم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس فرقے کے ایک ”نام ور مولوی“ حشمت علی بالقابہ جو حسن اتفاق سے اپنے ”اعلیٰ حضرت کے مظہر“ ہونے کی وجہ سے ”کریلا نیم چڑھا“ بن گئے ہیں، نے سیرت کمیٹی کی تردید بلکہ تکفیر پر ایک مستقل کتاب ”راز سیرت کمیٹی“ نامی تصنیف کر ڈالی ہے۔ یہ کتاب ازاول تا آخر سب و شتم، لعن و طعن، تکفیر و تفسیق کا ایک ناہم وار مجموعہ ہے اور اس میں تکفیری گالیوں، تفسیقی بدگوئیوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے ان ہی کے لفظوں میں اس کا تعارف ملاحظہ کیجیے۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) ”سیرت کمیٹی درحقیقت ”خباثت کمیٹی“ اور حسب فرمان شریعت مطہرہ ”ضلالت کمیٹی“ اور بہ حکم قرآن عظیم ”لعنت کمیٹی“ اور بہ لحاظ نتیجہ ”ردت کمیٹی“ اور عند التحقیق اپنے چہیتے ماں باپ ”خلافت کمیٹی“ و ”ندوہ کی لاڈلی بیٹی“ ہے۔“ (راز سیرت کمیٹی، مطبوعہ سلطانی پریس، بمبئی: ص ۲)

(۲) ”جس سیرت کمیٹی کا سنگ بنیاد یہ کفر و ارتداد، و ہریت و الحاد، کفار و

مشرکین و منافقین و مرتدین کے ساتھ گھال میل اور اتحاد ہے اس کی تمام تر کاروائیاں مخالف شریعت و منافی اسلام ہی ہوں گی۔“

”سیرت کمیٹی کے اسی بنیاد کفر و ارتداد و زندقہ و الحاد کا نتیجہ ہے کہ اس کمیٹی کی طرف سے جو متعدد رسائل شائع ہوئے، ان میں بہ کثرت کفریات و ضلالتات واقع ہوئے۔“ (راز سیرت کمیٹی: ص ۷)

(۳) ”سیرت کمیٹی مجمع مبتدعین و فجار اور ندوہ مرتدین و ملحدین و کفار، دین داروں کو بے دین بنانا، کفر و اسلام کا فرق اٹھانا۔“ (راز سیرت کمیٹی: ص ۵۳)

(۴) یقیناً یہ ایسا کھلا ہوا کفر صریح ہے کہ جو اس کے قایل کے کافر و مرتد ہونے میں اس کے اس قول بدتر از بول پر یقینی اطلاع پانے کے بعد بھی شک و شبہ کرے وہ بھی یقینی کافر و مرتد اور بے توبہ مرآتو مستحق نارابد و لایق لعنت سرد ہے۔“ (راز سیرت کمیٹی: ص ۱۸)

اس کے علاوہ تمام کتاب کفر و ارتداد کی کشیدہ کاریوں سے رنگین ہے۔ حسب ضرورت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ آخر میں مسلمانوں کو سیرت کمیٹی کی شرکت سے اس طرح ممانعت کی ہے:

(۱) ”بہ حکم شریعت مطہرہ مسلمانوں کو سیرت کمیٹی میں شامل ہونا اور اس کا ممبر ہونا حرام حرام حرام۔“ (راز سیرت کمیٹی: ص ۵۵)

(۲) ”جو لوگ سیرت کے اقوال کفریہ قطعیہ یقینیہ پر اطلاع یقینی حاصل کر لینے کے بعد بھی ان کے قایلین کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرتے یا ان کے کافر ہونے میں شک رکھتے ہیں وہ تو خود بہ حکم شریعت مطہرہ کافر مرتد ہیں اور جو لوگ ان اقوال کفریہ کے قایلین کو کافر و مرتد جانتے ہیں مگر پھر بھی سیرت کمیٹی میں شامل اس کے ممبروں میں داخل ہیں وہ لوگ بہ حکم شریعت مطہرہ اشد ترین فسق و فجار، مستحق غضب جبار، مورد قہر قہار، سزاوار عذاب نار ہیں۔“ (راز سیرت کمیٹی: ص ۵۶)

اس کے علاوہ تجانب اہل سنت کے صفحہ ۵۹، ۶۲ میں بھی سیرت کمیٹی کی ”تکفیر“ کو

واضح کیا گیا ہے۔ رضا خانیت کے اس نام و سر غنے کے تکفیری فتوے کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ ہندوستان میں جتنی سیرت کمیٹیاں بنائی گئیں اور اس کی نگرانی میں میلاد شریف و سیرت پاک کے جتنے جلسے منعقد ہوئے اور اس میں جس قدر مسلمانوں نے شرکت کی یا اس کی امداد و اعانت کی ہے رضا خانیت کے اس ”مکفر اعظم“ کے نزدیک سب کے سب کافر و مرتد ہو گئے۔ العیاذ باللہ۔

سر سید بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی تکفیر:

اگرچہ علمائے حق کو سر سید کے مذہبی خیالات سے سخت اختلاف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی تفسیری غلطیوں کو علی الاعلان ظاہر کیا اور اس کی سخت سے سخت تردید و تنقید کر کے عام مسلمانوں کو بتلادیا کہ وہ خیالات اس قابل نہیں ہیں کہ مذہبی حیثیت سے ان کی طرف کچھ بھی توجہ کی جائے، لیکن اس کے باوجود ان کو نہ صرف مسلمان ہی بلکہ مسلمانوں کے ہم درد و خیر خواہ سمجھتے ہیں۔ آج ان کی اس خیر خواہی وہم و دردی کی ”روشن یادگار“ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ہے۔ آج پاک و ہند میں جس قدر مسلم انگریزی اسکول و کالج ہیں وہ سب کے سب اسی مسلم یونیورسٹی کے علمی فیض سے قائم ہیں۔ اسی طرح ان دونوں ملکوں میں جس قدر مسلم اعلیٰ عہدہ داروں، افسروں، وکیلوں، بیرٹروں، ڈپٹی کلکٹروں، پروفیسروں، ڈاکٹروں، انجینئروں وغیرہ کی تعداد موجود ہے وہ سب کی سب اسی مسلم یونیورسٹی کے واسطے یا بالواسطہ تعلیم یافتہ ہیں اور اس کا یہ علمی فیض مسلمانوں کی ترقی و بہبودی میں ہمیشہ جاری رہے گا۔

ایسے شخص کے بارے میں رضا خانیت کے مشہور مکلف مولوی حشمت علی جو بہ قول خود سگ (کتا) بارگاہ رضویہ ہیں، اس انداز سے بول رہے ہیں جو صرف آپ ہی کا حصہ ہے، لیکن اس سے پہلے ان کی بھی سن لیجیے کہ جس کا کتا ہونے پر یہ فخر کرتے ہیں۔ ”عرض: بعض علی گڑھ ہی کو سید صاحب کہتے ہیں۔

ارشاد: وہ تو ایک خبیث مرتد تھا۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت: مطبوعہ لکھنؤ)

(ج ۳، ص ۷۱)

(۱) ”نیچریت بھی مادر و باہیت کی دختر نوزائیدہ ہے اور اس کے عقاید اس سے بھی اجنب و انجس ہیں۔ اس کا بانی پیر نیچر سر سید احمد خاں کو لی علی گڑھی ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۰)

(۲) ”بہر حال جو شخص پیر نیچر (سر سید) کے کفریات قطعیہ یقینیہ میں سے کسی ایک ہی کفر پر مطلع ہونے کے بعد اس کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی بہ حکم شریعت مظہرہ قطعاً یقیناً کافر و مرتد اور بے توبہ مرا تو مستحق عذاب ابدی ہے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۸۶)

اس کے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲، ۲۳ میں آپ کی تکفیر کی گئی ہے۔ صفحہ ۳۵، ۳۹، ۸۵، ۲۱۸، ۲۲۵ میں سر سید مرحوم کو ”مرتد اکفر پیر نیچر“ کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔

سر سید مرحوم کے نورتن کی تکفیر:

”جس طرح بے دین بادشاہ اکبر نے اپنے نورتن بنائے تھے جو اس کے وزیران حکومت اور مشیران سلطنت تھے اسی طرح پیر نیچر نے بھی اپنے نورتن بنائے تھے، جو پیر نیچر کے وزیران نیچریت اور مشیران دہریت اور مبلغین زندیقیت تھے، جن کے نام یہ ہیں: نواب محسن الملک مہدی علی خاں، نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی خاں، نواب انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین، مولوی الطاف حسین حالی، شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ، مولوی مہدی حسن، سید محمود خاں، شبلی نعمانی اعظم گڑھی، ڈپٹی نذیر احمد خاں دہلوی۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۷-۸۶)

الغرض رضا خانیوں کے اس رسوائے عالم تکفیری فتوے سے سر سید مرحوم اور مذکورہ بالا نو محترم و نامور ہستیاں اور پھر ان کو مسلمان ماننے والے یا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے واسطہ یا بالواسطہ تعلق رکھنے والے جس قدر بے شمار مسلمان ہیں وہ سب کے

سب اس لیے کافرو بے ایمان ہیں کہ وہ سرسید کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یا رب دل کے پار

جو مری کوتاہی قسمت سے مڑگاں ہو گئیں

رضا خانیوں کے مدرسہ منظر الاسلام بریلی میں ایک کانگریسی

صلح کلی لیڈر مسٹر رفیع احمد قدوائی کے لیے دعائے مغفرت:

چوں کہ قدوائی صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ایک فاضل گریجویٹ تھے

اور اسی جگہ سے آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز بھی ہوا ہے، اس وجہ سے آپ کا تذکرہ سر

سید مرحوم کے ساتھ مناسب ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قدوائی صاحب مرحوم کے اچانک انتقال نے

ہندوستان کے ہر باشندے کو رنج و غم، درد و الم میں مبتلا کر دیا اور ملک و قوم کو وہ شدید

نقصان پہنچایا کہ اب اس کی "تلافی" ناممکن اور نعم البدل ملنا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ ہندوستان کے ہر ادارے اور ہر فرد نے ان کی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار

کرتے ہوئے ان کا سوگ منایا ہے۔ یہاں تک کہ بریلی کے "بارگاہ رضویہ" کے وہ

ممتاز رضا خانی جن کو بہت سی وجوہ سے اپنے فرقے میں مرکزیت و امتیازی حیثیت

حاصل ہے اور جن کی آنکھوں میں ڈاکٹر مختار احمد انصاری، مولانا محمد علی، شوکت علی،

مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا عبدالباری لکھنوی، حکیم اجمل خاں صاحب جیسے

مشاہیر اسلام اور کانگریسی لیڈران کی وفات پر نہ رنج و الم کے آنسو کا کوئی قطرہ آیا، نہ

دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں، نہ گھروں میں صف ماتم بچھی، نہ اخباروں میں تعزیتی تجویز

چھپی، لیکن حیرت و بربالائے حیرت ہے کہ اس فرقے کے ممتاز ارکان جو کبھی بھی

امت مسلمہ کے کسی مشہور لیڈر کی وفات پر نہ غم گین ہوئے ہیں نہ درد مند وہ آج اپنی

روایات اور وضع داری کے بالکل خلاف قدوائی صاحب جیسے پختہ کار کانگریسی رہنما

صلح کلی لیڈر کی موت پر ان کی آنکھیں اشک بار، دل غم گین، جسم درد و الم کا سراپا بنا ہوا

ہے اور ہاتھ دعائے مغفرت کے لیے اٹھے ہوئے ہیں ع

اس طرفہ تماشا ہیں دریا بہ حباب اندر

سب سے پہلے اس سلسلے میں رضا خانیوں کے مدرسہ منظر اسلام بریلی کے

اساتذہ و طلباء، اراکین و ممبران کی وہ تعزیتی تجویز ملاحظہ کیجیے جو اخبار قومی آواز لکھنؤ

مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۳ء جلد ۹، شمارہ ۲۹۰، ص ۳، کالم ۶ میں مندرجہ ذیل عنوان کے

ساتھ درج ہے:

بریلی کے دارالعلوم منظر اسلام میں تعزیتی جلسہ

"بریلی، ۲۹ اکتوبر: دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگران کا ایک جلسہ ہوا،

جس میں ایک تعزیتی قرار داد میں کہا گیا ہے کہ یہاں کے اساتذہ و طلباء

دارالکین کمیٹی مدرسہ ہندوستان کے ہر دل عزیز و وزیر غزا، ملک و قوم کے

مقتدر لیڈر مسٹر رفیع احمد قدوائی کے اچانک انتقال پر اپنے دلی تاثرات

اور گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے ہیں اور غم جان کاہ میں جو ان کی وفات

سے ملک و قوم کو پہنچا ہے برابر کے شریک ہیں اور خداوند کریم سے مرحوم

کے واسطے دعائے مغفرت اور مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور تمام پس ماندگان کے

ساتھ اظہار ہم دردی کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ خداوند کریم انہیں صبر

جلیل عطا فرمائے۔"

اگرچہ مرحوم قدوائی صاحب مسلمان تھے اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے، لیکن وہ

ملکی معاملات میں ہندوؤں کے ساتھ اتحاد و دوستی کو اتنا ضروری سمجھتے تھے کہ یہ اتحاد ان

کی زندگی کے ہر حصے میں نمایاں طور پر ظاہر تھا۔ وہ اسی وجہ سے مسلمانوں میں سخت قسم

کے "کانگریسی" صلح کلی کہلاتے تھے۔ وہ علمائے دیوبند جیسے مولانا حسین احمد مدنی، مفتی

کفایت اللہ دہلوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، حکیم الامت مولانا تھانوی، مولانا سید سلیمان

ندوی، مولانا ابوالکلام آزاد، سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان، مولانا عبدالباری فرنگی

محلّی، سرسید احمد خاں، مسٹر جناح و دیگر رہنمایان ملک و قوم کو نہ صرف مسلمان ہی سمجھتے تھے بلکہ ان میں سے بعض کو اپنا مذہبی پیش و ابھی مانتے تھے۔ حالاں کہ فرقہ رضا خانی کے امام اکبر مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اپنی کتاب ”المؤمنۃ“ اور ”الطاری الداری“ میں ہندوستان کے ساتھ اتحاد و دوستی کو بہ ذات خود کفر و ارتداد بتلایا ہے اور اس کے علاوہ ان مذکورۃ الصدر بزرگان و اکابر کے کفر و ارتداد پر اس طرح سے فتویٰ دیا ہے کہ جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں کئی جگہ وہ فتویٰ مذکور ہوا ہے۔ ان حالات میں بریلی کے محلّہ سوداگران کے مرکزی دارالعلوم منظر اسلام کے اساتذہ و طلباء، ارکان ممبران کا مرحوم قدوائی صاحب جیسے کانگریسی و صلح کلی لیڈر کے رنج و غم میں برابر کا شریک ہونا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا عجایبات عالم کا آٹھواں عجوبہ اور اختلافات و تضاد کا ایک نادر مجموعہ ہے کہ ایک طرف اس فرقے کے اعلیٰ حضرت اور مظہر اعلیٰ حضرت دونوں کانگریسی و صلح کلی لیڈروں کی اس شد و مد سے تکفیر کرتے ہیں کہ جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے تو وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ دوسری طرف ان ہی اعلیٰ حضرت کی بارگاہ و مقبرے کے مجاورین اور منظر اسلام کے علما و طلباء، ارکان و ممبران قدوائی صاحب جیسے صلح کلی و کانگریسی لیڈر کے غم و الم میں شریک ہو کر ان کے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔ تو کیا یہ اپنے امام و پیش و امولوی احمد رضا خان صاحب کے تکفیری فتوے کی لغویت و بے اعتباری کا اظہار نہیں ہے؟ اگر اعلیٰ حضرت بریلوی کے ان نام ور خادموں و مشہور مولویوں کے نزدیک وہ تکفیری فتویٰ صحیح و درست ہے تو اس صورت میں منظر اسلام کے علما و طلباء اس تعزیتی تجویز و دعائے مغفرت کی وجہ سے اسلام میں داخل رہے یا نہیں؟ اور ان کے ازدواجی رشتے قائم رہے یا نہیں؟

بہر حال وہ تکفیری فتویٰ جو کانگریسی و صلح کلی لیڈروں کے حق میں دیے گئے ہیں صحیح اور درست ہیں تو منظر اسلام بریلی کے علما و طلباء اور دیگر اراکین مرحوم قدوائی

صاحب کی تعزیت و دعائے مغفرت کی وجہ سے نہ اسلام میں داخل رہے اور نہ ان کے ازدواجی رشتے قائم رہے۔ اگر یہ تعزیت و دعائے مغفرت صحیح و درست ہے تو اعلیٰ حضرت بریلوی کے وہ تکفیری فتوے ایسے جھوٹے اور غلط ہیں کہ جس پر خود ان کے مدرسہ منظر اسلام کے علما کی مہریں ثبت ہیں۔

دوگونہ رنج و عذاب است جاں مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

خواجہ حسن نظامی دہلوی کی تکفیر:

اگرچہ علمائے حق کو خواجہ صاحب موصوف سے کچھ جزوی اختلافات ہیں، لیکن اس کا نتیجہ کفر و ارتداد ہوا! یہ نہیں ہے۔ مگر رضا خانیوں کے یہاں تو ہر اختلاف موجب کفر و ارتداد ہے۔ اس لیے خواجہ صاحب کی دینی خصوصیات، اسلامی روایات کے حامل ہونے کے باوجود پھر بھی ان کو کافرانہ نگاہوں ہی سے دیکھا گیا ہے۔ پہلے ان کے وہ القاب و خطاب ملاحظہ کیجیے جن سے ان کا تعارف کرایا گیا ہے۔

(۱) ”خواجگی کے دعوے دار، کفر کی تبلیغ کے ٹھیکے دار، اسلام کی مخالفت کے علم بردار، کرشن کنہیا کے امتی، مسٹر جناد ہاری خواجہ حسن نظامی دہلوی“۔
(تجانب اہل سنت: ص ۱۳۹)

(۲) ”مسلمانو! کیا اب بھی حسن نظامی کے کافر، مرتد (۱)، منافق (۲)، ملحد (۳)، زندیق (۴)، بے دین ہونے میں کچھ شک رہ سکتا ہے؟“۔
(تجانب اہل سنت: ص ۱۴۶)

(۳) ”پیارے بھائیو! انصاف سے کہو، مسلمان کہلانے والوں میں بہ حکم

(۱) دین اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والا۔

(۲) دورخی شخص جو مسلمانوں سے مل کر اپنے کو مسلمان بھی کہتا ہوں اور کافروں سے مل کر کفر کا اظہار بھی کرتا ہو۔

(۳) راوی حق سے پھرا ہوا۔

(۴) جو خدا کی وحدانیت کا قائل نہ ہو۔

شریعت مطہرہ حسن نظامی سے بڑھ کر ذیل کافر اور کون ہوگا؟“ (تجانب اہل سنت: ص ۱۵۰)

(۴) ”ہر سنی مسلمان پر روشن و ظاہر ہے کہ حسن نظامی اپنے کفریات قطعیہ یقینیہ کثیرہ کے سبب یہ حکم شریعت مطہرہ ایسا مرتد کافر کہ جو شخص اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ یہ حکم شریعت اسلامیہ زندیق بے دین، خاسر“۔ (ایضاً: ص ۱۶۰)

اور اسی کتاب تجانب اہل سنت کے صفحہ ۱۲۵، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۳۸ و ۱۳۸ میں خواجہ حسن نظامی دہلوی پر کفر و ارتداد، بے دینی و بے ایمانی کی سخت بارش کی گئی ہے۔ العیاذ باللہ

احمد رضا خان خواجہ صاحب کی نظر میں:

خواجہ حسن نظامی نے احمد رضا خان کا بڑا خوب صورت خاکہ ۱۹۲۲ء میں کھینچا تھا۔ ظرافت طبع کے لیے اس اشاعت میں شامل کیا جا رہا ہے۔

”درمیانہ قد، دبلا بدن، گندمی رنگ، گنجان اور بڑی داڑھی، متین اور سنجیدہ چہرہ، ستر برس کی عمر میں انتقال کیا۔ بریلی میں رہتے تھے۔ بہت با اثر عالم مانے جاتے تھے۔ صوفیانہ مشرب تھا۔ رنگوں، ہلکتے، بمبئی، کراچی وغیرہ میں ان کے مرید اور معتقد ہیں۔ صوفیوں اور وہابیوں کے اختلافی مسائل پر بہت بڑا ذخیرہ کتابوں کا چھوڑ گئے۔ دیوبندی گروہ کے سب سے بڑے حریف تھے۔ کفر کا فتویٰ دینے میں بڑی مہارت تھی۔ ایک شخص کو ایک گناہ کے عوض کئی کئی ہزار کے کفر کے فتوے دیتے تھے اور عجیب و غریب باریکیاں کفر سازی کی ان کے ذہن میں آتی تھیں۔ مسئلہ خلافت سے ان کو اختلاف تھا۔ انتقال کے قریب ان کے اخلاف مسلمانوں میں بہت چمچا ہو گیا تھا اور مولانا اشرف علی کی طرح ان کے مرید اور معتقد بھی اختلاف خلافت کے سبب ان سے برگشتہ ہو گئے تھے۔“

(خواجہ حسن نظامی - خاکے اور خاکہ نگاری: ص ۱۰۹)

باب (۱۱)

مجلس احرار اسلام کے ارکان

اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ دہلوی، سرحدی گاندھی عبدالغفار خان، پشاور، امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی، سببان الہند مولانا احمد سعید دہلوی کی پرزور تکفیر

تجانب اہل سنت: ص ۴۵۳ میں ہندوستان کی اسلامی انجمنوں اور جماعتوں کی تکفیر کی گئی ہے۔ اس میں مجلس احرار اسلام کا ساتواں نمبر ہے۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام اور موصوف الصدر بزرگان ملت کو جن مہذب الفاظ میں یاد کیا گیا ہے وہ رضا خانیت کی تہذیب و شرافت کا ایک روشن منارہ ہے۔

(۱) ”فرقہ احرار اشرار بھی فرقہ نیچریت کی ایک شاخ ہے۔ اس ناپاک فرقے کے بڑے بڑے مکلفین یہ ہیں: ملکی جی امام الخوارج مبلغ وہابیہ ایڈیٹر انجم عبدالشکور کاکوروی، صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجدھیا باشی، شبیر احمد دیوبندی، عطاء اللہ بخاری، حبیب الرحمن لدھیانوی، احمد سعید دہلوی، نائی عن الاسلام کفایت اللہ شاہ جہان پوری، عبدالغفار خان سرحدی گاندھی۔ اس فرقہ کا سرغنہ ابوالکلام آزاد ہے جو امام الاحرار کہلاتا ہے۔ مرتد عبدالشکور ایڈیٹر انجم خارجی کاکوروی کے عقاید خبیثہ کی تفصیل بازغ مع رد بالغ..... ملاحظہ ہو۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۱۶۰)

(۲) ”بہر حال جو شخص احراریوں کے ان ناپاک اقوال ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے قائلین کے قطعی یقینی کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ یہ حکم شریعت قطعاً یقیناً

کافر مرتد ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۱۷۷)
 (۳) ”ان ناپاک ملعون عبارتوں میں دین سے آزاد مسٹر ابوالکلام مرتد
 نے صاف صاف بک دیا۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۱۶۸)
 (۴) ”امام الوہابہ اسماعیل دہلوی کی عبارت کفریہ سے جو ناپاک مطلب
 کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا مرتد ابوالکلام آزاد نے قطعاً یقیناً التزام کیا، اس کا
 ماننے والا اور ایسا کہنے والا قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو ابدی
 حاکم و خاسر ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۱۷۶)

اور اسی کتاب تجانب اہل سنت کے صفحہ ۸۹، ۱۶۳، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۷
 میں امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کو ”مرتد ابوالکلام آزاد“ کے مہذب لفظ سے
 یاد کیا گیا ہے۔

اور مظاہر الحق الاجلی از مولوی حشمت علی کے صفحہ ۴۷ میں یہ الفاظ مندرج ہیں:
 ”اور کافر المرتدین امام الاحرار مسٹر ابوالکلام آزاد..... اور اسی غبیث مقصد
 کو حاصل کرنے کے لیے ان کے چیلے لیڈران ناپاک کفار احرار شرار زور
 لگا رہے ہیں۔“

(۴) ”ظاہر ہے کہ مرتد ابوالکلام آزاد کے عقاید نیچر یہ میں جو لوگ موافق
 ہیں وہ سارے کے سارے ملحدین نیاچرہ اور مرتد حسین احمد اجدوہیا باشی
 کے معتقدات دیوبندیہ میں جو لوگ موافق ہیں وہ سارے کے سارے
 مرتدین دیوبندیہ خواہ مسلم لیگ کے موافق ہوں یا مخالف، کانگریس کے
 موافق ہوں یا مخالف، بہر حال یہ حکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہیں۔
 بہر حال ان کی نماز نمازہ میں شریک ہونا، ان کو مسلمانوں کے قبرستان
 میں دفن کرنا حرام ہے۔“ (اجمل انوار الرضا: ص ۲۵)

(۵) ”ان دونوں عبارتوں سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے۔ وہابیہ
 دیوبندیہ و گاندھویہ کے باہمی بخوائے شیطانیہ سے ناکئی عن الاسلام کفایت
 اللہ شاہ جہان پوری صدر جمعیۃ الوہابہ الگاندھویہ دہلی کے ناپاک فتوے
 کے مطابق سیرت کمیٹی قائم کی گئی۔“ (راز سیرت کمیٹی: ص ۳۸)

مولوی محبوب علی خان صاحب خطیب جامع مسجد مدین پورہ بمبئی نے ایک کتاب
 ”برق خداوندی“ نامی لکھی ہے۔ کتاب کیا ہے؟ گالیوں اور لعنتوں کا آشیانہ اور
 بدکلامیوں و بدزبانیوں کا خزانہ ہے۔ اس میں از اول تا آخر جملہ اکابر دیوبند بالخصوص
 امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی مدظلہ العالی کی شان عالی میں ایسے
 گندے و گھناؤنے رکیک و خراب الفاظ استعمال کیے ہیں جس کو دیکھ کر شرم و ندامت،
 حیا و غیرت کو بھی پسینہ آ جاتا ہے اور حیرت زدہ ہو کر کہتی ہے اللہ اکبر! یہ جبہ و دستار، یہ
 تسبیح و مصلیٰ، یہ شکل و صورت اور یہ زبان کی درازی اور اخلاق کی کوتاہی جس کی نظیر
 و مثال، علم و فضل، اخلاق و شرافت کی دنیا میں تلاش بسیار کے بعد بھی نہیں مل سکتی۔ اسی
 کتاب میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی کو ان الفاظ سے
 یاد کیا گیا ہے:

(۱) ”حسین احمد اجدوہیا باشی نے کتنے جھوٹ بولے..... اجدوہیا باشی کو
 یہ فریب کاری، مکاری، عیاری و دجال کرنے کی کیا ضرورت پڑی اور
 اجدوہیا باشی جی کذاب، دجال، مکار، عیار اور مستحق لعنت جبار ہوئے۔“
 (برق خداوندی: ص ۵)

(۲) ”اجدوہیا باشی کذاب و دجال مکار ملعون غدار ہوئے..... دیوبندیوں
 کا شیخ الاسلام اتنا کذاب و دجال ہوا کرتا ہے۔“ (برق خداوندی: ص ۶)

اس کتاب میں امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب مدظلہ العالی کو بلا وجہ و بلا
 سبب اپنی گالیوں کا آماج گاہ بنایا ہے۔ تمام کتاب آپ ہی کی برائیوں سے بھری پڑی
 ہے۔ صرف دو صفحے میں آپ کے بارے میں یہ الفاظ لکھے گئے ہیں:

(۱) ”آپ ٹھیک کافر مرتد ہوئے۔“ (۲) ”آپ کھلے ہوئے کافر مرتد
 ہوئے۔“ (۳) ”آپ ذلیل کافر مرتد ہوئے۔“ (۴) ”آپ اشد کافر
 مرتد ہوئے۔“ (۵) ”آپ اقراری کافر مرتد ہوئے۔“ (۶) ”آپ کافر
 مرتد ہوئے۔“ (برق خداوندی: ص ۴۴-۱۴۳)

شاہ ابن سعود مرحوم

بادشاہ حجاز والی مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ

اور عام نجدی مسلمانوں کی پرزور تکفیر

شاہ ابن سعود رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان و اسلام کے صحت و کمال کے لیے یہی دلیل کافی سے زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً تیس برس تک حجاز مقدس بالخصوص حرمین شریفین اور اس کے محترم باشندوں اور حجاج کرام کی خدمت کی سعادت نصیب رہی۔ آپ نے ان مقامات مقدسہ اور اس کے رہنے والے سعادت مند مسلمانوں و حجاج کرام کی خدمت بڑی خوش اسلوبی سے انجام دی اور وہاں امن و امان، سکون و اطمینان، آرام و راحت، مسرت و شادمانی کی ایسی بہار آفریں فضا پیدا کر دی ہے جس کی مثال دنیا کے بڑے بڑے مہذب ملکوں میں بھی نہیں مل سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شاہ ابن سعود کی یہ مخلصانہ خدمات ایسی پسند آئیں کہ اگرچہ شاہ موصوف دار فانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہو گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)، لیکن حجاز و نجد کی حکومت، حرمین شریفین کی خدمت، ان کے خان دان ہی میں باقی رکھی۔ آج حجاز عرب کی حکومت کی باگ ڈور ان کے بڑے بیٹے شاہ سعود اید اللہ تعالیٰ بنصرہ سنبھالے ہوئے ہیں (۱) اور وہ ماشاء اللہ اپنے والد مرحوم کی اچھی روایات کو قائم رکھتے ہوئے حرمین شریفین اور اس کے مقدس باشندوں، حجاج کرام کی بہترین خدمات کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ ایسے مومن کامل، دیانت دار، خادم دین و ملت، مجاور حرمین

(۱) مولانا نور محمد مظاہری رحمہ اللہ نے جب یہ کتاب تالیف کی اس وقت شاہ سعود بادشاہ تھے۔ اب اس ایڈیشن کے وقت شاہ عبداللہ ابن عبدالعزیز خادم حرمین شریفین ہیں۔ (ابونا فتح)

خانقاہ گولڑہ شریف، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

علمائے دیوبند

حضرت پیر صاحب کے پاس ایک شخص آیا اور سوال کیا کہ آپ مولوی قاسم صاحب کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟ حضرت پیر صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا:

”تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو؟“

سائل نے عرض کیا: جی ہاں! انہیں کے متعلق۔

حضرت پیر صاحب نے فرمایا:

”وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔“

(اسوۃ اکابر: ص ۲۸)

ضلع جھنگ کا ایک مولوی، علمائے دیوبند کی مخالفت کرتا تھا۔ حضرت کشمیری حضرت مدنی اور حضرت شاہ جی (بخاری) اور دوسرے علمائے دیوبند کا نام لے کر کافر کہتا اور عام اجتماعات میں ان حضرات پر لعنت کرتا تھا۔ اس معاملے میں ایک صاحب کے سوال پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے فتویٰ تحریر فرمایا:

”الجواب! اشخاص مذکورین مومن ہیں اور جو شخص مومن کو کافر

کہے اور اس پر لعنت کرے وہ کفر و لعنت اسی پر ہوگی۔“

(علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب: ص ۳۱)

شریفین، شاہ اسلام حضور ابن سعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان عالی میں جو مہذب الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اس کو صبر و تحمل کے ساتھ ملاحظہ کیجیے۔

پہلے تو اسی کتاب تجانب اہل سنت کے صفحہ ۲۵۷، ۲۵۹ میں شاہ ابن سعود والی حجاز کو ”ابن سعود خذله المملک المعبود“ اور ”ابن سعود قبحه المملک الودود“ جیسے قبیح الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ لکھتے ہیں کہ

(۱) ”کفار نجد کے اس مجموعہ خبیثہ میں اور بھی بہ کثرت کفریات قطعیہ و ارتدادات یقینیہ اہل گھلے پھر رہے ہیں، مگر آدمی کے کافر و مرتد ہو جانے کے لیے معاذ اللہ ایک ہی کفر و ارتداد بس ہے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۲۶۳)

(۲) ”بہر حال شک نہیں کہ وہابیہ نجد یہ علیہم الملعونہ السرد یہ اپنے ان عقاید کفریہ قطعیہ کے سبب بہ حکم شریعت قطعاً یقیناً کافر و مرتد اور بے توبہ مرے تو مستحق نارابد ہیں۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۶۳-۲۶۳)

(۳) ”جب ملحدین نجد اپنے کفریات ملعونہ قطعیہ کو صحیح و درست مانتے ہوئے عقیدہ شفاعت پر اپنا ایمان بھی بتاتے ہیں تو بہ حکم شریعت مطہرہ خود اپنے ناپاک فتوے سے بھی کافر و مرتد ہو گئے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۲۶۷)

(۴) ”آپ کو معلوم ہوا کہ دیوبندی و نجدی دونوں ایک ہی طرح کے عقاید کفریہ رکھتے ہیں۔ کفر و ارتداد میں دونوں ایک دوسرے کے سنگ بھائی ہیں۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۶۸)

اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۹ تا صفحہ ۲۶۹ تک نجدیوں کو مندرجہ ذیل مہذب الفاظ سے یاد کیا گیا ہے:

(۱) ملاعنہ نجد (۲) کفرہ نجد (۳) مردہ نجد (۴) مرتدین نجد (۵) بے دینان نجد (۶) ملاحدہ نجد (۷) ابائہ نجد (۸) نجدی مرتدوں۔

مولوی حشمت علی نے صرف شاہ ابن سعود اور ان کے ہم مذہب عالم نجدیوں ہی کے کفر و ارتداد پر قناعت نہیں فرمائی بلکہ اس میں یہ شدت و غلظت اختیار کی ہے کہ جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر و مرتد، بد دین و بے ایمان ہے۔ اس تکفیری منظر کو بھی مولوی حشمت علی ہی کے روشن پشت آئینے میں ملاحظہ کیجیے۔

شاہ ابن سعود کے صاحب زادے کا استقبال کرنے والے امام مسجد زکریا (بہیمی) کی پر زور تکفیر:

شاہ ابن سعود کے ایک صاحب زادے ۱۳۵۹ھ/۱۹۳۹ء میں بہ غرض سیر و سیاحت بہیمی تشریف لائے تھے، حضرت مولانا احمد یوسف صاحب امام مسجد زکریا بہیمی نے ازراہ ہم دردی اور اخوت اسلام ان کا شاہانہ استقبال کرتے ہوئے ان کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا، بس اتنی سی بات پر رضا خانیت کے نام ور چوب دار اور مشہور علم بردار مولوی حشمت علی بالقابہ کی تکفیری پیشانی پر بل پڑ گئے اور غیظ و غضب سے رخ روشن سیاہ ہو گیا۔ بس اسی حالت میں آپ نے ایک عدد کفر نامہ تیار کر کے امام صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کر دیا اور وہ تکفیری سعادتوں سے سرفراز ہو گئے۔

اس کفر نامہ کا ایک نہاسا نام ”سل الصوارم الصمدیہ علی حلیف شیطا طین النجدیہ“ ہے۔ تجانب اہل سنت سے چند قابل ذکر عبارتیں درج ذیل ہیں:

(۱) ”امام زکریا مسجد بہیمی احمد یوسف نے مردود ابن سعود کے بیٹوں کا استقبال اور آداب بجالایا۔ حکومت نجدیہ و ابن سعود نجدی اور اس کے بیٹوں کی تعریف کی، نجدی مرتدوں کی مدح و ثنا میں قصیدے پڑھے گئے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۲۶۸)

(۲) ”امام مذکور نے صرف اپنے اعمال و اقوال سے غضب الہی کا

استحقاق کمانے، عرش الہی کے لرزائے، اسلام و سنت کو ڈھانے، مخلوق خدا کو لعنت خداوندی کی طرف بلانے، سنت سے روک کر بد مذہبی پر جانے ہی پر اکتفا کیا بلکہ اس نے حکومت شقیہ نجدیہ کی دعوت کو صحیح اور ایسی درست بتا کر جس میں کئی نقصان نہیں اور وہابیہ نجدیہ کو مسلمان ٹھہرا کر نجدی مرتدوں کے عقاید کفریہ کی بھی تحسین و تائید کی اور یہ حکم شریعت مطہرہ ایسا شخص کافر و مرتد ہو گیا۔" (تجانب اہل سنت: ص ۲۷۰)

اگر رضا خانیت کے چوب دار اعظم مولوی حشمت علی بالقابہ کے اس منحوس فتوے کو جو شاہ ابن سعود والی حجاز مقدس اور عام نجدی مسلمانوں بلکہ ان کے مسلمان ماننے والوں کے کفر و ارتداد میں دیا گیا ہے تسلیم کر لیا جائے تو اس کے نتیجے میں جو بھیانک منظر سامنے آتا ہے اس کو دیکھ کر اسلامی روح کانپ اٹھتی ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں عالم اسلام کے تمام مسلمان اور اسلامی ممالک کے تمام مسلم بادشاہان و تاج داران جو ابن سعود شاہ حجاز کو مسلمان اور ان کی حکومت کو حکومت اسلامیہ مانتے ہیں معاذ اللہ وہ سب کے سب کافر و مرتد ہو جائیں گے۔ اس سے بھی زیادہ غضب ناک صورت یہ ہوگی کہ جس کی نقل سے قلم کی زبان خشک ہو جاتی ہے اور اس کے حلق میں کانٹے پڑ جاتے ہیں، تاہم صبر و تحمل کے دامن کا سہارا لے کر عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حرمین طیبین یعنی مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ زادہا اللہ عز و شرفا کے رہنے والے وہ مقدس مسلمان جن کو بیت اللہ شریف اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس و جوار میں رہنے کی انمول سعادت و امتیازی کرامت حاصل ہے، اسی طرح سے ان مقامات مقدسہ کے لکھو کھا مقدس علمائے کرام مشائخ عظام جن کو اللہ و رسول کی بیش بہا مجاورت و صحبت کی سعادت اندوزی کے علاوہ علم و فضل، زہد و تقویٰ، پاک بازی و پاک طہنی کے ایسے مقدس اوصاف سے موصوف ہیں کہ جس کو دیکھ کر عالم قدس کے معصوم فرشتے بھی ان کی ہم نشینی کی تمنا رکھتے ہیں، اور ان کے جبہ و دستار پر اپنی جبین

نیاز کے رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، سوان مقامات متبرکہ کے ایسے نادر الوجود محترم و ممتاز ہستیاں بھی رضا خانیوں کے اس تکفیری فتوے سے معاذ اللہ کافر و مرتد، بد دین و بے ایمان ہو رہی ہیں۔ اس لیے کہ یہ تمام محترم حضرات شاہ ابن سعود کو مسلمان اور ان کی حکومت کو حکومت اسلامیہ بالیقین مانتے ہیں۔ ابھی اس تکفیری فتوے کے آتشیں اثرات و ظالمانہ کارنامے اسی حد تک پہنچ کر ختم نہیں ہوئے بلکہ یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب سے حکومت سعودیہ حجاز مقدس میں قائم ہوئی ہے اس وقت سے آج تک بے شمار تعداد میں جن مسلمانوں کو حج و زیارت کی شرافت و سعادت حاصل ہوئی ہے یا اس حکومت کے ماتحت آئندہ حج و زیارت سے مشرف ہوں گے وہ تمام مناسک حج و آداب زیارت معاذ اللہ نہ صرف ناجائز و باطل بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق بن جائیں گے۔ اس وجہ سے کہ جس قدر مسلمان مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ حج و زیارت کے لیے جاتے ہیں ان میں سے نہ تو کوئی ابن سعود شاہ حجاز کو کافر و مرتد سمجھتا ہے اور نہ ان کی حکومت کو کافرانہ حکومت۔ پس اس تکفیری فتوے کے پیش نظر جو ابن سعود اور ان کی حکومت کے کفر و ارتداد کے ثبوت میں رضا خانیت کے دربار سے صادر کیا گیا ہے:

”جو مسلمان اس حکومت سعودیہ کی موجودگی میں حج و زیارت سے مشرف ہوں گے یا آئندہ اس شرافت کو حاصل کریں گے وہ سب کا سب نہ صرف ناجائز و باطل ہی ہوگا بلکہ وہ خود بھی اپنے ایمان و اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔“ (۱)

(۱) ایمان ضائع کر دیا: اس فتوے کی رو سے رضا خانی اپنے ایمان کو بیٹھے۔ آج امت رضا خانی اپنے اعمال و افعال اور زکیر ضائع کر رہی ہے۔ رضا المصطفیٰ اعظمی اور حنیف بلوکا جیٹا اس معاملے میں مال کمانے کے لیے سب سے آگے ہے۔ حالانکہ اس فتوے کی رو سے نہ ہی حج ہو رہا ہے اور نہ ہی حرمین شریفین جانا جائز ہے۔ (ابونا فتح)

رضا خانیوں کے نزدیک مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کے تمام معلمین و مطوفین کافر و مرتد ہیں:

چوں کہ رضا خانیوں کے نزدیک معاذ اللہ شاہ ابن سعود مرتد اور ان کی حکومت مرتدوں کی حکومت ہے، اس لیے ان کے تمام انتظامات ملکی و خدمات ملی سب کے سب ناجائز و باطل ہیں۔ اس بنیاد پر حکومت سعودیہ کی جانب سے مراسم حج کے ادا کرنے اور سکھلانے کے لیے مطوفین و معلمین کا جو تقرر ہوتا ہے وہ بھی ناجائز و باطل ہوگا اور چوں کہ ان معلمین و مطوفین کا مقدس گروہ شاہ ابن سعود اور عام نجدی مسلمانوں کو مسلمان و مومن سمجھتا ہے، اس لیے اس رسوائے عالم تکفیری فتوے سے یہ مقدس گروہ بھی معاذ اللہ کافر و مرتد ہے۔ لہذا ان حضرات کے سکھلانے اور بتلانے ہوئے حج و زیارت کے مراسم و ارکان بھی ناجائز و حرام ہوئے۔ غرض یہ کہ جب سے حکومت سعودیہ قائم ہوئی اور آئندہ جب تک قائم رہے گی اس وقت تک رضا خانیوں کے نزدیک نہ کسی مسلمان کا حج درست ہے نہ زیارت نہ اسلام سلامت ہے نہ ایمان، بلکہ ان مقامات مقدسہ کے رہنے والے محترم مسلمان بھی شاہ ابن سعود کو مسلمان ماننے کی وجہ سے دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔ العیاذ باللہ

جب تک کہ نہ دیکھا تھا قد یار کا عالم
میں معتقد فتنہ محشر نہ ہوا تھا

باب (۱۳)

ممانعت حج کا فتویٰ

حکومت سعودیہ نجدیہ کی موجودگی میں کسی مسلمان پر حج فرض نہیں ہے:

چوں کہ رضا خانیوں کے نزدیک شاہ ابن سعود معاذ اللہ ایسے کافر مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ اس وجہ سے حرمین طیبین (مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ) کے رہنے والے وہ تمام مقدس مسلمان اور معلمین و مطوفین بھی شاہ ابن سعود کے مسلمان ماننے کی وجہ سے دائرۃ اسلام سے خارج ہو گئے۔ اسی طرح بے شمار مسلمانوں کا طواف و حج اور زیارت روضہ اقدس بھی نہ صرف ناجائز و باطل ہو گیا بلکہ ان حجاج کرام کے ایمان و اسلام میں بھی لالے ورختے پڑ گئے اور نیکی برباد گناہ لازم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب بالقاب نے بڑی جرأت و جسارت سے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ جب تک مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں حکومت سعودیہ نجدیہ موجود رہے اس وقت تک کسی مسلمان پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، چہ جائے کہ اس کی عدم ادائے گی سے گناہ لازم ہو۔ چنانچہ آپ نے اس مضمون پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ جس کا نام ”تسویر الحجة لمن یجوز التواء الحجة“ ہے اور مطبع اہل سنت والجماعت بریلی میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ اس کی چند قابل تذکرہ عبارتیں درج کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے خان صاحب نے حسب عادت شاہ ابن سعود کے بارے میں ایک بے بنیاد مفروضہ اپنے دماغ و ذہن سے یہ تراشا کہ ابن سعود کی حکومت میں بد امنی و غارت گری اور قتل و خون کا بازار گرم ہے، اس لیے کسی مسلمان پر حج فرض نہیں

ہے۔ حالاں کہ اس سے زیادہ بڑا جھوٹ اس دنیا میں کبھی بھی نہ بولا گیا ہوگا۔ سنیے وہ لکھتے ہیں کہ

(۱) ”یہ تو کسی سے مخفی نہیں کہ نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک جانتی ہے اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ خبیثہ اور ان کا قتل و نہب مسلمین کا عادی ہونا ہی مسلمانوں کے ان سے خوف ضرب و نہب و قتل و غارت کا کافی ذریعہ ہے اور جب کہ وہ سب ان خبیثانے کر کے دکھا دیا جس کی ان کے اس ملعون عقیدے سے قوی امید ہو سکتی تھی، اب تو عدم امن پر یقین کامل ہو گیا۔ جب ظن غالب ہی سقوط فرضیت یا عدم لزوم ادا کے لیے کافی ہے کہ ظن غالب فقہیات میں ملحق بالیقین ہے تو یقین کامل تو اس سے بھی اعلیٰ ہے۔ اب فرضیت حج یا لزوم ادا کا حکم کیوں کر ہو سکتا ہے؟“ (تنویر الحج: ص ۱۰)

(۲) ”جب یہ معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں اور بہ جزم یقین کہتے ہیں کہ آج جب کہ حجاز مقدس میں ابن سعود منحوس و نامسعود و مخذول و مضر و دود و درد اور اس کے ہم راہیان نامحمود کا نخس و درد ہے اور حسب بیان سائل فاضل و دیگر کثیر حضرات حجاج و افاضل امان مفقود ہے، فرضیت ساقط ہے یا ادائے غیر لازم ہے۔“ (تنویر الحج: ص ۹)

(۳) ”تو یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر دفع شر اشرار نام ناممکن ہو تو کسی کے نزدیک بھی اس وقت حج کرنا فرض نہیں رہتا اور ہر وہ شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور پہلو میں دل اور دل میں ذرا سا انصاف اور چہرے پر آنکھیں اور آنکھوں میں حق کی روشنی اور کانوں میں قوت سمع موجود ہے، دیکھتا سنتا سمجھتا اور اعتراف کرتا ہے کہ آج ان نجدیان نافر جام کے اس فتنے کی روک تھام حاجیوں سے ممکن نہیں ہے تو کس طرح ان پر حج کرنا فرض ہوگا؟“ (تنویر الحج: ص ۱۲)

(۴) ”ہمارے اس واضح بیان روشن تبیاں سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جو اس

بدت تک حج نہ کریں گے بہ عونہ و کرمہ تعالیٰ فتنہ ملعونہ نجدیہ کا استیصال ہو اور استیصال فتنہ سے پہلے ان کا وقت آجائے گا وہ آثم (گناہ گار) نہیں مریں گے۔ جب کہ اس فتنہ ملعونہ سے پہلے ان پر حج فرض نہ ہو گیا اور انہوں نے وقت ادا نہ پایا ہو کہ اس فتنے کے بعد سے جب تک یہ فتنہ رہے۔ ان پر معلوم ہو چکا کہ فرضیت حج یا لزوم ادا ساقط ہے۔ گناہ تو جب ہو کہ ان پر واجب بھی ہوا ہو، نہ ان کے نزدیک وہ گناہ گار ہیں۔“

(تنویر الحج: ص ۲۱)

(۵) ”گرمی برادران! یہ تو آفتاب نصف النہار کی طرح ہر ذی عقل پر روشن اور آشکارا ہو گیا کہ ان دنوں آپ پر حج فرض نہیں یا ادا لازم نہیں۔“ (تنویر الحج: ص ۲۳)

اس کے بعد مولوی حشمت علی جو ”مظہر اعلیٰ حضرت“ کہلاتے ہیں وہ مذکورہ بالا فتوے میں کچھ اضافے کے ساتھ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ جب تک حجاز مقدس میں حکومت سعودیہ موجود رہے اس وقت تک کوئی مسلمان نہ حج بیت اللہ کرے اور نہ زیارت روضہ اقدس۔ بلکہ یہ وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد کوئی کٹر و متعصب و متشدد و رضا خانی اس کی جانب سے حج بدل ادا کر دے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ

”ماواقف عوام و ضعفاء اہل اسلام جن کے اسلام و سنیت پر فتنے کا خطرہ ہو ان کو یہی حکم شرعی ہے کہ تاخیر (حج) کریں اور وصیت کر جائیں کہ ان کے بعد ان کے مال سے ان کی طرف سے کوئی مصلوب فی الدین سنی مسلمان (یعنی رضا خانی) حج بدل ادا کر دے۔“

(فتویٰ مندرجہ کتاب برق خداوندی: ص ۱۶۰)

جب مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب کے فتوے کے مطابق حکومت سعودیہ نجدیہ کی موجودگی میں کسی مسلمان پر نہ حج فرض ہے نہ ادا لازم، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسی حالت میں مرجائے تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ اب اس صورت میں مولوی

توہین رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور

رضا خانیت

بریلوی فرقے کے علم برداروں نے اپنے اس دردناک طریقے و تباہ کن طرز عمل تکفیر مسلمین اور ممانعت حج سے اسلامی دنیا میں جو فتنہ عظیم و کبرام پھا کر دیا ہے اس کی مثال عہد جاہلیت میں بھی نہیں ملتی۔ اس ناپاک و دل آزار رویے نے توہین رسول اور آپ کے قلب مبارک کی ایذا رسانی و تکلیف دہی کا ایسا خوف ناک و بھیانک منظر پیش کیا ہے جس کے تصور ہی سے ایمانی روح اور اسلامی جذبہ عرق انفعال میں غرق ہو جاتا ہے۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے والوں کے لیے جو سزائیں تجویز فرمائی ہیں اس کے لیے رضا خانی سپاہیوں اور سپہ سالاروں کو تیار رہنا چاہیے۔ اس کو بھی مولوی احمد رضا خان صاحب کی زبان سے سنئے:

”واللہ واللہ! جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی

لعنت۔ اس کے لیے نختی کا عذاب، شدت کی عقوبت۔ آیت

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا

بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے

لعنت فرمائی دنیا و آخرت میں اور ان کے لیے بنا رکھا ہے ذلت والا

عذاب۔“ (الکوئۃ الشہابیہ، مطبوعہ بریلی، بار سوم، ص ۳۱)

حشمت علی کا اپنے فتوے میں ”ناواقف عوام و ضعفائے اہل اسلام“ اور ”وصیت کر جائیں“ کی قید لگا کر پہلے فتوے کی مخالفت کرنا ایک نفسانی غرض پر مبنی ہے، اس لیے کہ اس فرقے میں آپ سے زیادہ نہ کوئی متصلب ہے نہ متعصب، نہ تشدد ہے نہ متحیر، نہ کوئی کٹر ہے نہ پھلکڑا، اس لیے بہر صورت آپ ہی کی ذات شریف اس وصیت خاص کے لیے موزوں و مناسب ہے۔

آشیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض

گھر الہی مرے صیاد کا آباد رہے

جب پہلے فتوے کے رو سے حکومت سعودیہ نجدیہ کی موجودگی میں کسی مسلمان پر نہ حج فرض ہے نہ ادا لازم تو ایسی صورت میں مولوی حشمت علی کا ناواقف عوام اور ”وصیت کر جائیں“ کی قید لگا کر اپنے علم و فضل کی بڑی ہانڈی کو چوراہے پر پھوڑ کر اغراض نفسانی کا علی الاعلان مظاہرہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ آج تک جس قدر عام رضا خانیوں اور اس فرقے کے چھوٹے بڑے مولویوں بالخصوص مولوی حشمت علی نے بھی جو حج کیسے ہیں وہ سب کے سب ناجائز و باطل بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق ہوئے (۱)۔

(۱) شاہ احمد نورانی اور عبدالستار خان نیازی کو تو میں نے خود دیکھا ہے کہ حج کے موقع پر مسجد نبوی شریف میں اپنا نماز جماعت کے بعد آکر کراتے تھے۔ سلام محن سے پڑھتے تھے، فرماتے تھے کہ اندر جانے کی ہمت نہیں ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اندر والے (صلی اللہ علیہ وسلم) قبول نہیں فرماتے۔ ان کے تمام حج اس فتوے کی رو سے نہ صرف یہ کہ نہیں ہوئے بلکہ خلاف اسلام کرنے کی وجہ سے گناہ کبیر کے مرتکب الگ ہوئے۔ (محمد طیب)

رضا خانی فرقتے میں زیادتی لعنت کے سبب کا انکشاف:

چوں کہ یہ فرقہ تکفیر مسلمین، ممانعت حج اور اپنے دیگر بدکرداریوں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی و تکلیف دہی میں پیش پیش ہے اس لیے حسب بیان قرآن مجید و تائید اعلیٰ حضرت بریلوی اس فرقے میں لعنت کی آمدنی اور پیداوار زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرقے کے سرغنے اور علم بردار اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے بڑی فیاضی اور زیادتی سے اس چار حرنی تحفے کو تقسیم کرتے ہیں۔ خصوصیت سے اس فرقے کے نقیب اعظم مولوی حشمت علی کے دہان مبارک سے تو یہ چار حرنی پھول اتنے زیادہ جھڑتے ہیں کہ لوگ ان کو ”شیر پیچہ لعنت“ کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ بہر حال اس فرقے میں اس لعنتی مد کے زیادتی خرچ اور کثرت استعمال کو دیکھ کر جو لوگ حیرت میں تھے آج مندرجہ بالا تحریر سے وہ حیرت دور ہو گئی اور یہ سربستہ راز کھل گیا کہ یہ خرچ خاص اپنی بالائی آمدنی کے مطابق ہے۔

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتا راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

رضا خانیوں کے توہین رسول کا دوسرا نمونہ:

اس رضا خانی فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ کائنات عالم میں اس وقت جس کسی کو عزت و بلندی، عظمت و سرفرازی حاصل ہے یا آئندہ کسی کو حاصل ہوگی وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دو سخا، فیض و عطا، کرم و بخشش ہی کا نتیجہ ہے، کیوں کہ آپ ہی تمام عالم کے با اقتدار حاکم مطلق، مختار کل، متصرف کامل ہیں۔ جس کو چاہیں دیں اور جس سے چاہیں چھین لیں۔ آپ کے تصرف و حکم کا نہ کوئی روکنے والا ہے نہ پھیرنے والا۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اس عقیدے کا اس طرح اظہار کرتے ہیں:

”اور نصوص متواترہ اولیائے کرام وائمہ عظام و علمائے اعلام سے مبرہن

ہو چکا ہے کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت تک، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک و انسان، جن یا حیوان بلکہ ماسوائے اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی، اس کی کلی انہیں کے صباے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی۔ انہیں کے ہاتھوں پر بنی اور بنتی ہے اور بنے گی۔“ (جزاء اللہ عدوہ: ص ۲۳)

اور ان کے مرید خاص مولوی امجد علی اعظمی صاحب لکھتے ہیں کہ ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عز و جل کے نایب مطلق ہیں، تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا، جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہاں میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہاں ان کا محکوم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے، ملکوت السموات والاارض حضور کے زیر فرمان، جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دیدی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطا کیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت، حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے۔“

(بہار شریعت، طبع ششم: ج ۱، ص ۲۲)

یہ روز روشن کی طرح سب کو معلوم ہے کہ اسلامی حکومت بجائے خود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ خصوصیت سے حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی اسلامی حکومت تو ایسی بیش بہا نعمت اور امتیازی عزت ہے کہ جو اس رتبہ بلند سے سرفراز ہو جائے گا وہ رہتی دنیا تک اپنی اس سربلندی پر ناز و فخر کرے گا۔ رضا خانیت کے مندرجہ بالا عقیدے کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نظر مبارک نے نجد و حجاز اور مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی حکومت و خدمت کے لیے شاہ ابن سعود اور ان کے خان دان ہی کو منتخب فرمایا ہے۔ ازراہ کرم گستری اور ذرہ نوازی اللہ کے گھر اور اپنے شہر کی حفاظت و خدمت کی تمام تر ذمہ داری

ابن سعود کو مرحمت فرما کر ان کی عزت و عظمت، ایمان و اسلام میں چار چاند لگا دیے ہیں، تو اس کے ساتھ ہی اس کا بھی اظہار فرما دیا ہے کہ ابن سعود ہمارا پسندیدہ اور پیارا خادم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شہر اور اللہ کے گھر کی حفاظت و خدمت کے لیے کسی کافر و مرتد کو نہ منتخب کر سکتے ہیں نہ اس سے اپنی رضا مندی و پسندیدگی کا اظہار فرما سکتے ہیں۔ اس صورت میں رضا خانیوں کا ابن سعود کو کافر و مرتد کہنے کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو ان مقامات مقدسہ کی حکومت و خدمت مرحمت فرما کر اس کے ایمان و اسلام کی صحت و کمال پر اپنی پسندیدگی اور رضا مندی کی مہر ثبت کر دی ہے تو ایسے مومن کامل و محبوب رسول کی تکفیر کر کے آپ کی پسند و انتخاب، رضا و مشیت پر ضرب کاری لگائی جا رہی ہے اور اپنے اس تکفیری طرز عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب و بخشش کو غلط و نامناسب ظاہر کر کے آپ کی سخت توہین و تحقیر کی جا رہی ہے۔ حالاں کہ اس فرقے کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ

”حضور کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر

ہے۔“ (بہار شریعت: ج ۱، ص ۲۲)

چوں کہ رضا خانیت کے علم برداروں نے شاہ ابن سعود والی مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کی دیدہ و دانستہ تکفیر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و عمل، رضا و مشیت، انتخاب و بخشش کی سخت توہین و تحقیر کی ہے، اس لیے مندرجہ بالا فتوے کے پیش نظر یہ رضا خانی فرقہ بھی اسلام سے خارج ہو گیا۔

نہ خوش ہو دیکھ کر آوارہ پروانوں کی لاشوں کو
کبھی اے شمع تیری لاش بھی محفل سے نکلے گی

توہین رسول کا تیسرا نمونہ:

اگر رضا خانیوں کا وہ رسوائے عالم تکفیری فتویٰ جو شاہ ابن سعود اور عام نجدی

مسلمانوں کے بارے میں دیا گیا ہے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کا یہ لازمی نتیجہ ماننا ضروری ہوگا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ رضا و رغبت، بہ خوشی و مسرت ایک عرصہ دراز سے ابن سعود جیسے کافر و مرتد کی کافرانہ حکومت اور اس کے نظام باطل کے تسلط کو قبول اور پسند کر رکھا ہے۔ اسی کے زیر سایہ اپنی مبارک زندگی اس طرح سے گزار رہے ہیں کہ اس کافرانہ حکومت کی تمام تر معصیت کاریوں و بدکاریوں کو بہ چشم خود ملاحظہ کر رہے ہیں اور اپنے حاکمانہ اقتدار کو حرکت میں لا کر اس کو نیست و نابود، تباہ و برباد نہیں کر دیتے۔ حالاں کہ یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی تمام برائیوں و عیبوں سے پاک و منزہ ہے۔ اس کے باوجود رضا خانیوں کی یہ افترا پر دازی شان عالی میں ایسی کھلی ہوئی توہین و تنقیص ہے کہ جس کی سزا دہی قادر و توانا خدا دے گا، جس کے قبضہ و قدرت میں ”سب کچھ“ ہے۔ کیوں کہ یہ سب کو معلوم ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس ظاہری اور دنیاوی پاک زندگی میں کبھی بھی کافرانہ حکومت اور اس کے نظام باطل کو قبول کرنا یا اس کے زیر سایہ زندگی گزارنا تو درکنار بلکہ اس کو اتنا مذموم و خراب سمجھا کہ اس کے منحوس سائے کو دور کرنے کے لیے اپنی بے سرو سامانی کے باوجود کافروں کی مضبوط طاقتوں اور فولادی قوتوں سے ٹکرا گئے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک کم زور و بے سرو سامان نے اس باطل و کافر حکومت کی اہنی طاقتوں سے اس بے جگری و بہادری کے ساتھ جنگ کی، اگرچہ خود ذات گرامی خون میں نہا اٹھی اور زخموں سے چور چور ہو گئی، اس کے علاوہ نہیں معلوم کتنے اپنے جگر گوشوں اور پیاروں کو اس قربان گاہ پر چڑھا کر جام شہادت پلا دیا، لیکن کسی کافر کی حکومت اور تسلط باطل کو قبول نہیں کیا۔ بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چند سالہ جدوجہد، جنگ و جہاد کا یہ نتیجہ ہوا کہ کفر و ارتداد اور اس کا استیلا باطل، ابر و باختہ و شکست خوردہ ہو کر جزیرہ عرب سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا۔

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں:

رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت بریلوی بھی یہ مانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارکہ میں اسی دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ

(۱) انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے، ان پر تصدیق وعدۃ الہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت ظاہری ہوتی ہے، پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فر دی جاتی ہے، اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں، ان کا ترکہ بائناٹہ جائے گا، ان کی ازواج کو نکاح حرام، نیز ازواج مظہرات پر عدت نہیں، وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے، نماز پڑھتے ہیں۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت: ج ۳، ص ۳۰)

(۲) اور اس فرقے کے مظہر اعلیٰ حضرت پہلی بھیتی بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ

”لا جرم علمائے امت کا اجماع و اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جمیع انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مظہرہ میں ایسے زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔ ان کی یہ زندگی دنیوی حقیقی حسی جسمانی زندگی ہے، جس میں مجاز کا شائبہ اور تاویل کا توہم بھی نہیں۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۱۰۵)

اس کے علاوہ کتاب بہار شریعت: ج ۱، ص ۷۱ مطبوعہ آگرہ اور کتاب برق خداوندی، مطبوعہ کانپور، ص ۳۶ میں بھی یہی عقیدہ مذکور ہے۔

جب رضا خانیوں کے بڑے اور چھوٹے دونوں حضرات کی تحریروں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اور قیامت تک اپنی قبر مبارکہ میں اسی دنیاوی حقیقی حسی جسمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں جس طرح دنیا میں تھے اور جس میں مجاز کا شائبہ اور تاویل کا توہم بھی نہیں اور سیرت نبوی کا ایک اجماعی و اتفاقی لیکن روشن پہلو یہ بھی ہے جس سے رضا خانیوں کو بھی انکار نہیں ہے کہ حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام تر یہ دنیاوی زندگی کافرانہ نظام و باطل حکومت کے توڑنے اور ہٹانے میں مصروف کر رکھی تھی، آپ نے ایک لمحے کے لیے کسی باطل

حکومت کے سائے میں رہنا گوارا نہیں فرمایا تھا، یہاں تک کہ کفر و ارتداد شکست کھا کر جزیرہ عرب سے نکل بھاگے اور سرزمین عرب پر محمدی پرچم لہرانے لگا، اسلام کی حکومت قائم ہوگئی اور آج ابن سعود اسی محمدی ترکے کا وارث بن کر نجد و حجاز و حرمین شریفین کی خدمت کی انجام دہی میں مصروف ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک یادگار کو تازہ کیے ہوئے ہے، جس مقدس رسول نے اپنی اس ظاہری اور دنیاوی زندگی میں جزیرہ عرب اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ پر کسی کافر و مرتد کی باطل حکومت کو ایک لمحے کے لیے کسی حال میں برداشت نہیں کیا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنی اس باطنی زندگی میں جو کسی طرح بھی یک سر مو اس ظاہری زندگی سے جدا نہیں ہے؟ حرمین طیبین پر کسی کافر و مرتد کی حکومت کو گوارا کریں گے؟ چہ جائے کہ اس کے زیر سایہ ایک عرصہ دراز سے اپنی پاک زندگی کے مبارک لمحات بہ رضا و رغبت بسر فرمائیں۔

الغرض رضا خانیوں نے اپنے تکفیری فتوے سے جو شاہ ابن سعود اور ان کے خان دان کے متعلق دیا گیا ہے حضرت رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن و صاف ستھری زندگی کو ایک کافر و مرتد کی حکومت کی پسندیدگی سے آلودہ کر دیا ہے اور اس کافرانہ نظام کی گوارگی و پسندیدگی سے شان اقدس کی ایسی کھلی ہوئی توہین و تنقیص ہے کہ جس کے تصور سے اسلامی جذبے میں لرزہ و رعب پیدا ہو جاتا ہے، لیکن یہ رضا خانی فرقہ تکفیر ابن سعود کے ذریعے توہین رسول جیسے سنگین جرم کا اس دلیری و بے باکی سے ارتکاب کر رہا ہے کہ جس میں ”احساس ندامت“ کا شائبہ تک نہیں ہے۔ افسوس کہ ان رضا خانی سرغنوں و پیش کاروں کی اسلامی برتری و ایمانی وضع داری کا یہ عالم ہے کہ توہین رسول جیسے بدترین جرم کو گوارا کر لیں گے، لیکن تکفیر مسلمین سے نہ منہ موڑیں گے نہ ہاتھ، اس کے باوجود عاشق رسول بھی ہیں اور محبت رسول کے دعویدار بھی۔ بہر حال یہ حضرات تکفیر ابن سعود کے پردے میں توہین رسول کا جو ارتکاب کر رہے ہیں تو اس صورت میں یہ لوگ بھی اسی کفر و ارتداد میں برابر کے حصہ دار ہیں، جس کو دنیا میں بڑی

فیاضی سے تقسیم کر رہے ہیں۔

جو رونا بھی ہے تو پھوٹیں گی آنکھیں
مجھے اب تو آنکھوں کا رونا پڑا ہے

تو ہیں رسول کا چوتھا نمونہ:

یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ رضا خانیوں کا ابن سعود شاہ حجاز کے کافر و مرتد بنانے کی وجہ سے تمام مسلمان و عمائدین عرب بالخصوص مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کے مقدس علمائے کرام و عام محترم مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق قطعی طور پر لازم آتی ہے تو ان تمام عمائد و علمائے عرب و حجاز کو کافر و مرتد، فاسق و بے ایمان کہنا ان سے سخت بغض و عداوت رکھنا اور ان کی کھلی ہوئی توہین و تذلیل کرنا ہے اور ان مقدس حضرات کی توہین و تذلیل ہو یا بغض و عداوت، تکفیر و تفسیق ہو یا سب و شتم، ان میں سے ہر ایک حسب فتویٰ اعلیٰ حضرت بریلوی کفر و ارتداد کا باعث اور دل آزاری رسول کا موجب ہے۔

اب خان صاحب بریلوی کا وہ جبروتی فتویٰ ملاحظہ کیجیے اور انصاف سے فرمائیے کہ اس فرقے کا اسلام میں کچھ حصہ ہے یا نہیں؟

(۱) غرض کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان کو (رضا خانیوں کو) تکفیر ابن سعود کی

وجہ سے (تمام عمائد و علمائے عرب و حجاز سے سخت بغض و عداوت ہے۔۔۔۔۔)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بُغْضُ الْعَرَبِ نِفَاقٌ

جو اہل عرب سے عداوت رکھے منافق ہے۔۔۔۔۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اہل عرب کو سب و شتم

کریں وہ خاص مشرک ہیں۔۔۔۔۔ مدینہ طیبہ کو جزیرہ عرب پر جس قدر

فضیلت ہے اسی قدر ان کی (رضا خانیوں کی تکفیر ابن سعود کی وجہ سے)

عداوت و بدخواہی کو اہل مدینہ کے ساتھ زیادت ہے اور حضور سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے

گا مگر یہ کہ ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔۔۔۔۔ جو مدینہ والوں کو ایذا

دے اللہ تعالیٰ اسے مصیبت میں ڈالے اور اس پر خدا اور فرشتوں اور

آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض۔۔۔۔۔

(النبی الاکید: مطبوعہ بریلی، طبع سوم: ص ۲۹-۲۸)

غرض یہ کہ رضا خانیوں کا وہ تکفیری فتویٰ جو شاہ حجاز و نجد ابن سعود و عام نجدی مسلمانوں کے متعلق دیا گیا ہے وہ عرب بالخصوص مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کے مقدس مسلمانوں کی ایذا رسانی کا باعث، بغض و عداوت اور سب و شتم کی انتہائی صورت ہے، اس لیے یہ رضا خانی فرقہ اپنے ہی امام و پیشوا کے فتوے کے مطابق نہ صرف خدا و رسول، انسان و فرشتے کی لعنتوں کا مستحق ہے بلکہ بارگاہ خداوندی میں نہ اس کا کوئی فرض عمل قبول ہے نہ نفل۔

یہ کہہ کے آخر شب شمع ہو گئی خاموش
کسی کی زندگی لینے سے زندگی نہ ملی

تو ہیں رسول کا پانچواں نمونہ:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے حضرات غیر مقلدین کو چیلنج دیتے

ہوئے لکھا تھا کہ آؤ ہم اور تم دونوں اپنے ”جملہ اختلافی مسائل“ میں حرمین طہیین کے

علمائے کرام کو اپنا حکم و منصف تسلیم کرتے ہوئے ایک ایسی تحریر لکھ دیں کہ جو مسلک

و فیصلہ ان مقامات مقدسہ کے ”علمائے کرام“ کا ہوگا اس کو ہم دونوں فریق بہ رضا

و رغبت تسلیم کر لیں گے اگر وہ لوگ اس سے رضا مند ہو جائیں تو بہت ہی خوشی و مسرت

کی بات ہوگی اور ملک میں اتحاد و مسک و یک جہتی خیال کی ایک لہر دوڑ جائے گی۔ اگر

حضرات غیر مقلدین اس کو منظور نہیں کرتے ہیں تو سمجھ لیجیے کہ یہ لوگ یقیناً حرمین

شریفین کے مقدس مسلمانوں اور علمائے کرام کے نہ صرف مخالف مذہب ہیں بلکہ ان کو

بھی کافر و مرتد، گم راہ و بد دین جانتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

”اگر یہ حضرات (غیر مقلدین) ان امور (مختلف فیہا) سے انکار کریں تو کیا مضائقہ؟ ان سے (غیر مقلدین سے) کہیے

تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

ہم اور تم سب مل کر مہر کر دیں کہ مسایل مذہبی میں جو مسلک علمائے حرمین طہیین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا ہے فریقین کو مقبول ہوگا۔ اگر بے تکلف اس پر راضی ہو جائیں نہ جان لیجیے کہ یہ قطعاً اہل حرمین کے مخالف مذہب و سنیاں ہندو وغیرہ کے مثل ان پاک شہروں کے علما کو بھی معاذ اللہ مشرک و گم راہ اور بد دین جانتے ہیں، پھر عداوت و بدخواہی نہ ہونا کیا معنی؟“ (النبی الاکید: ص ۳۰-۲۹)

اعلیٰ حضرت بریلوی کے عملی نمونے سے رضا خانیوں کا انکار:

حرمین شریفین مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کے ”مقدس علما و مشائخ کرام“ کے حاکم و منصف، معتبر و مستند ہونے کے سلسلے میں خان صاحب بریلوی کا یہ مسلک و طرز عمل تھا کہ جب آپ نے اکابر علمائے دیوبند کی جانب جھوٹے عقیدے منسوب کر کے ایک تکفیری فتویٰ المصتمد المستند کے نام سے مرتب کر کے اس کو ہندوستان میں شائع کیا تھا اور پھر ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں اس تکفیری فتوے کو لے کر حرمین شریفین گئے اور وہاں کے حضرات علمائے کرام و مفتیان عظام سے بڑی ہوشیاری و فریب کاری سے اس پر مہر تصدیق ثبت کرائی، پھر اس کو حسام الحرمین کے نام سے ہندوستان میں شائع کر کے مسلمانوں کے اتحادی فضا میں آگ لگادی اور ہر طرف مسلمانوں میں کفر و ارتداد، لعن و طعن، جنگ و جدل، شروفساد کا ایک بے پناہ طوفان کھڑا کر دیا، جس کی مٹی ہوئی لکیروں کو ان کے نام و رخدا اپنی زبان و قلم کی لائٹیوں سے پیٹ پیٹ کر اس کی یاد تازہ کیے ہوئے ہیں۔ بڑے خان صاحب نے حرمین شریفین کے علمائے کرام کے اس تکفیری فتوے پر تصدیقی مہر حاصل کر کے اس لیے شائع کی تھیں تاکہ عام مسلمانوں کی نگاہوں میں اس فتوے کی اعتباری و استنادی حیثیت دو بالا ہو جائے اور

ان کو اپنے ”دام تزویر“ کا شکار بنانے میں آسانی ہو۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ ”ہمارے عوام بھائیوں کو مہر دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مہر میں علمائے کرام حرمین طہیین سے زاید کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور یہ حکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا۔ لہذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت و طمینان کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا، جس خوبی و خوش اسلوبی و جوش دہی سے ان عمائدین اسلام نے تصدیقی فرمائیں۔“ (تمہید ایمان، مطبوعہ بریلی، طبع چہارم: ص ۳۶)

(۲) حرم محترم مکہ معظمہ و حرم اکرم مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً و تکریماً و زاد ابہما عزاً و تعظیماً نشا و طجائے دین متین میں ان کے حق میں شہادات علیہ سید المرسلین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و مجد و عظم و کرم کہ وہ دین کے مرجع و ماویٰ ہیں۔ عبادت شیطان سے منزہ و جدا ہیں۔ ان دونوں شہر کریم کے علمائے اعلام و عظمائے کرام کرمائے عظام متفق یک زبان بہ جزم و ایقان کچھ کلمات ایمان تمہیں سناتے اور تمہاری بھلائی تمہاری خیر خواہی کو حق و باطل کا فرق دکھاتے ہیں۔ خوشی اور شادمانی اسے کہنے اور مانے اور حسرت و پشیمانی اسے کہنے یا سن کر حق نہ پہچانے۔“

(تمہید ایمان: ص ۳۸)

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی رضا خانیوں کے ایسے مستند و معتمد ”امام و پیشوا“ ہیں جن کی پیروی و فرماں برداری اس فرقے کے لیے فرض ہے۔ اہم فرض اور ضرورت سے زیادہ ضروری ہے۔ اس صورت میں آپ کا وہ تحریری ”چیلنج“ جو غیر مقلدین کی بابت دیا گیا ہے اور عملی نمونہ جو علمائے دیوبند کے بارے میں پیش کیا اور وہ فضائل و مناقب جو علمائے حرمین کے متعلق تحریر فرمایا ہے اس قابل تقلید و عملی نمونے کے ہوتے ہوئے مولوی حشمت علی بالقابہ کے لیے فرض عین سے زیادہ ضروری اور ان

کی شان مظہریت کا لازمی مقتضا تھا کہ وہ بھی اپنے اس تکفیری فتوے پر جو شاہ ابن سعود والی حجاز و عام نجدی مسلمانوں کے بارے میں دیا ہے، حرمین شریفین کے علمائے اعلام و مفتیان کرام کی تصدیقی مہر سے ثابت کرنا شروع کرتے، تاکہ اگر ایک طرف اس کی اعتباری و اعتمادی حیثیت عام مسلمانوں کی نگاہوں میں بڑھ کر اطمینان قلب و زیادتی یقین کا باعث ہوتا تو دوسری طرف ان کو اپنے اعلیٰ حضرت کے اسوہ کی پیروی کی سعادت بھی مل جاتی اور ان کی یہ فرماں برداری ان کی کسی مظہریت کے لیے بے حد مفید و نافع ہوتی۔ حالاں کہ آپ ایک نہیں دو مرتبہ شاہ حجاز ابن سعود کی زندگی اور ان کی حکومت میں مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ بہ غرض حج و زیارت گئے ہیں اور وہاں کے مقدس علمائے کرام سے ملاقاتیں و تبادلہ خیالات بھی کیے ہیں، پھر ایسی حالت میں آپ بڑی آسانی و سہولت کے ساتھ اپنے اس تکفیر ابن سعود والے فتوے پر ان مقامات مقدسہ کے علمائے کرام کی تصدیق حاصل کر سکتے تھے۔ اگر وہ اس ضروری خدمت کو علانیہ و کھلم کھلا انجام نہیں دے سکتے تھے تو پوشیدہ و خفیہ طور پر انجام دینے میں ان کو ہر طرح کی سہولت حاصل تھی، لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ ان تمام سہولتوں و آسانیوں کے ہوتے ہوئے آپ نے اپنے اس تکفیری فتوے پر جو شاہ ابن سعود و عام نجدی مسلمانوں کے بارے میں شایع کیا ہے دیدہ و دانستہ حرمین شریفین کے علمائے کرام کی مہر تصدیق نہیں حاصل کی، اس لیے مولوی حشمت علی باللقابہ حسب فرمان اعلیٰ حضرت بریلوی:

”قطعاً اہل حرمین کے مخالف مذہب و بنیان ہندو غیرہ کے مثل ان پاک مبارک شہروں کے علما کو بھی معاذ اللہ شرک و گم راہ و بد دین جانتے ہیں، پھر بھی عداوت و بدخواہی نہ ہونا چاہئے؟“ (النبی الاکید: ص ۲۹)

چوں کہ مولوی حشمت علی باللقابہ اپنے فتوے کے عدم تصدیق کی وجہ سے حرمین طہیین کے مسلک کے نہ صرف مخالف ہی ہیں بلکہ ان سے بغض و عداوت رکھنے والے

اور ان معصوم و محترم عالموں کو کافر و مرتد بنانے والے ہیں۔ اہل حرمین کی تکفیر ہو یا بغض و عداوت یا ان پر لعن و طعن ہو یا سب و شتم، یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری و توہین و تذلیل کا موجب ہے۔

مولوی حشمت علی احمد رضا کے فتوے سے کافر ہو گئے:

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے یا آپ کی روح پر فتوح کو صدمہ و تکلیف پہنچائے اس کے لیے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ ”اللہ و رسول جل و علیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ جو انہیں کافر نہ کہے، جو ان کا پاس لحاظ رکھے، جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی انہیں میں سے انہیں کی طرح کافر ہے۔“ (تمہید ایمان: ص ۳۵)

اب اس اعلیٰ حضرتی فتوے کے مطابق مولوی حشمت علی اور ان کے تمام ساتھی اسلام کے احاطے میں ہیں یا نہیں؟ خود ہی فیصلہ کر لیں۔ کیوں کہ۔
آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی
تو ہیں رسول کا چھٹا نمونہ:

رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کی منقبت و فضیلت میں یہ لکھا ہے

”جہاں سے دین آغاز ہوا اور بہ حکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا۔“ (تمہید ایمان: ص ۳۶)

(۲) ”حرم محترم مکہ معظمہ و حرم اکرم مدینہ منورہ زادما اللہ شرفاً و تکریماً و زاد اہلبہا عزاً و تظہیراً فشا و بچائے دین متین ہیں، ان کے حق میں شہادت علیہ سید المرسلین ہیں۔۔۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و مجد و عظم و کرم کہ وہ دین کے مرجع و ماویٰ ہیں عبادت شیطان منزہ و جدا ہیں۔“ (تمہید ایمان: ص ۳۸)

جب رضا خانیت کے امام صاحب بریلوی کی تحریر کے مطابق مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ منشا و ملجائے دین متین ہیں اور عبادت شیطان سے منزہ و جدا ہیں اور بہ حکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا تو اس صورت میں اگر مولوی حشمت علی بالقابہ کے تکفیری فتوے کے مطابق ابن سعود شاہ حجاز کو معاذ اللہ کافر و مرتد اور اس کی حکومت کو کافرانہ حکومت تسلیم کیا جائے تو اس کا صاف و کھلا ہوا مطلب یہ الفاظ دیگر یہ ہوگا کہ مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ جیسے مقامات مقدسہ پر شیطان کا دور دورہ اور اس کی حکومت و سلطنت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حکومت سعودیہ اور ان کے خان دان کے حضرات کو ”ابائے نجد“، ”شیاطین نجد“، ”کفرہ نجد“، ”مردہ نجد“ (دیکھو تجانب اہل سنت؛ از صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۹) کے غیر مہذب الفاظ سے خطاب کر کے ثابت کر دیا کہ سچ سچ ان مقامات مقدسہ پر شیطان کا دور دورہ اور اسی کی حکومت و سلطنت ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب ناظرین کرام انصاف سے فرمائیں کیا یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کی تکذیب و تردید اور آپ کی کھلی ہوئی توہین و تنقیص نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے تو رضا خانیوں کے اس قول کے پیش نظر کہ

”حضور کے کسی قول یا فعل و علم و حالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر ہے۔“

(بہار شریعت: ج ۱، ص ۲۲)

یہ فرقہ اور اس کے مشہور سرغنہ اسلام میں داخل نہیں رہے۔

تائید جنون میں ہیں کچھ عقل کے مارے بھی

اس ہوش کی دنیا میں تنہا نہیں دیوانہ

رضا خانیوں کے ”ایمان و اسلام“ کا آخری فیصلہ:

مولوی حشمت علی بالقابہ نے شاہ ابن سعود و عام نجدی مسلمانوں کے کفر و ارتداد کے منحوس سلسلے میں نہ صرف حرمین شریفین اور وہاں کے مقدس مسلمانوں اور علمائے کرام کے ساتھ بغض و عداوت، ذلت و اہانت کا ایک بھیانک مظاہرہ کیا، بلکہ غضب

یہ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کی کھلی ہوئی تکذیب و تردید اور آپ کی شان اقدس میں ایسی صاف و صریح گستاخی اور دل آزاری کی ہے جس کے تصور سے اسلامی دنیا سراپا درد و الم بن جاتی ہے۔ رضا خانیت کے سرغنوں نے اللہ و رسول کی شان اعلیٰ میں جو گستاخیاں اور دل آزاریاں کی ہیں اس کے چند نمونے اس کتاب میں پیش خدمت کر چکا ہوں، اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رضا خانیت کی ”ایمانی دیگ“ پختہ ہے یا خام۔ تاہم ان لوگوں کے ایمان و اسلام کا آخری فیصلہ ان کے ”آخری امام“ ہی کی زبان سے سن لیجیے:

(۱) ”جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام (گالیاں)

دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اس کی جو رو (بیوی) اس کے نکاح سے نکل گئی۔ دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس کی جو رو نکاح سے نکل جاتی ہے۔“

(تمہید ایمان: ص ۲۷)

(۲) ”تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر

ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“ (تمہید ایمان: ص ۲۸)

مولوی حشمت علی صاحب بھی اپنے پیش وائے اعظم کی تائید کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

”جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کرے

اس کا کافر و مرتد ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۸)

مندرجہ بالا تحریروں کی روشنی میں رضا خانیت کے آخری امام مولوی احمد رضا

خان صاحب بریلوی نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنے اس فرقے کے ایمانی تابوت میں کفر و ارتداد کی ”آخری میخ“ ٹھونک کر قطعی فیصلہ کر دیا کہ یہ رضا خانی گروہ بھی اسلام سے خارج ہے۔ اس لیے ان سے بھی میل و جول، دوستی و محبت، شادی و بیاہ سب حرام ہے۔

جھنجھلا کے مجھ کو ذبح تو صیاد نے کیا
اب رور ہا ہے منہ کو قفس پر دھرے ہوئے

مسٹر جناح، مسلم لیگ

اور

رضا خانیت

مسٹر محمد علی جناح کی تکفیر:

اگرچہ بعض مسلمانوں کو مسٹر جناح سے سخت سیاسی اختلاف تھا، لیکن اس کے باوجود ان کو مسلم لیگ کا جس میں مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت شریک تھی قاید اعظم تسلیم کرتے تھے، لیکن رضا خانیوں کے مظہر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی بالقابہ نے جو کچھ آپ کے بارے میں مہذب و شایستہ الفاظ استعمال کیے ہیں ان کو ذرا صبر و تحمل سے ملاحظہ کیجیے:

(۱) ”اور مسٹر جینا ان کا قاید اعظم ہے، اگر صرف انہیں دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قاید اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی؟ لہذا وہ اپنی اسٹیجوں اپنے لکچروں میں نئے نئے کفریات قطعاً بکتا رہتا ہے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۱۱۹)

(۲) ”چہ حکم شریعت مسٹر جینا اپنے ان عقاید کفریہ قطعاً خبیثہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اس کے کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد اور شر اللہ نام اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز علام۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۱۲۲)

(۳) ”مسٹر جینا جیسے کھلے ہوئے مرتد کو ہندو مسلم اتحاد کا پیغام بر بلکہ سیاسی پیغمبر کہہ دیتا ہے۔“

(مظاہر الحق الاجلی: ص ۳۳)

اس کے علاوہ کتاب قبر القادر علی الکفار الملیاڈ رسولوی محمد طیب دانا پوری کے صفحہ ۱۸، ۱۲، ۴ میں بھی مسٹر جناح کی تکفیر کی گئی ہے۔

رضا خانیت کے اس تکفیری حکم کی صحت و درستگی کی روشنی میں پاک و ہند کے وہ بے شمار مسلمان جو آج بھی مسٹر جناح کو مسلمان مانتے ہیں کافر و مرتد ہو جائیں گے۔ اسی طرح ممالک اسلامیہ مصر، سوڈان، ایران، افغانستان، ترکستان، فلسطین، انڈونیشیا، ملائیا اور اسلامی مراکز مکہ، مکرّمہ و مدینہ طیبہ کے کروڑ ہا کروڑ مسلمان اس لیے کافر و مرتد ہو جائیں گے کہ وہ آج بھی پاکستان کے موجد اور مسلم لیگ کے مربی مسٹر جناح کو مسلمانوں کا قاید اعظم مانتے و جانتے ہیں۔
مسلم لیگ اور اس کے عام ممبران کی تکفیر:

اسلام کے ان پیشہ ور مکفروں کی تکفیری حرص و ہوس مذکورہ بالا محترم و ممتاز اور نام ور ہستیوں کی تکفیر سازی سے آسودہ نہ ہو سکی تو اس نے اپنے دست تکفیر کو مسلم لیگ کی طرف دراز کیا، یہاں تک کہ اس کو بھی اپنی ”تکفیری خراد“ پر چڑھا کر ایمان و اسلام سے بالکل صاف کر دیا۔

مسلم لیگ اور اس کے عام ممبران کی تکفیر لازمی و حقیقی دو طریقوں سے کی گئی ہے۔ اول اس طرح سے کہ جب رضا خانیت کے مظہر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی نے مسٹر جناح کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ وہ ایسے کافر ہیں کہ جو ان کے کفر میں شک کرے یا ان کو اچھا جانے تو وہ بھی کافر و بے ایمان ہے، تو اس صورت میں مسلم لیگ کے تمام ارکان و ممبران اور خیر خواہان کفر و راتد کے دائرے میں داخل ہو گئے۔ کیوں کہ یہ لوگ مسٹر جناح کو نہ صرف مسلمان ہی بلکہ ان کو مسلمانوں کا امام و قاید مانتے ہیں تو مسلم لیگ کے ارکان و ممبران کی یہ تکفیر بہ واسطہ مسٹر جناح کے ہوئی۔

اب اس کی براہ راست و مستقل تکفیر ملاحظہ کیجیے:

(۱) مولوی حشمت علی نے تجانب اہل سنت: ص ۹۰ میں تحریر کیا ہے، جس کا

خلاصہ یہ ہے کہ نیچری مرتدین نے جن انجمنوں اور جماعتوں کو اپنے کفری مقاصد کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنا آئینہ کار بنایا ہے اس میں نواں نمبر مسلم لیگ کا ہے۔ (۲) تجانب اہل سنت: ص ۴۵۳ میں جن جماعتوں اور گروہوں کی تکفیر کی گئی ہے اس میں تیرہواں نمبر لیگ کا رکھا گیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

ولکیہ عالیہ و صلح کلیہ عالیہ اپنے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر بہ حکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار و مرتدین اور جو مدعی اسلام ان میں سے کسی کے قطعی یقینی کفر، یقینی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق ناراہد۔

(۳) اور اگر وہ ندوہ و مسلم لیگ و سیرت کمپنی و تحریک خاک سار و مجلس احرار کے ان حرکات و کلمات کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔ (تجانب اہل سنت: ص ۴۱۱)

اگرچہ مسلم لیگ اور اس کے ممبران و ارکان، خیر خواہان و ہم دردان کے کفر و ارتداد کے ثبوت میں مندرجہ بالا عبارتیں کافی تھیں، تاہم مزید اطمینان کے لیے رضا خانیت کے نام ور مکفروں کی چند تکفیری عبارتیں اور بھی ملاحظہ کیجیے، تاکہ ”سمند ناز پر ایک اور تازیانہ سہی“ کا کام دے سکے۔

مولوی حشمت علی، سید شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی، سید آل مصطفیٰ مارہروی کے استفتائی جوابات کا وہ مجموعہ جو مسلم لیگ کے بارے میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس کا ایک چھوٹا سا نام الجوابات السنیۃ علی زہاء السوالات الیگیہ ہے، جس کے وہ فضائل و محاسن جو اس کے سرورق پر لکھے ہوئے ہیں اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ

”مسلم لیگ کی کفر نوازیوں سے بچانے والا۔“

اس کتاب میں اول سے آخر تک مسلم لیگ کی کفر نوازیوں، ضلالتوں اور

خباثتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اس کی شرکت کو نہ صرف ناجائز و حرام بلکہ اس میں شریک ہونے والوں کو بد دین، منافق، فاسق، کافر و مرتد کہا ہے۔ بہ طور نمونہ اس کی بھی چند تکفیری و تحریمی عبارتیں لکھی جاتی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔ مسلم لیگ کے دستوری اور اساسی اغراض و مقاصد پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

(۱) ”اور یہ سب اغراض و مقاصد صریحاً محرمات شرعیہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور منجر (کھینچنے والا) باشد و بال و نکال کفر و ضلال ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے لیگ کی شرکت و رکنیت سخت ممنوع و حرام ہے۔“

(الجوابات السنیۃ علی زہاء السوالات الملیکیہ: ص ۳)

(۲) ”تو لیگ کے مقصد اولین اچھوتوں، سکھوں، پارسیوں، ہندوستانی یہودیوں، ہندوستانی عیسائیوں کے ادیان باطلہ و مذاہب کفریہ و عقاید شرکیہ کی تبلیغ و اشاعت کی مکمل و موثر حفاظت کرنا بھی داخل شہرہ، یہ کھلا ہوا کفر و ارتداد ہوگا۔“ (الجوابات السنیۃ: ص ۴)

(۳) ”اور لیگ مسلمانوں کی ان سے اخوت قائم کرائی، ان کو مومن و مسلمان کہتی اور بتاتی ہے، لہذا اس میں بھی شرکت اس کی بھی رکنیت اشد حرام اور منجر بہ کفر و عصیان ہے۔“ (الجوابات السنیۃ: ص ۹)

(۴) مسلم لیگ کی مکاریوں، کفر نوازیوں اور دنیا بھر کے تمام کفار و مشرکین کی چیرہ دستیوں سے کامل نجات اور سچی آزادی اور مستقل کامیابی کا بالکل صحیح اور سچا اور قطعاً بے خطر راستہ یہی ہے اور صرف یہی ہے۔ جسے اس مبارک راستے پر چلنے سے کامیابی و فوز و فلاح ملنے پر یقین نہیں درحقیقت اس کا کلام الہی پر ایمان نہیں۔ پھر اگرچہ کلمہ گو مدعی اسلام ہو کافر و مرتد ہے۔

اس کے علاوہ خاص مسلم لیگ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں مولوی حشمت علی نے جو فتویٰ صادر کیا ہے وہ کتابی صورت میں اجمل انوار الرضا، مطبوعہ

انتظامی پریس کان پور، بار اول، ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء جماعت اہل سنت پہلی بھیت کی جانب سے شائع کیا گیا ہے۔ اس کے بھی الفاظ ملاحظہ کر لیجیے:

(۱) ”ہر سنی مسلمان پر شریعت مطہرہ کی روشنی میں روشن کہ یہ سب اغراض و مقاصد صریحاً محرمات شرعیہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور منجر باشد و بال و نکال کفر و ضلال ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ کی شرکت و رکنیت امداد و اعانت بہ حکم شریعت مطہرہ اسی طرح گناہ و ممنوع و حرام و ناجائز ہے جس طرح ندوہ و کانگریس کی شرکت و رکنیت امداد و اعانت شرعاً حرام و گناہ ہے۔ اس میں شریک ہونے والا ایسے ہی فاسق ہے جیسے ندوہ و کانگریس میں شریک ہونے والا فاسق ہے۔“

(اجمل انوار الرضا: ص ۳)

(۲) ”رہا مطالبہ پاکستان یعنی تقسیم ملک کہ اتنا لیگیوں کا اتنا ہندوؤں کا، اس صورت میں احکام کفر ملک کے بڑے حصے میں لیگیوں کی رضا سے جاری ہوں گے کہ وہی اس تقسیم پر راضی اور اس کے طالب ہیں۔ احکام کفر پر رضا کفر اور کم از کم سخت بے دینی ہے۔“ (اجمل انوار الرضا: ص ۳)

ہندوستان کی تمام مسلم جماعتوں

اور

اسلامی انجمنوں کی پرزور تکفیر

رضا خانیت کے ان جبہ پوش کفر باز ملاؤں کی ہوس تکفیر تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مرتد (معاذ اللہ) بنانے اور خود بھی اس میں غوطہ کھانے کے بعد بھی پوری نہ ہوئی تو وہ اسلامی جماعتیں اور مسلم انجمنیں جو اپنی اپنی جگہوں پر اسلام و اہل اسلام کی افادی خدمتوں میں مصروف تھیں بالآخر ان کا دست تکفیر دراز ہوا اور ان بے چاری مظلوم انجمنوں اور غریب مسلم جماعتوں کو بے خطا و بے قصور ایک ہی وار میں کفر و ارتداد کے گھاٹ اتار دیا۔

رضا خانیوں کے اس ظالمانہ تکفیری قتل عام سے تو اسلامی طبقہ رنجیدہ و غم گین، افسردہ و آزرده ہے، لیکن یہ تکفیری بہادر اپنے اس بے رحمانہ و بے دردانہ طرز تکفیر پر اپنے گھروں میں خوشی و مسرت کے شادیاں بجا رہے ہیں۔ مزاروں و قبروں پر روغن تلخ (کڑے تیل) کے چراغ جلا کر چڑھاؤں کے سمیٹنے میں مصروف ہیں اور اپنے تکفیری مقتولوں سے مخاطب ہو کر یہ فرما رہے ہیں کہ دیکھو میں ابوالفتح بھی ہوں اور شیر پیشہ تکفیر بھی۔ حالاں کہ شاید ان کو معلوم نہیں کہ۔

کفر کی شہنی کبھی چلتی نہیں

ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

چنانچہ یہی تکفیری ابوالفتح بڑے فاتحانہ انداز میں اسلامی انجمنوں کے تکفیری

خانقاہ سیال شریف

اور

علمائے دیوبند

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تحذیر الناس کی عبارت کے متعلق کسی نے سوال کیا تو جواب میں ارشاد فرمایا:

”معتزین ان کی عبارت سمجھے نہیں، میں علمائے دیوبند کی تکفیر سے بری ہوں۔“ (علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب: ص ۲۹)

حضرت خواجہ صاحب حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

”مولانا انور شاہ صاحب کا حافظہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔“ (علمائے پنجاب اور مشائخ پنجاب: ص ۳۰)

قتل نامے پر دستخط کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اسی پیر نیچر (سر سید مرحوم) کے اذتاب و قبیحین و مقلدین و مرتدین نیچرہ ہیں، جو مسلمانوں کے دین و ایمان اور ان کے دنیوی و دینی سامان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ہمیشہ نئی نئی کمیٹیاں نئی نئی پارٹیاں گھڑتے رہتے ہیں اور کبھی بندگان زر اور بدنام کنندہ نکونامے چند نام کے مولویوں کو اپنے کفری مقاصد کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنا آلہ کار بنا لیتے ہیں۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس و ندوۃ العلماء و خدام کعبہ و خلافت کمیٹی و جمعیت علمائے ہند و خدام الحرمین و اتحاد ملت، مجلس احرار و مسلم لیگ و اتحاد کانفرنس و مسلم آزاد کانفرنس و نوجوان کانفرنس و نمازی فوج و جمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ و سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور و امارت شرعیہ بہار شریف و آل پارٹیز کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں اسی مقصد کے لیے انہیں کفرہ نیچرہ نے اپنی نیچریت و دہریت پھیلانے اور بھولے بادلے مسلمانوں کو دین سے آزاد اور دنیوی سر و سامان سے بھی تہی دست بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً خود اپنے ہاتھوں سے یاد دہرے بد دینوں و بد مذہبوں کو اپنا شریک کار بنا کر یا بعض جاہلوں، سادہ لوح بے وقوفوں یا چند دین فروش و نیچرہ و دنیا خرملاؤں کو اپنے دام فریب میں پھانس کر انہیں اپنا آلہ کار بنا کر گڑھی ہیں۔

(تجانب اہل سنت: ص ۹۰)

ابھی ان معزز پیٹ کے مرغن و صیت کرنے والوں کی تکفیری بھوک کو اس تکفیر عام کے باوجود آسودگی نہیں ہوئی تو دیکھا کہ ابھی ملک میں چند مسلم برادریوں کی کچھ قومی انجمنیں اور جماعتیں بچی کچھی رہ گئی ہیں، اس کو دیکھ کر بس یہ تکفیری شیر جوش غضب میں تلملا اٹھے اور اپنے کفر و ارتداد کے خونی پنجوں سے ان بے چاری مظلوم قومی انجمنوں پر بھی ایسا غضب ناک حملہ کیا کہ وہ بھی اپنی جگہ شہید ناز ہو کر رہ گئیں۔

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کا نام ہے سر محضر لکھا ہوا

چنانچہ ہر ایک کا الگ الگ نام لے کر نکلتے ہیں کہ

”اور نیچری مرتدوں کو اپنی ہنگامہ آرائیوں کے لیے ایسے بھولے بھالے سنی مسلمانوں، دین پاک کے نام پر جی جان سے قربان ہونے والوں کی ضرورت تھی تو ان بے ایمانوں نے ان عوام مسلمین کے پھانسنے کے لیے اصلاح قوم کے نام سے قوی عصیت کو آڑ بنا کر بننے والوں کی مومن کانفرنس، جمعیت المؤمنین، جمعیت الانصار، روٹی دھکنے والوں کی جمعیت المنصور، کپڑا سینے والوں کی جمعیت الادریسہ، قصابوں کی جمعیت القریش، سبزی فروشوں کی جمعیت الراعین، پنخانوں کی افغان کانفرنس، میمنوں (۱) کی میمن کانفرنس، مسلم کھتریوں کی مسلم کانفرنس، عباسیوں کی جمعیت آل عباس، کنبوہوں کی آل انڈیا کنبوہ کانفرنس، پنجابیوں کی آل انڈیا پنجابی کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں خود گڑھیں یا اپنے دام افتادوں سے گڑھوا گئیں، تاکہ غریب دین دار مسلمانوں کو قومی جکڑ بندیوں میں جکڑ کر قومی ترقی، قومی اصلاح و فلاح کا سبز باغ دکھا کر ان کو گم راہ کیا جاسکے اور ایسی کمیٹیوں کی بنا محض قومیت پر رکھی۔ دین و مذہب کو نظر انداز کر دیا گیا اور ایسے عمل درآمد رکھے گئے کہ اپنی قوم کا ہر فرد اگرچہ وہ دیوبندی ہو نیچری ہو یا خارجی رافضی ہو یا لنگی خاک ساری ہو یا احراری قادیانی ہو یا گاندھوی کا گنڈرہی ہو وہ اپنا قومی بھائی، اپنے خان دان والا اپنا رشتہ دار ہے۔ اگرچہ وہ کافر مرتد ہو لیکن قومیت کی بنا پر وہ صلہ رحم کے تمام احکام کا حق دار ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۹۱)

(۱) آج بریلوی جماعت کے لیے سب سے فعال، اپنا وقت اور پیسہ لگانے والے یہی میمن برادری ہے، جس پر احمد رضا بریلوی کے سگ (کتے) نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے اور یہ قوم اس فتویٰ کی وجہ سے کافر قرار پائی۔ کاش کہ میمن برادری یہ بات جان لے کہ جس فرقے میں انہوں نے شمولیت اختیار کر رکھی ہے اس نے انہیں کافر کہا۔ ان کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں اور ان کے بچے ولد الزنا (حرامی) قرار پائے صرف اور صرف احمد رضا بریلوی کے سگ (کتے) حشمت علی کے فتوے کی بنا پر۔ (ابونافع)

جب یہ رضا خانی قاتل اپنے کفر و ارتداد کی دودھاری تلوار سے عالم اسلام کے تمام مسلمانوں اور ان کی مذہبی و قومی سیاسی جماعتوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے اور ان کو یہ اطمینان ہو گیا کہ اب ہماری مٹھی بھر اور گنتی کے چند آدمیوں کے سوا دنیا کے پردے میں کوئی کلمہ گو مسلمان باقی نہیں رہا تب آخر میں ان تکفیری شہیدوں کی ایک فہرست لکھتے ہوئے اپنے رضا خانیوں کو ایک معنی خیز نصیحت کی ہے۔

”جواب سوال پانزدہم! وہابیہ، دیوبندیہ و قادیانیہ و روافض و نیا چرہ و خاک ساریہ و چکڑالویہ و احرار یہ و جناد ہاریہ و آغا خانی وہابیہ بہابیہ وہابیہ غیر مقلدین، وہابیہ نجدیہ و لکیہ غالیہ و صلح کلیہ غالیہ اپنے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر یہ حکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار و مرتدین جو مدعی اسلام ان میں سے کسی کے قطعی یقینی کفر یقینی اطلاع رکھتے ہوئے بھی اس کو مسلمان کہے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نارابد۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۴۵۳)

(۲) ”نیچریت اگر چہ فی الحقیقت وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے، مگر آج کھلے طور پر اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی دینی و دنیوی ضرر رسانی میں نیچریت مرتدین ان وہابیہ (۱) ملعونین سے بدرجہا بڑھے چڑھے ہوئے ہیں۔ بھولے بھالے سنی مسلمانو! بچو تم گم راہوں اور گم گروں سے۔“

(تجانب اہل سنت: ص ۹۴)

(۳) سنی مسلمانوں پر فرض شرعی دینی مذہبی قرآنی ایمانی قطعی یقینی ہے کہ اس قسم کے تمام مرتدوں اور بے دینوں سے اگر چہ وہ ان کے باپ یا بھائی

(۱) اس جگہ تجانب اہل سنت نے نیچریوں کو سب سے بڑا دشمن دین و ایمان بتلایا۔ حالاں کہ ان کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے نیچریوں سے بھی بڑھ کر سب سے بڑا دشمن دین و ایمان دیوبندیوں کو کہا ہے۔ چنانچہ آپ نیچری، وہابی، رافضی سے دور رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ... یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ (احکام شریعت: ج ۱، ص ۷۷) اب مرید و پیروں کی اس اختلافی کش مکش کو کون دور کرے گا؟ (نور محمد)

یا بیٹے ہوں یا ان کے کنبے قبیلے والے ہوں خدا اور سول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے قطعاً علاحدہ و بے زار رہیں۔ ان سے نفرت و محاببت برتیں۔ ان سے مسلمانوں کے سے جملہ تعلقات قطعاً قطع کر دیں۔ ان کو اپنی اپنی جماعت و برادری سے خارج کر دیں۔ اسی میں ان کے ایمان کی سلامتی ہے... اور جو شخص اس حکم شرعی کو حق نہ مانے اور اس کو جھٹلا اور فساد اور نا اتفاقی بتائے وہ یہ حکم قرآن عظیم انہیں بے ایمانوں کے حکم میں ہے، انہیں کی طرح کافر ہے۔ قیامت کے روز انہیں کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا، انہیں کے ساتھ ابدی نار میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص اس حکم شرعی کو حق ماننا ہو مگر دنیوی راحت و آرام و آسائش کی خاطر باوصف قدرت و استطاعت اس پر عمل نہ کرے وہ سخت ترین فاسق، شدید ترین گناہ گار، مستحق غضب جبار لائق دخول نار سزاوار لعنت کردار ہے۔“ (تجانب اہل سنت: ص ۴۵۴)

خاتمہ

قارئین کرام! آپ حضرات نے اول سے آخر تک رضا خانیت کے علم برداروں اور اسلام کے پیشہ ور ٹھیکے داروں کے ان تمام تکفیری فتوؤں کو ملاحظہ کر لیا ہوگا، جو اسلام کی نام و رمتناز ہستیوں و عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے بارے میں دیا گیا ہے۔ اگر ان تباہ کن اور رسوائے عالم تکفیری فتوؤں کو حق و صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ اس قدر خوف ناک برآمد ہوتا ہے کہ جس کے تصور سے بھی اسلامی روح کانپ اٹھتی اور ایمانی غیرت شرمندہ ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان و بزرگان اسلام علیہم الرحمۃ نے بڑی بڑی مشقت اور عظیم تر مصیبت کو برداشت کر کے، یہاں تک کہ اپنی عزیز جان، قیمتی و نامول خون کو پانی کی طرح بہا کر اسلام کے مقدس کلمے کی ایسی اشاعت کی کہ آج اس کی نورانی شعاعوں سے دنیا کے ہر گوشے اور حصے کو جگمگا دیا ہے۔ آج اسی مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اکابر اسلام کی اس بیش بہا متاع گراں قدر سرمایہ لازم وال کمائی کو جو کلمہ گو مسلمان اور امت محمدیہ کی شکل میں دنیا کے ہر حصے میں موجود ہے، ان تکفیری ملاؤں و کفر ساز ملاؤں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے بڑے گراں مایہ کو اپنی تکفیری قلم کی ایک جنبش سے سب کو کافر و مرتد بنا ڈالا ہے۔

ان تکفیری فتوؤں نے نہ صرف حضرات علمائے دیوبند (۱) ہی کو بلکہ عالم اسلام

(۱) احمد رضا خود اپنے فتوے سے کافر ہو گئے:

دیوبندیوں کو احمد رضا نے کافر کہا ہے، جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

احمد رضا خان نے حضرت مولانا عبدالمعین دیوبندی سے ابتدائی کتابیں درس نظامی کی پڑھی تھیں۔ وہ اپنے استاد محترم کو خط میں بڑے تعظیمی الفاظ سے یاد کرتا رہا ہے۔ اس کے یہ خطوط استاد محترم کے صاحب زادہ محترم مولانا عبدالرشید کے پاس محفوظ ہیں۔ جب دیوبندی استاد کی تعظیم کی تو انہیں مسلمان سمجھا اور جب دیوبندی کو مسلمان سمجھا تو خود ہی اپنے فتوے کی تیز روشنی میں کافر ہو گئے۔ حوالے کے لیے دیکھیے ”تاریخ دارالعلوم دیوبند“۔

کے لاکھوں لاکھ اولیائے کرام مشائخ عظام علمائے امت و اساطین ملت اور ان کے کروڑ ہا مریدین و متعلقین کو اس گناہ پر کفر و ارتداد کی دودھاری تلواریں قتل کر دیا ہے کہ وہ گناہ گار نہ تھے۔ جس مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صفت رحمۃ للعالمین کا یہ مظاہرہ کیا کہ اپنے راستے میں کانٹے بچھانے والوں اور خون کے پیاسوں کو بھی کسی بڑے اور سخت لفظ سے مخاطب نہیں کیا۔

آہ! کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج ایک فرقہ اسی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہوئے اور آپ کے دامن رحمت کو اپنے ہاتھ میں لے کر یہ غضب ڈھا رہا ہے کہ پاکستان و ہندوستان، ایران و افغانستان، مصر و سوڈان، چین و جاپان، فلسطین و ترکیستان، بلخ و بخارا، انڈونیشیا و ملائیا، لٹوا و برما، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں کروڑ ہا کروڑ جو مسلمان آباد ہیں وہ معاذ اللہ سب کے سب اس لیے کافر و مرتد ہیں کہ وہ رضا خانیوں کے تکفیری فتوؤں کو نہیں مانتے اور ان کے غلط مذہبی خیالات کی ہم نوائی نہیں کرتے، لیکن قدرت خداوندی کا غیر مرئی کرشمہ و پوشیدہ ہاتھ ایسے مفسدوں، مفتریوں، باطل پرستوں، کاذبوں کے رد و استیصال تکذیب و ابطال کے لیے اندر ہی اندر خود ان ہی کے ہاتھوں سے اتنا سامان جمع کر دیتا ہے کہ اس کی ذلت و رسوائی، تباہی و بربادی کے واسطے بیرونی حملوں اور خارجی ضربوں کی حاجت نہیں ہوتی، بلکہ اس گھر کو گھر کے چراغ ہی سے آگ لگ جاتی ہے۔ اس کاذب و مفتری کا تکفیری و خیالی پر شکوہ قصر ذرا دیر میں خاکستر ہو کر عبرت کہ عالم بن جاتا ہے۔ سچ ہے! خدا کی لائچی میں آواز نہیں۔ اور

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چناں چہ اسی قانون قدرت کے مطابق رضا خانیت کے گوشے گوشے کی خانہ تلاشی کی گئی تو معلوم ہوا کہ قدرت کے فیاض ہاتھوں نے رضا خانیت کی ذلت

ورسوائی، تباہی و بربادی کا خود ان کے بڑوں اور بانیوں کے ہاتھوں سے اتنا سامان جمع کرادیا ہے کہ اس گم راہ فرقے کی تردید و تکذیب کے لیے کسی بیرونی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کی امت کے خانہ زندگی کا اکثر حصہ کفریات و تکفیریات کے ناہم دارانبار بھرا ہوا ہے اور باقی حصے میں اتہامات و الزامات، بدعات و خرافات کا ایک بدنما ڈھیر ہے۔ اگرچہ یہ اسباب تو خود ہی رضا خانیت کی تردید و تکذیب کی روشن و مضبوط دلیل ہیں، لیکن ان لوگوں کا تکفیر مسلمین کا امتیازی عقیدہ کرپلا اور نیم چڑھا کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

ضمائم

چند ایسی حقیقتیں جن کا اس کتاب میں اندراج مفید معلوم ہوا، انہیں ضمیموں کی شکل میں شامل کیا جا رہا ہے۔

مقامات مقدسہ کی بربادی، خلافت اسلامیہ عثمانیہ کی تباہی اور ترکی سلطنت کی شکست و ریخت پر ۱۹۱۸ء میں انگریز جب اپنی فتح کی کامیابی کے نشے میں مست ہو کر محوِ قص و سرور تھے تو پنجاب کے سرکردہ بریلوی رہنماؤں اور پیروں نے ایک غیر سرکاری تقریب میں گورنر پنجاب مسٹر ایڈوائریڈ وائیڈ وائر کو مہمان خصوصی کے طور پر دعوت شمولیت دی اور حسب ذیل سپاس نامہ جو درحقیقت سیاہ نامہ تھا، ایڈ وائر اور لیڈی ایڈ وائر کو پیش کیا۔

یہ مسٹر ایڈ وائر وہی ہے جس نے اپریل ۱۹۱۹ء میں جلیاں والہ باغ میں گولی چلوا کر ہندوستانیوں کے خون سے ہولی کھیلی تھی۔ مشائخ سوا اور علمائے سو کی انگریزوں کے لیے خدمات اور اس کا منہ بولتا ثبوت محترم فقیر امیر علی قریشیؒ نے برٹش میوزیم لندن سے حاصل کیا تھا اور اس کو شائع بھی کیا تھا۔

(۱)

سپاس نامہ

یہ حضور نواب ہر آئر سر مائیکل فرانسس ایڈ وائر۔ جی، سی، آئی، ای، کے، سی، آئی، ایس! گورنر پنجاب، حضور والا!

ہم خادم الفقراء سجادہ نشیناں و علمائے متعلقین شرکائے حاضر الوقت مغربی حصہ پنجاب نہایت ادب و عجز و انکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دل جوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے، ہم خاک سارا ان با وفا

کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دیں گے۔

سب سے پہلے ہم ایک دفعہ پھر حضور والا کو مبارک باد کہتے ہیں کہ جس عالم گیر اور خوف ناک جنگ کا آغاز حضور کے عہد حکومت میں ہوا، اس نے حضور ہی کے زمانے میں بہ خیر و خوبی انجام پایا اور یہ بابرکت و باحشمت سلطنت جس پر پہلے بھی سورج غروب نہیں ہوا تھا، اب آگے سے زیادہ روشن اور اعلیٰ عظمت کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئی، جیسا کہ شہنشاہ معظم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے۔

واقعی برطانوی تلوار اس وقت نیام میں داخل ہوئی جب دنیا کی آزادی امن وامان اور چھوٹی چھوٹی قوموں کی بہبودی مکمل طور پر حاصل ہو کر بالآخر سپائی کا بول بالا ہو گیا۔

حضور کا زمانہ ایک نہایت نازک زمانہ تھا اور پنجاب کی خوش قسمتی تھی کہ اس کی عنان حکومت اس زمانے میں حضور جیسے صاحب استقلال، بے دار مغز، عالی دماغ حاکم کے مضبوط ہاتھوں میں رہی۔ جس نے نہ صرف اندرونی امن ہی قائم رکھا، بلکہ حضور کی دانش مندانہ رہنمائی میں پنجاب نے اپنا ایثار و فاداری اور جاں نثاری کا وہ ثبوت دیا جس سے شمشیر سلطنت کا قابل فخر و عزت کا لقب پایا۔ بھرتی کا معراج، صلیب احمر کی اعجاز دست گیری، قیام امن کی تدبیر، تعلیم کی ترقی سب حضور کی بہ دولت ہمیں حاصل ہوئیں۔ حضور ہی ہیں کہ جنہوں نے ہر موقع و ہر وقت پنجاب کی خدمات و حقوق پر زور دیا۔ صرف جناب والا ہی کو ہماری بہبودی مطلوب نہ تھی بلکہ صلیب احمر نسواں کے نیک کام میں حضور کی ہم دم و ہم راز جنابہ لیڈی ایڈوائیر صاحبہ نے جن کو ہم مروت کی زندہ تصویر سمجھتے ہیں، ہمارا ہاتھ بنایا اور ہندوستانی مستورات پر احسان کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ ہماری ادب سے التجا ہے کہ ہمارا دلی شکر یہ قبول فرمائیں۔

حضور انور! جس وقت ہم اپنی آزادیوں کی طرف خیال کرتے ہیں، جو ہمیں سلطنت برطانیہ کی طفیل حاصل ہوئی ہیں، جب ہم ان دخانی جہازوں کو سطح سمندر پر

اٹھکیلیاں کرتے دیکھتے ہیں جن کی طفیل ہمیں اس مہیب جنگ میں امن وامان حاصل رہا، جب ہم تار برقی کے کرشموں پر علی گڑھ و اسلامیہ کالج لاہور و پشاور جیسے اسلامی کالجوں اور دیگر قومی درس گاہوں پر نظر ڈالتے ہیں تو پھر جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں تو پھر ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دے رہا ہے۔

بہشت آں جا کہ آزارے نہ باشد

کے را با کسے کارے نہ باشد

باد جو دفوجی قانون کے جو خود فتنہ پردازوں کی شرارت کا نتیجہ تھا، مسلمانوں کے مذہبی احساس کا ہر لحاظ سے خیال رکھا گیا۔ شب برأت کے موقع پر انہیں خاص رعایتیں دیں، رمضان المبارک کے واسطے حالاں کہ اہل اسلام کی درخواست یہ تھی کہ فوجی قانون ساڑھے گیارہ بجے شب سے دو بجے تک مسدود کیا جائے، لیکن سرکار حکام نے یہ وقت بارہ بجے سے دو بجے کر دیا۔ مسجد شاہی جو فی الاصل قلعہ سے متعلق تھی جوابدائی عمل داری سرکار ہی میں واگذار ہوئی تھی، اہالیان لاہور نے اس مقدس جگہ کو ناجائز سیاسی امور کے واسطے استعمال کیا، جس پر متولیان مسجد نے جو خود مفسدہ پردازوں کو روک نہیں سکتے تھے سرکار سے امداد چاہی، یہی وجہ تھی کہ سرکار نے ایسا ناجائز استعمال بند کر دیا، ہم تہہ دل سے مشکور ہیں کہ حضور والا نے پھر اس کو واگزار کر دیا ہے۔

سرکار نے حج کے متعلق جو مہربانی کی ہے اس سے ہم نا آشنا نہیں اور مشکور ہیں۔ ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بہ دولت حاصل کیں، اگر ہمیں عمر خضر بھی نصیب ہو تو ہم ان احسانات کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتے۔

ہندوستان کے لیے سلطنت برطانیہ ابر رحمت کی طرح نازل ہوئی اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانے کی خانہ جنگیاں اور بد امنیاں اپنی آنکھوں سے

دیکھی تھیں اس سلطنت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

ہوئیں بدنظمیاں سب دور انگریزی عمل آیا

بچا آیا، یہ استحقاق آیا، بر محل آیا

ہم وہ احسان کبھی نہیں بھول سکتے جب ترکوں نے ہمارے مشورے کے خلاف کوتاہ اندیشی سے دشمنوں کی رفاقت اختیار کی تو ہمارے شہنشاہ نے ازراہ کرم ہم کو یقین دلایا کہ ہمارے مقدس مقامات کی حرمت میں سرمو فرق نہیں آئے گا، اس الطاف خسروانہ نے ہماری وفا میں نئی روح پھونک دی، ہَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (احسان کا بدلہ احسان کے سوا نہیں ہے)۔

ہم ان احسانوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ اب اس جنگ کے خاتمے پر صلح کا نفرنس سلطنت ترکیہ کی نسبت جلد فیصلہ ہونے والا ہے، ممکن ہے یہ فیصلہ مسلمانوں کی امیدوں کے برخلاف ہو، لیکن ہم بہ خوبی جانتے ہیں کہ اس فیصلے میں سرکار برطانیہ اکیلی مختار کار نہیں ہے بلکہ بہت سی طاقتوں کا بھی اس میں ہاتھ ہے۔ شہنشاہ معظم کے وزرا جو کوششیں ترکی کے حق میں کرتے رہے ہم اس کے واسطے سے ان کے بہر حال مشکور ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ جنگ مذہبی اغراض پر مبنی نہ تھی اور اپنے اپنے عمل کا اور اس کے نتائج کا ہر ایک ذمے دار ہے۔

رموز مملکت خویش خسرواں داند

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مفرش

مگر ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس بات کا خیال رکھے گی کہ مقامات مقدسہ کا اندرونی نظم و نسق مسلمانوں ہی کے ہاتھوں میں رہے اور ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جائیں تو اس نام ورتان دار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو ہماری وفاداری میں سرمو فرق نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور ہمارے پیروان اور

مریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکار برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں ہمیشہ سرکار کے حلقہ بہ گوش اور جاں نثار رہیں گے۔

ہمیں نہایت رنج و افسوس ہے کہ نا تجربہ کار نوجوان امیر امان اللہ خان والی کابل نے کسی غلط مشورے سے عہد ناموں کے اور اپنے باپ دادا کے طرز عمل کی خلاف ورزی کر کے خدا تعالیٰ کے صریح حکم وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (یعنی وعدے کا ایفا کرو، ضرور وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا) کی نافرمانی کی۔ ہم جناب والا کو یقین دلاتے ہیں کہ امیر امان اللہ کے اس طرز عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہم اہالیان پنجاب احمد شاہ کے حملوں اور نادر شاہی قتل و غارت گری کو نہیں بھول سکتے۔ ہم اس غلط اعلان کی جس میں اس نے سراسر خلاف واقعہ لکھا ہے کہ اس سلطنت کی مذہبی آزادی میں خدا نخواستہ رکاوٹ واقع ہوئی، تردید کرتے ہیں۔ امیر امان اللہ خان کا خان دان سرکار انگلشیہ کی بد دولت بنا اور اس کی احسان فراموشی کفران نعمت سے کم نہیں۔

ہم کو ان کوتاہ اندیش دشمنان ملک پر بھی سخت افسوس ہے، جن کی سازش سے تمام ملک میں بد امنی پھیلی ہے اور جنہوں نے اپنی حرکات ناشایستہ سے پنجاب کے نیک نام پر دھبہ لگایا ہے۔ مقابلہ آخر مقابلہ ہی ہے اور کبھی خموش نہیں رہ سکتا۔ یہ حضور والا ہی کا زبردست ہاتھ تھا جس نے بے چینی اور بد امنی کا اپنے حسن تدبیر سے فی الفور قلع قمع کر دیا۔ ان بد بختوں سے ازراہ بد بختی فاش غلطیاں سرزد ہوئیں، لیکن حضور ابر رحمت ہیں اور ابر رحمت زرخیز اور شور زمین دونوں پر یک ساں برستا ہے۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان گم راہ لوگوں کی مجنونانہ اور جاہلانہ حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، کیوں کہ ہمارے قرآن کریم میں یہی تلقین کی گئی ہے۔

لَا تَقْسِذَا فِي الْأَرْضِ يَعْنِي دُنْيَا میں فساد اور بد امنی مت پیدا کرو اور إِنَّ اللَّهَ

لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ یعنی بے شک خدا فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

حضور انور! اگر چہ آپ کی مفارقت کا ہمیں کمال رنج ہے۔

سر غم سے کھنچے کیوں نہ سردار ہمارا

لو ہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

لیکن ساتھ ہی ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین سرائیڈورڈ میکلیکین بہ

القابہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے، جن کا حسن اخلاق، رعایا

نوازی میں شہرہ آفاق ہے، جو ہمارے لیے حضور کے پورے نعم البدل ہیں، ہم ان کا

ولی خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم مثل سابق اپنی

عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے۔

حضور اب وطن کو تشریف لے جانے والے ہیں، ہم دعا گو یاں جناب باری میں

دعا کرتے ہیں کہ حضور مع لیڈی صاحبہ و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن پہنچیں،

تا دیر سلامت رہیں اور وہاں جا کر ہم کو دل سے نہ اتار دیں

ایں دعا از ما وار جملہ جہاں آمین باد

المستدعیان (۱)

مخدوم حسن بخش قریشی، مخدوم غلام قاسم سجادہ نشین خانقاہ، مخدوم شیخ محمد نواب

حسن، مخدوم سید حسن علی، سید ریاض الدین شاہ، پیر غلام عباس شاہ دیوان سید محمد پاک

پٹن، خان بہادر مخدوم حسن بخش آف ملتان، مخدوم صدر الدین شاہ آف ملتان، میاں

نور احمد سجادہ نشین، پیر محمد رشید، شیخ شہاب الدین، خان بہادر شیخ احمد، سید محمد حسین شاہ

شیر گڑھ ضلع منٹگمری (ساہیوال)، مخدوم شیخ محمد راجو آف ملتان، دیوان محمد غوث، محمد مہر

علی شاہ جلال پور، پیر محمد خضر حیات شاہ، صاحب زادہ محمد سعد اللہ آف سیال شریف،

سید غلام محی الدین آف گولڑہ شریف، سید قطب علی شاہ آف ملتان، پیر چراغ علی آف

(۱) اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ بریلوی انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ (ابوناغ)

ملتان، پیر ناصر الدین شاہ آف شاہ پور، پیر غلام احمد شاہ آف شاہ پور، مخدوم غلام قاسم

سجادہ نشین، سید نواز حسین شاہ آف شیر گڑھ ضلع منٹگمری، مولوی غلام محمد خادم گولڑہ

شریف، سید فدا حسین ضلع کیمبل پور، محمد اکبر شاہ آف شیر شاہ ملتان، غلام قاسم شاہ

آف شیر شاہ ملتان، مولوی سید زین العابدین شاہ آف ملتان، پیر چراغ شاہ کوٹ

سدھانہ جھنگ، محبوب عالم خادم گولڑہ شریف، منشی حیات محمد گولڑہ شریف، برہان

الدین خادم گولڑہ شریف۔

سید محمد علی الدین صاحب خاندان
سید محمد علی صاحب خاندان

مولوی محمد قاسم صاحب خاندان
مولوی محمد قاسم صاحب خاندان

سید محمد علی صاحب خاندان
سید محمد علی صاحب خاندان

سید محمد علی صاحب خاندان
سید محمد علی صاحب خاندان

لکھنؤ کے سرکار
 درگاہ
 جو فیض احمدی تیسرا قادیانی
 لکھنؤ کے سرکار
 لکھنؤ کے سرکار

لکھنؤ کے سرکار
 میر فخر الدین
 لکھنؤ کے سرکار

فخرت محمود فارم دی دہلی دارالعلوم
 لکھنؤ کے سرکار

سرکار علی گڑھ
 لکھنؤ کے سرکار

بانو بیاد محمد علی گڑھ
 لکھنؤ کے سرکار

محمد علی گڑھ
 لکھنؤ کے سرکار

لکھنؤ کے سرکار
 لکھنؤ کے سرکار

لکھنؤ کے سرکار
 لکھنؤ کے سرکار

لکھنؤ کے سرکار
 لکھنؤ کے سرکار

لکھنؤ کے سرکار
 لکھنؤ کے سرکار

لکھنؤ کے سرکار
 لکھنؤ کے سرکار

لکھنؤ کے سرکار
 لکھنؤ کے سرکار

لکھنؤ کے سرکار
 لکھنؤ کے سرکار

مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلی
فیروز آباد
فیروز آباد
فیروز آباد

صاحبزادہ محمد رفیع الدین صاحب دہلی
فیروز آباد

مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلی
فیروز آباد

مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلی
فیروز آباد

مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلی
فیروز آباد

مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلی
فیروز آباد

مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلی
فیروز آباد

مفتی محمد رفیع الدین صاحب دہلی
فیروز آباد

(۲)

علامہ اقبالؒ پر بریلویوں کی تکفیر:

مصور پاکستان علامہ اقبالؒ مرحوم (م ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء) پر بریلویوں کے فتویٰ کفر کے سلسلے میں عبد المجید سالک (م ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء) رقم طراز ہیں:

”سلطان ابن سعود کی تطہیر حجاز کے غلطی نے ہندوستان میں مسلمانوں کو دو مذہبی کیمپوں میں تقسیم کر رکھا تھا..... علامہ اقبالؒ سلطان ابن سعود کی حمایت میں بیان دے چکے تھے اور بدعتی علما ان کے خلاف خار کھائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک خوش طبع مسلمان کو دل لگی سو جھی، اس نے ایک استغنا مرتب کر کے مولانا ابو محمد سید دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں لاہور کو بھیج دیا۔ یہ صاحب اپنے شوق تکفیر کے لیے بے حد مشہور تھے۔ چنانچہ متعدد اکابر مسلمین کو کافر بنا چکے تھے۔ اس خوش طبع مسلمان نے اپنا نام ”پیر زادہ محمد صدیق سہارن پوری“ تجویز کیا۔“

(ذکر اقبال: ص ۱۲۷)

چنانچہ احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اور بریلویوں کے ”امام المحدثین“ مولوی دیدار علی صاحب بانی مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور نے علامہ اقبالؒ مرحوم کو کافر قرار دے دیا اور ساتھ ہی ان کے بایکٹ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”جب تک ان کفریات سے قابل اشعار مذکور توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کر دیں ورنہ سخت گناہ گار ہوں گے۔“

(ذکر اقبال: ص ۱۲۹، سرگذشت اقبال: ص ۱۹۱)

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”یہ ایک بہت بڑی دھاندلی تھی، چنانچہ چاروں طرف شور مچ گیا، مولوی دیدار علی صاحب پر لعن طعن و ملامت ہوئی، مولانا سید سلیمان ندوی

(خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) نے اس فتوے کو جاہلانہ فتویٰ قرار دیا۔

چوں کہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگانے والے بریلوی عالم ریاست الور کے رہنے والے تھے، اس لیے علامہ نے الور کے عنوان سے مفتی مذکور کے خلاف درج ذیل چار اشعار سپرد قلم فرمائے اور اسے انسانیت سے عاری اور اس کی اس حرکت کو گدھاپن قرار دیا۔

گر فلک در الور انداز و ترا
اے کہ می داری تمیز خوب و زشت
گویت در مصرعہ برجستہ
آں کہ بر قرطاس دل باید نوشت
آدمیت در زمین او مجو
آسمان این دانہ در الور نہ کشت
کشت اگر ز آب وہو خرسہ است
زاں کہ خاکش را خرے آمد سرشت
(روزگار فقیر: ج ۲، ص ۲۳۲)

مولانا ظفر علی خانؒ پر فتویٰ کفر:

مولانا ظفر علی خانؒ (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء) کی جانب جب بریلوی علمائے کرام کی عنایات متوجہ ہوئیں تو موصوف کو بھی فتویٰ تکفیر کا نشانہ بننا پڑا۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب کے صاحب زادے اور بریلویوں کے مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب نے مولانا ظفر علی خانؒ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ جسے بعد میں بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان اور شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سید ابوالبرکات صاحب نے پچیس سے زائد دیگر بریلوی علمائے دستخط کرانے کے بعد کتابی صورت

میں شایع کیا اور اس کا نام رکھا ”سیف الجبار علی کفر زمیندار“ مسمیٰ بہ نام تاریخی ”القصورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ“ ملقب بہ لقب تاریخی ”ظفر علی رمتہ من کفر“۔ اس فتوے پر دستخط کرنے والوں میں بریلویوں کے صدر الشریعہ مولوی محمد امجد علی صاحب مصنف ”بہار شریعت“ اور ان کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی اور شاہ احمد نورانی کے تایا جان مولوی مختار احمد صدیقی میرٹھی بھی شامل ہیں۔ اسی فتوے پر مولانا ظفر علی خان مرحوم نے فرمایا تھا۔

کوئی ترکی لے گیا اور کوئی ایران لے گیا
کوئی دامن لے گیا کوئی گریبان لے گیا
رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا
وہ بھی ہم سے چھین کر حامد رضا خان لے گیا

مولانا ظفر علی خانؒ کی جب تکفیر کی گئی تو مولانا محمد علی جوہرؒ نے اپنے اخبار ”ہم ورد“ میں اس کے بارے میں ایک مضمون شایع فرمایا تھا۔
(یہ مضمون ضمیمہ نمبر ۳ میں دیکھیے)

شغل تکفیر

بیسویں صدی ایجادات کے لیے مشہور ہے۔ دنیا کی آنکھوں نے اس صدی میں بہت سی ایجادات دیکھی ہیں۔ ہندوستان جنت نشان کے بعض خاص قسم کے علما اگر کوئی خاص قسم کی ایجاد نہ کر سکتے تھے تو کیا ان کے لیے بھی ناممکن تھا کہ فتوائے کفر کے پرانے طریقے کو جلادے کر اس میں الٹی سیدھی کوئی جدت پیدا کر سکتے۔ ایسے زمانے تو بہت کم ہیں کہ جب علما کا کوئی طبقہ ایسا موجود نہ ہو جو مسلمانوں کو کافر بنائے، لیکن ہمارے ہندوستان کے مولویوں کے اس طبقے نے جس کا دارالصدر بریلی شریف ہے اس سلسلے میں خاص نام پیدا کیا ہے۔ شغل کفر ہی ان کا دلچسپ مشغلہ ہے۔ مسلمان مریں یا جکیں، ان کی حالت تباہ ہو یا برباد، ان کے لیے ایک اور صرف ایک کام ہے، یعنی اچھے خاصے مسلمانوں کو کافر بنانا، اس صنعت کفر سازی میں خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ جدت بھی یقیناً قابل تعریف ہے کہ تو کافر۔ تجھے کافر نہ سمجھنے والا کافر۔ تیری بیوی پر طلاق۔ تجھے کافر نہ سمجھنے والے کی بیوی پر طلاق۔ غنیمت یہ ہے کہ ابھی تک سلسلہ اس سے آگے نہیں بڑھا۔ اگر طبع رسا زیادہ جولانیاں دکھانے لگے تو خدا معلوم سوائے کافر بنانے والے مولانا کے اور کوئی مسلمان باقی رہے بھی یا نہیں؟ یہ تو کچھ مشکل ہی نہیں کہ تو کافر، تیری اولاد کافر، تیری اولاد کی اولاد کافر، تیری بیوی پر طلاق، تیری اولاد کی بیویوں پر طلاق وغیرہ وغیرہ۔ اگر لیل و نہار یہی ہیں تو اندیشہ ہے کہ کفر اور طلاق کے اعلان بالجبر کا مرض بہت بڑھ جائے گا۔ اگر آپ نام نہاد انجمن حزب الاحناف کی کارروائیوں کو پڑھیں تو آپ ہماری طرح اس اندیشے میں گرفتار ہو جائیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ ”سیاست“ و ”زمین دار“ کے مقاطعہ کی تجویز حزب الاحناف میں پیش کی گئی۔ جرم یہ تھا کہ علما کے خلاف لکھتے ہیں۔ تجویز پر گفتگو

میں بات کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ مولوی دیدار علی صاحب شعر پڑھنے لگے۔ مولوی ظفر علی خان کے اشعار کفر کی دلیل میں پیش کیے گئے۔ پھر کیا تھا جو اٹھتا تھا کافر بناتا ہوا اٹھتا تھا۔ کافر بنانے والے بڑے باپ کے بڑے بیٹے حامد رضا خان صاحب بھلا اس میں کیوں کر حصہ نہ لیتے؟ انہیں تو بڑا حصہ لینا چاہیے تھا۔ کفر کے فتوے میں کون سی دیر لگتی ہے۔ ظفر علی خان کافر، اس کی بیوی پر طلاق ہے، کافر نہ سمجھنے والا کافر، اس کی بیوی پر بھی طلاق۔ یہ تھا فتویٰ۔

پنجاب کے بڑے پیر جماعت علی شاہ صاحب نے بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فتویٰ پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اصل تجویز تو کچھ بہت پیچھے سی پڑ گئی البتہ کافر گری کا شغل بہت نمایاں ہو گیا۔ لیکن جب کچھ دیر بعد ہوش آیا تو مقاطعہ کی تجویز پھر یاد آ گئی۔ وعدے ہوئے، دعوے ہوئے اور تجویز پاس ہو گئی۔ غرض یہ کہ یہ جلسہ ختم ہو گیا، ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو یہ خیال ہو کہ ہم نے بڑا کام کیا۔ لیکن جو شخص سوچ سمجھ سکتا ہے وہ تو اس جلسے کا حال سن کر خون کے آنسو روئے گا۔ آج مسلمانوں کی جو کچھ حالت ہے کیا اس کا اقتضایہ ہے کہ اس قسم کی لغویات میں وقت ضائع کیا جائے؟ اور ایسی مثالیں دنیا کے سامنے پیش کی جائیں جس سے مسلمان شرمندہ ہوں؟ اور دشمنان اسلام خوش۔

(ہم درد بہ حوالہ روزنامہ سیاست: ۳ جون ۱۹۲۵ء: ص ۷)

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی تکفیر:

علی برادران بھی بریلویوں کے خنجر تکفیر سے نہ بچ سکے چنانچہ مولانا شوکت علی صاحب گوکشی شخص نے حامیان اسلام میں سے کہا تو اس پر ارشاد ہوتا ہے:

”شوکت علی صاحب کو حامیان اسلام میں گناہ ہے، مگر یہ وہی ہیں جنہوں نے شرکین کی خوش نودی خدا کی خوش نودی مانی۔ رام دہائی پکاری، خدا کی رسی منبوط پکڑنے پر دین جاتا رہنا ممکن بتایا۔“ (دماغ انجیر، ص ۲۱)

نیز ان دونوں حضرات کے وجوہ کفر میں سے ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے:

”میرٹھ میں پنڈت سیتارام پرینڈنٹ جلسہ نے ایک قابلانہ تقریر کی اور شوکت علی کو پنڈت اور محمد علی کو لالہ کے خطاب سے منسوب کیا، جس پر ان دونوں نے اظہار مسرت کیا۔“ (تحقیقات قادریہ، ص ۴۲)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

”جب انہوں (علی برادران) نے مشرک کو اپنا امام ورہنما مانا تو امام اوپر ہونا ہی چاہیے اور یہ سب اس کے نیچے ضرور ہوں گے۔ لہذا یہ تشبیہ دینی ضرورت تھی کہ دماغ (گاندھی) اور خادم اور ہاتھ (علی برادران) نیچے اور دماغ کے خادم ہیں۔“ (تحقیقات قادریہ، ص ۲۵)

چوں کہ بریلوی حضرات کے نزدیک یہ دونوں حضرات کافر و مرتد تھے اس لیے ان کی وفات کے بعد بریلوی صاحبان غیر مسلموں کے مانند لفظ ”آں جہانی“ سے ان حضرات کو یاد کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس والوں کے کفر و ارتداد پر احمد رضا خان صاحب کے فتوے ”الدلائل القاهرہ علی الکفرۃ النیاسرہ“ کو جب ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ پر چسپاں کر کے شائع کیا گیا تو اس میں درج تھا:

”ستمبر ۱۹۱۷ء کے سالانہ اجلاس میں مسلم لیگ میں مشہور گاندھی لیڈر محمد علی آں جہانی اس کے صدر ہوئے، مگر جب وہ بد بچہ ممانعت گورنمنٹ شریک نہ ہو سکے تو کرسی صدارت پر ان کا فتوہ آویزاں کر دیا گیا۔“

(الدلائل القاهرہ، طبع بمبئی ۱۹۴۲ء، ص ۳)

یہ مسلم لیگ کے خلاف وہ فتویٰ ہے جس پر ۸۰ رضا خانی علما کے دستخط ثبت ہیں، لیکن افسوس کہ اب لاہور کے ایک بریلوی مکتبہ نے مسلم لیگ کے خلاف مواد خارج کر کے شائع کیا ہے۔ مگر الحمد للہ! انجمن ارشاد المسلمین لاہور نے رسالہ مذکورہ کا ۱۹۴۲ء والا ایڈیشن عکسی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا شوکت علی صاحب کے بارے میں بریلویوں کے شیر پیشہ سنت مولوی حشمت علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

”لیگیوں کے ایک بڑے بھاری بھر کم لیڈر آں جہانی بابائے خلافت الخ“

(ادکام نوریہ شریعیہ بر مسلم لیگ، ص ۲۵)

بریلوی حضرات کے فتوے کی رو سے اب جو لوگ ان بزرگوں کو کافر قرار نہیں دیں گے وہ خود کافر ہو جائیں گے (مولانا عبدالباقی فرنگی مٹلی اور علی برادران کے بارے میں توبہ کا جوڈھونگ آج کل کے بریلویوں نے رچایا ہے، اس کے مکمل اور صحیح پوسٹ مارنم کے لیے ”مجموعہ رسائل چاند پوری“ جلد اول ص ۵۱ تا ۵۶ حاشیہ ملاحظہ فرمائیں)۔

مولانا آزاد سبجائی پر کفر کا فتویٰ:

مولانا آزاد سبجائی (م ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء) نے لاہور میں طلبہ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”کیا وہ راستہ جو ملت اسلامیہ کے اجماع کا راستہ ہے اور جس پر تمام علمائے ہند اور حضرت مولانا محمود حسن جیسے شیخ الاسلام اور صدق و امانت کے حامل آپ کے رہنما ہیں کسی حالت میں گم راہی کا راستہ ہو سکتا ہے؟

اس پر جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی کی طرف سے درج ذیل فتویٰ شائع کیا گیا:

”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ یہ محمود الحسن وہی جناب ہیں جن کی مذہبی خباثت نمبر ۵۴ میں گذر چکی ہے۔ کیا اسلام ایسے مرتد کو شیخ الاسلام یا صدق و امانت کا حامل یا رہنمایا حضرت مولانا کے لفظ سے تعبیر کرنے کی اجازت کر سکتا ہے؟ کیا جو مرتد کی ایسی تعریف کرے خود کا فر مرتد خارج از اسلام نہ ہو گیا؟ مسلمانو! تمہیں انصاف سے کہنا خدا لگتی۔“

(تحقیقات قادریہ: ص ۴۲، شائع کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی)

مولانا عبد الماجد بدایونی کی تکفیر:

مولانا عبد الماجد بدایونی (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) پر بھی بریلوی حضرات نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ ملاحظہ ہوا را کہین جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ کی طرف سے شائع کردہ مضمون بہ عنوان ”روداد مناظرہ جناب مولانا مولوی سید سلیمان اشرف صاحب و مولوی ابوالکلام آزاد“، جو ماہ نامہ ”الرضا“ کے شمارہ رجب ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مناظرے کے بارے میں بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۸ء) نے احمد رضا خان صاحب کو ایک خط تحریر کیا تھا، جو ”الرضا“ کے شمارہ مذکورہ میں طبع ہوا تھا، مذکورہ خط میں بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی نے فتویٰ مذکورہ کی تائید کرتے ہوئے مولانا عبد الماجد بدایونی کے علاوہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی وغیرہ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔

ایک جلسے میں مولانا عبد الماجد بدایونی نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن گو صدر جلسہ منتخب کرنے کی پرزور تحریک فرمائی اور دیگر علما کی تائید سے حضرت موصوف صدر جلسہ منتخب ہو گئے۔ اس پر جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی کی طرف سے مولانا عبد الماجد بدایونی کے اس فعل کو کفر قرار دیا گیا اور لکھا گیا کہ

”مرتد کی اس درجہ تعظیم کہ وہ ساری پارٹی کے اوپر ہو اور ساری پارٹی اس کے نیچے ہو، کس درجہ موجب لعنت الہی ہوگی؟ افسوس کہ ایسے ہی جلسے میں علمائے اہل سنت کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی ع مسلمانو! تمہیں انصاف سے کہنا خدا لگتی

عالم تو عالم کیا ناخواندہ سنی مسلمان بھی (جس کے دل میں اسلام کا ورد اللہ اور رسول سے محبت، دشمنان خدا اور رسول سے بہ حکم خدا اور رسول عداوت ہو) ایسے جلسے میں شرکت روار کھے گا؟ اس پر یہ شور مچایا جاتا ہے کہ اس جلسے میں پانچ سو علما شریک تھے، کیا یہ سب بے دین تھے؟۔۔۔۔۔“
الخ (تحقیقات قادریہ: ص ۴۰، شائع کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی)

مولانا عبد القدیر بدایونی کی تکفیر

”جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی شائع کردہ کتاب ”تحقیقات قادریہ ملقب بہ پاسان مذہب و ملت“ کے ابتدائی ۱۶ صفحات میں ان تمام بدایونی بزرگوں کو خوب لتاڑا گیا ہے جو تحریک خلافت میں حضرت شیخ الہند کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان حضرات کی تکفیر کر کے ان کا تعلق اپنے سے کاٹتے ہوئے لکھا گیا کہ ”جس نے وہابیہ، دیوبندیہ نیچریہ وغیرہم بد مذہبوں سے علاقہ رکھا اس کا علاقہ ہمارے اکابر کرام سے ٹوٹ گیا۔ وہ قادری برکاتی دایرے سے خارج ہو گیا، بلکہ مدح و ستائش کفار پر یہ فرما دیا گیا کہ کفار کی تعریف کرنے والا انہیں کفار کے شمار میں ہے، انہیں کی رسی میں ہے، انہیں کفار کے ساتھ حشر ہوگا۔“ (ص ۹)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

”يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ“ ارشاد باری ہے: اس (قیامت) دن ہم پکاریں گے ہر گروہ کو اس کے امام کے نام سے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ کون بوا حسینی آل رسولی برکاتی قادری محمدی کہہ کر پکارا جاتا ہے اور

کون گاندھوی تنگی شیخ الہندوی کہہ کر پکارا جاتا ہے؟

ایک اور جگہ لکھا گیا ہے۔

”جس وقت مرتد کو شیخ الہند و صدر جلسہ بنایا ہوگا مشرکین و مرتدین و ہابیہ، دیوبندیہ، نیچریہ غیر مقلدین کو مسند و عظم پر بٹھایا ہوگا، جس وقت ان کو ایڈریس دیے ہوں گے، جس وقت ان کی مدح و ثنا کے خطبے پڑھے ہوں گے..... سچ کہہ دینا ورنہ دل ہی میں شرما کر توبہ کا اعلان دیدینا کہ اس وقت مسلمانوں کے آقا قاتل المشرکین والکفار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا صدمہ عظیم ہوا ہوگا..... مار ہرہ مطہرہ کے مشائخ کرام کی ارواح طیبات پر کیا گزری ہوگی؟ خصوصاً حضرت نوری میاں صاحب قبلہ کیسے غضبناک ہوئے ہوں گے؟ سیدی تاج الخول بدایونی اور مولوی عبد القیوم صاحب بدایونی کی ارواح کیسی بے چین و بے قرار ہوئی ہوں گی؟ قبریں لرز گئی ہوں گی۔“

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کیا شان الہی ہے۔ کل جن حضرات کے گھر سے بد مذہبوں کا چمکتا رد ہو رہا تھا۔ مشرکین و کفار پر اُخت بر سائی جاتی تھی، تکفیر کفار کی مشین سرگرم تکفیر تھی، آج اس گھر میں بالعکس اس کے مشرکین و کفار و مرتدین و بد مذہبوں سے اتحاد، اتفاق، دوستی، محبت، مودت و مالات قائم اور ان کے نیچے کام کیا جا رہا ہے۔“

بہین تفاوت رہ از کجاست تا کجیا (۱۰، ۹)

ایک اور مقام پر یوں گویا ہر اشانی کی جاتی ہے۔

”کدھر ہیں پارٹی والے قادری برکاتی نوری ہونے کے مدعی؟ خصوصاً جلسہ جمعیت علمائے مجموعہ و ہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین نیچریہ مشرکین وغیرہ دہلی میں شریک ہو کر اتحادی تقریریں کرنے والے مرتد (حضرت شیخ الہند

مولانا محمود حسن) کو اپنا صدر بنانے والے شرک کو ہادی و مذکر مبعوث من اللہ کہنے والے اور علمائے اہل سنت ایدہم اللہ یعنی رضا خانیوں کو مخالف اسلام، نصاریٰ کا تنخواہ دار دشمن سلطان اسلام بنانے والے؟ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر شرمائیں اور خود ہی انصاف کر لیں کہ حضرت میاں صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان والا شان کے مطابق شاہ ابو البرکات و جملہ مشائخ کرام سلسلہ مارہرہ سے علاقہ رہایا قطع ہو گیا۔

بہین کہ از کہ بریدی دبا کہ پیوتی!

دیوں سے جدا ہوا ستم گر

ایمان نکل گیا ستم گر

(شعر تحقیقات قادریہ: ص ۸)

مولانا عبد الماجد بدایونی اور مولانا عبد القدیر بدایونی وغیرہ پر مزید غصہ نکالتے ہوئے لکھا جاتا ہے:

”مسلمانو! دیکھا کہ جناب مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی کے پردادا اور مولوی عبد القدیر صاحب کے والد ماجد حضرت تاج الخول بدایونی علیہ الرحمۃ نے وعظ میں کیا نصیحت کی کہ کفار مرتدین و ہابیہ، نیچریہ روافض وغیرہم جیسے لوگوں کے ساتھ شدت بغض و عناد و عداوت کہ فعل صحابہ کرام فرمایا۔ (صفحہ ۱۱)

اسی بنا پر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا تھا

”(احمد رضا) خان صاحب کی روح اور ان کی موجودہ ذریت مجھے معاف

فرمائے کہ جس دن سے افتا کا قلمدان خان صاحب کے بے باک ہاتھوں

میں گیا ہے اس روز سے تو کفر اتنا سستا ہو گیا کہ اللہ کی پناہ اندوۃ العلماء

والے کافر، جو انہیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ علمائے دیوبند کافر، جو انہیں کافر

نہ کہے وہ کافر۔ غیر مقلدین اہل حدیث کافر۔ مولانا عبد الباری صاحب

فرنگی مٹائی کافر اور تو اور تحریک خلافت میں شرکت کے جرم میں اپنے برادران طریقت مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی کافر، مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی کافر۔ کفر کی وہ بے پناہ مشین گن چلی کہ الہی توبہ! بریلی کے ڈھائی نفر انسانوں کے سوا کوئی بھی مسلمان نہ رہا۔“

(فیصلہ کن مناظرہ: ص ۷۵)

مولانا نعمانی مدظلہ نے ڈھائی نفر مسلمانوں کا جو استثنائاً فرمایا ہے وہ بھی صرف ظاہری اعتبار سے ہے، ورنہ احمد رضا خان صاحب نے کفر کی ایسی زبردست مشین گن چلائی کہ اس کی زد سے خود بھی نہ بچ سکے۔ ملاحظہ ہو: احدى التسعة والتسعين اور شکوة الحاد جو مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول میں شامل ہیں۔

بہر حال اپنے بدایونی پیر بھائیوں کی تکفیر پر آج بھی بریلوی حضرات اظہار ندامت کے بجائے خوش ہیں، بلکہ اس کو احمد رضا خان صاحب کی حقانیت اور کمال ایمان کی علامت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

”شریعت غرا کے مقابلے میں ان کا کوئی اپنا نہ تھا نہ کوئی پرایا، نہ یگانہ نہ بیگانہ، نہ رشتہ نہ تھانہ کنبہ، نہ ہم خیال نہ مخالف، نہ پیر بھائی نہ تھانہ کوئی استاد بھائی..... اس ہنر و خوبی کے اعتراف کے بجائے دشمن دین و ایمان اس کو اعلیٰ حضرت کے لیے معایب و مطاعن کے طور پر استعمال کرتے ہیں کہ یہ سب کو العیاذ باللہ کافر کہتے ہیں۔ نہ پیر بھائیوں کو چھوڑا نہ ہم خیال علما کو بخشا..... حالاں کہ یہی ان کا ایمان کمال گواہی دے رہا ہے کہ آں جناب کو کسی سے ذاتی پر خاش نہ تھی..... اگر ایسا نہ ہوتا تو البتہ دیوبندی حضرات کہتے کہ دیکھیے! میرا اور فلاں کا جرم ایک ہے لیکن ہماری تکفیر کی، فلاں صاحب ان کے ہم عقیدہ وہم خیال تھے اس لیے ان کی تکفیر نہیں کی، یہ دو رنگی محض اغراض دنیاوی کی بنا پر ہے۔“ (انوار رضا: ص ۴۲۳)

مولانا معین الدین اجمیریؒ کی تکفیر:

سلسلہ خیر آبادی کے خاتم حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ (۱) اکابر علمائے دیوبند کو سچا پکا مسلمان سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ”فیصلہ خصومات“ میں علمائے دیوبند کے سچے پکے حنفی اہل سنت و جماعت ہونے پر جن چھ سو سے زائد اکابر علمائے دستخط موجود ہیں۔ ان میں نمبر ۱۳ پر مولانا موصوف کے دستخط موجود ہیں۔ نیز مولانا موصوف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک رسالہ ”القول الاظہر فیما يتعلق بمسئلة الاذان عند المنبر“ تالیف فرمایا تھا بعد ازاں احمد رضا خان صاحب کے فرزند ارجمند جناب حامد رضا خان نے مولانا معین الدین اجمیریؒ کے خلاف ایک رسالہ تحریر کیا، اس میں لکھا:

(۱) سلسلہ چشتیہ عالیہ کی مشہور خانقاہ ”سیال شریف“ کے موجودہ سجادہ نشین جناب خواجہ قمر الدین سیالوی مولانا معین الدین اجمیریؒ کے شاگرد ہیں اور خواجہ صاحب کو اپنے گرامی قدر استاذ کے ساتھ عشق کی حد تک محبت ہے۔ ایک بار اپنے استاد کی علمی شان بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا:

”میں بہ لحاظ علم و فضل انہیں (احمد رضا خان صاحب کو) اپنے استاذ علامہ معین الدین اجمیریؒ کے برابر نہیں سمجھتا۔“ (الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۷۷ ص ۷۷)

جناب محمود احمد برکاتی علامہ معین الدین اجمیریؒ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”مولانا فضل حق نے عدالت کے سامنے اپنی بے گناہی کے سلسلے میں جو کچھ کہا اور اپنی رہائی کے لیے جو کچھ کیا، صاف کہتا ہوں کہ یہ خلاف عزیمت فعل تھا اور حیات فضل حق میں یہ ورق کاٹ سیاہ ہو جاتا..... کاش مولانا فضل حق اپنے شاگرد کے شاگرد مولانا معین الدین اجمیریؒ کی طرح اپنے جرم کا اعتراف فرما لیتے..... مولانا نے حکومت کو چیلنج دیا کہ ”ہم اس کے اقتدار کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کو تباہ کر دینا چاہتے ہیں۔“ (فضل حق خیر آبادی اور سن ستاون: ص ۱۸-۱۷)

یاد رہے کہ مولانا اجمیریؒ جمعیت علمائے ہند میں اکابر علمائے دیوبند کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں اور ”امر وہ“ کے اجلاس جمعیت میں خطبہ صدارت بھی موصوف ہی نے پڑھا تھا۔ جب موصوف نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی تب جمعیت علمائے ہند کے سیاسی پلیٹ فارم سے جناب موصوف علاحدہ ہو گئے۔ علامہ اجمیریؒ کا انتقال ۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ کو ہوا۔ رحمہ اللہ رحمۃ ولسلۃ (انوار احمد)

”القول الاظہر سے ظاہر و مترشح ہے کہ اس کے مصنف کے نزدیک حد

درجے کے مفسدین فی الدین گنگوہی و تھانوی و نانوتوی و دیوبندی

مرتدین مسلمان ہیں۔“ (اجلی انوار رضا: ص ۱۳)

اور جو شخص حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی و حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو مسلمان سمجھے اس کے بارے میں احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ یہ ہے کہ

”جو شخص ان کو مسلمان سمجھے یا ان کے کفر میں شک رکھے یا ان کے کفر میں

توقف کرے وہ بھی کافر ہے۔“ (حسام الحرمین: ص ۶ ملخصاً)

کیا خوب کہا گیا ہے۔

نادک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں !!

(۵)

پاک بھارت کرکٹ میچ دیکھنے والے سب کافر ہیں

پاک بھارت کرکٹ میچ دیکھنے والوں کے بارے میں بریلویوں کے حکیم الامت کے فرزند ارجمند مفتی مختار احمد صاحب گجراتی نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ سب کافر ہیں۔ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ یاد رہے کہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی پاک بھارت کرکٹ میچ دیکھا تھا۔ گویا پورا ملک پاکستان مع صدر مملکت کے کفر کی آغوش میں چلا گیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اصل فتویٰ ملاحظہ ہو جو روزنامہ امروز میں شائع ہوا تھا۔

”سیال کوٹ (۳۴ اکتوبر اپ پ) جمعیت علمائے پاکستان کے ممتاز لیڈر

اور جامع مسجد کے خطیب مفتی ممتاز احمد گجراتی نے ہندوستان اور پاکستان

کے درمیان کرکٹ میچ دیکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا

ہے۔ انہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص پاکستان اور ہندوستان کے

درمیان کرکٹ میچ دیکھتا ہے اسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے۔“

(روزنامہ ”امروز“ لاہور، ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء: ص اول کالم ۸)

مولانا ظفر علی خان مرحوم نے بریلویوں کے فتاویٰ کفر کے بارے میں بالکل

درست اور بجا فرمایا تھا۔

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی

دبد کے قابل ہے اس کا انعکاس و انعطاف

مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانان ہند!

ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

(۶)

ائمہ حرین شریفین بریلوی فتوؤں کی زد میں

۱- استفتاء: کیا حکم شرعی ہے مسئلہ ہذا میں کہ شیخ عبدالعزیز ابن صالح امام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارے علمائے اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس کے بارے میں حکم شرعی ارشاد فرمائیں۔ غلام حسین

الجواب هو الموافق للصواب

صورت مسؤل عنہا میں معلوم ہو کہ مذکور امام صاحب وہابی عقاید رکھتے ہیں اور وہابی حضرات اہل سنت و جماعت کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی اقتدا میں اہل سنت کس طرح نماز ادا کر سکتے ہیں؟ اگر تفصیل دیکھنا ہو تو محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ نیز اس کے بعد جو علماء اس مسلک کے متبع رہے ہیں ان کی کتابوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔

فقط: العبد المجیب سید شجاعت علی قادری

۲۹ فروری ۱۹۷۶ء



۲- استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے متعلق کہ زید حج کو جا رہا ہے اور وہ سنی حنفی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے حج اور مدینہ پاک کی حاضری کے مسائل علماء سے سیکھنے شروع کیے۔ ایک عالم یہ فرماتے ہیں کہ حرین کی حاضری کے دوران بیت اللہ شریف اور مدینہ پاک میں جماعت سے نماز نہ پڑھنا، اس لیے کہ وہاں کے امام سنی بریلوی نہیں اور نہ ہی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی، لہذا نماز علاحدہ ہی پڑھنا اور دوسرے عالم فرماتے ہیں کہ حتی الامکان کوشش جدا نماز پڑھنے کی کرنا، کیوں کہ وہ امام وہابی اور گستاخ ہیں۔ اگر مجبوراً نماز ان کے پیچھے پڑھنی پڑ جائے تو ہو جائے گی۔ براہ کرم آپ بادل لیل واضح فرمائیں کہ زید (یعنی بندہ خود) حج پر جا رہا ہے نماز کیسے ادا کرے؟ فتوے سے ذرا جلد نوازیں کیوں کہ بندہ خود حج پر جا رہا ہے۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

معرفت عبدالرسول ہاشمی۔ مکان نمبر ۲۶، بلاک A، وھاڑی بازار، پورے والا (ملتان)

الجواب وهو الموافق للصواب

حرین شریفین خلد ہما اللہ تعالیٰ کے امام غیر مقلد نجدی ہیں، لہذا ان کے علاوہ سنی علماء جو دوسرے ملکوں سے حج کے لیے جاتے ہیں اکثر اپنی جماعت علاحدہ کراتے ہیں، لہذا وہاں کوشش کرنا کہ اہل سنت کا کوئی گروہ مل جائے تو ان کے ساتھ جماعت سے پڑھتے رہیں اور کوئی سنی امام نہ ملے تو پھر اکیلے فریضہ بغیر جماعت ادا کرتے رہنا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

ابوالخلیل غفرلہ خادم الافاء جامعہ رضویہ، لائل پور

۲۵ نومبر ۱۹۷۵ء

(۷)

جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان، جنرل سوار خان گورنر پنجاب
چوہدری ظہور الہی سابق وفاقی وزیر، اور پیر پگاڑا وغیرہ پر کفر کا فتویٰ

کیا وہ نہ ہر علمائے دین و ملت (سنت و رسم) کے

موجودہ دور میں جنرل ضیاء الحق سوار خان، صدر الہی سید پگاڑا وغیرہ نے یہ
بددیہانوں اور بددینوں کے خلاف فتویٰ جاری کیے ہیں جو کفر کا فتویٰ
نہیں دیتے ہیں؟ اعلیٰ حضرت کا مندرجہ بالا فتویٰ اور ان کے متعلقہ فتویٰ
نہایت ہی عجیب و غریب ہیں۔

جنرل سوار خان کے

الکوار

حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے شروع ہونے والے فتویٰ
دعوتِ اسلامی کے نزدیک بددیہانوں کے ہر علمائے دین و ملت کے
سمان سے بھی اونچے اور ان کی رتبہ اور مقام سے بھی اونچے ہیں۔
خدا کو کوئی شے ایسا نہیں ہے۔

مقطع الحسبہ المحبیب

سید شجاعت علی قادری

۱۴۰۹ھ



(۸)

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لوليه والصلوة على اهلها
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَصَتْ غَزْلُهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةِ أَكْثَا (سورہ نحل: ۹۲)
خدا کی فرمان ہے کہ اس عورت کی چال مت چلو جس نے پہلے اپنا سوت
کا تاج پھر اسے توڑ کر ریشہ ریشہ کر دیا۔

رَبِّ السَّيِّئِينَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ (مع قولہ تعالیٰ) فَلَبِثْتُ فِي
السَّيِّئِينَ بَضْعَ سِنِينَ (سورہ یوسف: ۳۳، ۳۲)
یوسفی دعا ہے کہ

”اے بارخدا! میں مدتوں تک جیل کی تنگ اور تاریک کوٹھڑی میں قید
و بند ہو کر رہنا قبول کر لوں گا مگر عفت اور سچائی کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔“
پھر بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے، پھر کئی سال قید میں
رہا۔“

ابن الوقت ولایت شاہ

اور

اس کے پیر کی مذہبی حرکات

احباب کو معلوم ہے کہ تحریک احرار کے سلسلے میں ہزاروں نفوس اور صد ہا قابل
ہستیوں نے گھربار چھوڑ ثبات قدمی سے جیلوں میں اس طرح جا ڈیرے ڈالے کہ
كَانَهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ (سورہ قمر: ۷)
”نکل پڑیں قبروں سے جیسے مٹی۔“

تحریک کامیاب ہوئی یا ناکام؟ اس پر بحث کا یہ موقع نہیں۔ اس وقت تو مجھے یہ
ظاہر کرنا ہے کہ اہالیان گجرات نے بھی ادنیٰ سے اعلیٰ تک اس میں کافی حصہ لیا اور پیر

ولایت شاہ صاحب لیڈر بن کر اس میں پیش پیش تھے۔

جَسَدُ لَهُ خُورَ الْفَرِّ يَوْمَ أَنَّهُ لَا يَكْلَمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا

(سورہ اعراف: ۱۴۸)

”ایک بدن کہ اس میں گائے کی آواز تھی، کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا اور راستہ بھی نہیں بتلاتا؟“

ان دنوں تحریک گجرات میں زوروں پر تھی، جتنے پیر صاحب کی مسجد سے بن کر نکلا کرتے تھے اور جلوس خوب دھوم دھام سے بہ مع بلبہ بازاروں کا گشت لگاتا ہوا سٹی تھانے کی طرف روانہ ہوا کرتا تھا۔ پیر صاحب بھی جتنے کو رخصت کرنے کے لیے اس کے ہم راہ تشریف لاتے اور کبھی پرانی جیل کے قریب اس کا استقبال فرمایا کرتے۔ پھر وہاں فوارے پر کھڑے ہو کر پڑھے لکھے بغیر ہی خداداد قابلیت سے فاضلانہ تقریر بھی اپنے ارادت مندوں کو سنایا کرتے کہ

لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ۔ (سورہ انفال: ۳۸)

”کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں۔“

چوں کہ بمطابق

يُحِبُّونَ أَنْ يُخَمِّدُوا بِمَالِهِمْ يَفْعَلُوا (سورہ آل عمران: ۱۸۸)

”تعریف چاہتے ہیں بلا کچھ کیے۔“

اور يَا خُذُوا عَرَضَ هَذَا الْأَرْضِ۔ (سورہ اعراف: ۱۶۹)

”لے لیتے ہیں اسباب اس ادنیٰ زندگانی۔“

پیر صاحب کے دل میں ایک تڑپ تھی، پھر روشن ضمیر بھی تھے، اس لیے نہایت دور اندیشی سے بہ مطابق فر من المطر وقام تحت الميزاب ایک جتنے میں نہایت طمطراق اور کرفر کے ساتھ زندہ باد کے فلک شکاف نعروں میں پھولوں سے لدے لدائے گھوڑے پر سوار ہو کر مبلغات علیہا السلام سے مصافحہ کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ (سورہ قصص: ۷۹)

”اور پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے بڑے ٹاٹھ سے۔“

اور یہ مع مریدان باصفا گرفتار ہو گئے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ (سورہ قصص: ۷۶)

”اللہ کو پسند نہیں ہیں اترانے والے۔“

اور انبالہ جیل میں کچھ دن رہ کر عوام سے برائے نام خراج تحسین حاصل کر لیا۔ مگر چوں کہ خدا تعالیٰ آپ کی حقیقی پوزیشن ظاہر فرمانا چاہتا تھا اس لیے اس نے مقدمہ کی تصویر کا دوسرا رخ آپ کے سامنے پیش کر دیا، جس میں آپ کی اصلی عزت مضمر تھی۔ بس پھر کیا تھا! پیر صاحب لگے ادھر ادھر جھانکنے تاکنے کہ این المفتر، ہائے کہاں بھاگوں؟ آخر سفارش کی سوچھی۔

فَهَلْ لَنَا مِنْ شَفْعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا (سورہ اعراف: ۵۳)

”سوا ب کوئی ہماری سفارش کرنے والے ہیں تو سفارش کریں۔“

سفارش پر سفارش ہوئی اور آپ کے گواہوں نے بھی آپ کی خاطر خوب دل کھول کر دروغ بافیاں کیں، مگر ادھر سے یہی جواب ملتا رہا کہ

إِنَّهُ عَمَلٌ غَنُرُ صَالِحٍ۔ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ

”اس کے عمل اور گم راہی میں کوئی شک نہیں تھا۔“

آہ یہ وہ مقام ہے (۱) کہ جہاں ہر نفلی ولایت اور فرضی کرامت کا خاتمہ اور حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے اور یہاں ہی سے مشرکانہ استمداد کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

لَبِئْسَ الْمَوْلَى وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ

(۱) سنا گیا ہے کہ عدالت میں پیش ہوتے وقت ماتھے پر تعویذ لکایا کرتے تھے۔ اس کی بے اثری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ترکی گالیوں کی حفاظت کے لیے ہوگا، غلطی سے اس جگہ کو لیا گیا۔

فَبِئْسَ الْقَرِينِ

ضَعُفَ الطَّالِبِ وَالْمُطْلُوبِ

هَذَا لَكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ

وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ

وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ

جس طرح دنیا میں پیر صاحب اپنے ارادت مندوں کے پیش نظر آتے رہے اسی طرح وہ قیامت کو بھی ان کے پیش رو ہوں گے۔ گو یہاں پر آپ نے مشکل کشائی اور دستگیری کی بجائے ان سے علاحدگی اختیار کرتے ہوئے معافی کے ذریعے اپنی جان بچا کر قدرے نیک نامی اور شہرت حاصل کر لی ہے۔ مگر وہاں پر یہ عزت دار علی رؤس الاشہاد دو چند ہو کر پورے طور پر آپ کے گلے کا ہار ہوگی، اور اپنے مریدوں سے ایک لمحہ بھر بھی کبھی جدا نہ ہوں گے۔

يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَوْدَدَهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ الْوِزْدُ الْمَوْزُودُ ۝ وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ بئسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ (سورہ ہود: ۹۸: ۹۹)

”آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کا دن، پھر پہنچائے گا ان کو آگ پر اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے۔ اور پیچھے سے ملتی رہی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن بھی، برا انعام ہے جو ان کو ملا۔“

جب پیر صاحب کو ہر طرف سے مایوس ہو کر مائلنا من مَحِيص اور وَلَا شَفِيع يُطَاع پر پورا یقین ہو گیا تو اپنے پیر و مرشد (۱) کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنا معافی

(۱) اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور تاج کی زبان سے بھی معلوم ہوا ہے کہ پیر جماعت علی شاہ کو مسجد نبوی میں مقرر امام سے پیشتر علاحدہ جماعت کرانے اور اس کا کنواں توڑنے پر جب شہر بدر کیا گیا تو آپ نے معافی مانگ کر داخلے کی اجازت حاصل کر لی۔ يُخْرِقُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ (سورہ حشر: ۲)

نامہ جو کئی ایک پاکیزہ جھوٹوں پر مشتمل ہے، عدالت میں داخل کر دیا۔ مَّا اعْتَدِينَا، مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ۔ مگر چوں کہ جھوٹ کے قدم نہیں ہوتے، اس لیے آپ کو دوسرا معافی نامہ صاف اور صریح لفظوں میں پیش کرنا پڑا۔ فَاعْتَبِرْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ

فَهَلْ إِلَى مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ

جس کی منظوری آپ کے حلقہ ارادت میں ایک شان دار اور سب (۱) سے پہلی کرامت ہوگی اور ہم بھی آپ کو اس پر مبارک باد عرض کرتے ہیں کہ بئسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا

گر قبول افتد زہے عزو شرف

ذیل میں ہر دو معافی ناموں کا مصدقہ نقل بہ مع بیان پر اسکیوننگ انسپکٹر پولیس و حکم جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گجرات پیش خدمت ہے۔

اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَذَابًا حَسِينًا (سورہ بنی اسرائیل: ۱۴)

”پڑھ لے نامہ اعمال اپنا لکھا ہوا، تو بس کافی ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا۔“

قارئین خصوصاً اہالیان گجرات سے التماس ہے کہ وہ پیر صاحب کی چشم دید کوششوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے ہر دو معافی ناموں کو بالمقابل ملاحظہ فرما کر آپ کے صدق و صفا اور اولوالعزمی کی داد دیں۔

(۱) پہلی نہیں دوسری بلکہ تیسری نہیں بلکہ چوتھی ہے۔ پہلی کرامت تو آپ کی وہ تھی جب سائیں کرم الہی مجذوب کی وفات پر آپ نے اس کے غسل اور استنجا کا پانی متبرک سمجھ کر پیا اور پلایا۔ اور دوسری کرامت آپ کی وہ تھی جو دیوبندیوں حنفیوں سے مناظرہ کر کے آپ کے مناظر نے ایک شان دار ہزیمت دلوائی تھی۔ اور تیسری کرامت آپ کی وہ ہے جو آپ کے جاہلانہ وعظوں اور غیر مہذبانہ خطبوں سے متاثر ہو کر اطراف کے شیعوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ چنانچہ نواحی شیعوں نے اب سبز کو بی اور تمبر بازی کے لیے امام باڑہ تیار کر کر گھوڑا بھی نکال شروع کر دیا ہے۔ پھر آپ کا کذبات پر مشتمل معافی نامہ کیا کم کار خیر ہے۔ اینما یوجہ لایات بخیر (لائتہ)

نقل معافی نامہ مشمولہ مسل

بہ مقدمہ ذیل بہ عدالت فوج داری بہ اجلاس جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر بی۔ اے مجسٹریٹ درجہ اول بہ مقام صدر گجرات نمبر مقدمہ فوج داری ۹۹۱۲ تاریخ رجوع ۱۲/۱۲/۳۱ تاریخ فیصلہ ۲۵/۳۲ بہ مقدمہ سرکار دولت مدار بہ نام سید ولایت شاہ سکنہ گجرات ملزم (چالان زیر دفعہ ۱۱ تعزیرات ہند) جناب عالی! مظہر حسب ذیل عرض کرتا ہے:

مظہر ایک مذہبی واعظ ہے جس کا کام قرآن شریف اور احادیث سے عوام الناس میں مذہبی تلقین کرنا ہے۔ مظہر نے سرکار عالیہ کی کبھی کوئی مخالفت نہیں کی اور نہ ہی کسی ریاست کے خلاف کبھی لوگوں کو اکسایا ہے اور نہ ہی لوگوں کو جتنے بنا کر ریاست میں بھیجنے کی انگخت کی ہے اور نہ ہی آئندہ ایسا کرنے کا ارادہ ہے، بلکہ مظہر رعایا کا ایک وفادار فرد ہے۔ مظہر نے اپنی دانست میں کبھی حدود قانون سرکار سے تجاوز نہیں کیا بلکہ صرف مذہب اسلام کی اشاعت پر ہی اکتفا کیا ہے اور قرآن مجید پڑھ کر لوگوں کو سنایا ہے۔ اگر مظہر کی طرف سے کوئی ایسا فعل سرکار کی رائے میں سرزد ہوا ہو جو قانون کی زد میں آجاتا ہے تو اس کا از حد افسوس ہے اور مظہر سرکار کو یقین دلاتا ہے کہ کبھی دانستہ ایسے فعل کا مرتکب نہیں ہوا اور نادانستہ قانون شکنی کی وجہ سے معافی کا خواستگار ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ غلط فہمی کا موقع پیدا نہ ہونے دوں گا۔ ۲۹/۴/۳۲ عرضے

ولایت شاہ سکنہ شہر گجرات بہ ذریعہ ملک عبدالرفیع صاحب پلیڈر صاحب پلیڈر ۲۹/۴/۳۲ دستخط بہ حروف اردو ولایت شاہ بہ قلم خود (تصدیق زبان انگریزی)

میرے روبرو دستخط کیے گئے۔ دستخط ولایت شاہ بہ قلم خود۔

دستخط قاضی رحمت اللہ صاحب بہادر بی۔ اے مجسٹریٹ درجہ اول بہ مقام صدر گجرات۔

نقل معافی نامہ مشمولہ مسل

بہ مقدمہ ذیل بہ عدالت فوج داری بہ اجلاس جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر بی۔ اے مجسٹریٹ درجہ اول بہ مقام صدر گجرات بہ مقدمہ سرکار دولت مدار بہ نام سید ولایت شاہ سکنہ گجرات ملزم (چالان زیر دفعہ ۱۱ تعزیرات ہند) جناب عالی!

میں اپنے سابقہ فعل کی معافی چاہتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ کسی تحریک خلاف موجودہ گورنمنٹ میں حصہ نہیں لوں گا۔ میں پہلے بھی گورنمنٹ کے خلاف نہیں تھا اور آئندہ بھی نہ ہوں گا۔ میں صرف مذہبی واعظ ہوں اور اشاعت اسلام کرتا ہوں۔

دستخط ولایت شاہ بہ قلم خود گجرات ۲۵/۳۲ سید محمد شفیع پلیڈر۔ دستخط بہ حروف انگریزی

نقل بیان پراسیکیوٹنگ انسپکٹر پولیس

مشمولہ مسل بہ مقدمہ ذیل بہ عدالت فوج داری بہ اجلاس جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول بہ مقام صدر گجرات نمبر مقدمہ فوج داری ۹۹۱۲ تاریخ ۱۲/۱۲/۳۱ تاریخ فیصلہ ۲۵/۳۲ بہ مقدمہ سرکار دولت مدار بہ نام سید ولایت شاہ سکنہ گجرات۔ ملزم (چالان زیر دفعہ ۱۱ تعزیرات ہند)

بیان پراسیکیوٹنگ انسپکٹر پولیس

چوں کہ سید ولایت شاہ ملزم نے معافی مانگ لی ہے، اس لیے بہ حکم صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر گجرات مقدمہ برخلاف ولایت شاہ ملزم بہ منشا زیر دفعہ ۴۹۴ ضابطہ فوج داری واپس لینا چاہتا ہوں۔ اجازت بخشی جاوے۔ ۲۵/۳۲

فتوائے مبارکہ مرکزی انجمن حزب الٹا ہند لاهور

استفتاء

بسم الله الرحمن الرحيم في غده ونصلي على جيبه الكريم

کیا فراتے ہیں علمائے دین کہ یہ کافروں کے وقت کا خیال کرتے ہوئے تمام کلمہ گو کو ایک جگہ پر جمع کرنا جائز ہے خواہ وہ کچھ مذہب کا ہو۔

اور اگر یہ کہتا ہے کہ جب شریعت مطہرہ نے دین و ملت اور اہل ہدایت و ایمان کو نامائز و ممنوع رکھا ہے تو وہ تمام فرقے جن میں اہل ہدایت اور اہل بدعت ہیں، جگر و کتھڑ و بیشتر منافقینہ و مرتدین شامل ہیں ان کا اتحاد و اتفاق کیے بغیر ہرگز نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ کہتا ہے کہ اگر کسی کی تکفیر جائز نہیں ہے تو جو کچھ ہے، جو درمیان اسلام خواہ وہ کسی مذہب شریک ہو، سرشتی ہو یا نہیں، مگر علمائے دین طہیسی نے انکار کیا، خارج از اسلام بنایا، ان کے ساتھ کلمہ است و مراقت کو قطعاً حرام بیان کیا ان پر کفر کے فتوے دیے۔ لہذا علمائے سنت ان چند باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے فیہر جائز یا نہ جائز حکم شرع جواب دیتے فرمادیں۔

(۱) یہ جماعت مسلم لیگ کہتی ہے، کیا انہی ہم اہل سنت کا اتفاق اتحاد و شرفاً جائز ہے؟ اور کیا ان لیڈروں کا یہ بیانیہ درست ہے اور ان پر اعتبار صحیح ہے؟

(۲) مسلم لیگ کی حمایت کرنی اس میں چند سید ہیں اس کا مرتبہ اس کی امت و تبلیغ کرنا کیا ہے؟

(۳) ان کے احوال و اقوال سے گراہی ظاہر ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۴) جبکہ ہندو سرکار اور مسلمانوں کے دشمن ہیں تو جو وہ صورت کی شریعت مطہرہ پر اجازت دیتی ہے کہ تمام کلمہ گو جن میں باغی خارجی کا وہابی و اہل نچری و کچھ دوسری بھی ہیں، اہل سنت کو ان سب سے شفیق و متحد ہونا چاہیے؟

(۵) کیا ایسی صورت میں مصلحت و وقت اجازت دیتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان واجب الادب خان قلاتو کلام ولا تشاؤم و لا تفسدوا علیہم ولا تفسدوا علیہم کو کہیں پشت ڈال دیا جائے۔

(۶) بعض اچھے کوٹھن کہتے ہیں کہ اگر مشرک یا کافر باغی بیچے جانتے ہوئے اپنا بیٹا مانے اور قائم اعظم کہے اور اس کی حالت کہے، تبلیغ کر دے اور اس کی طرف ترغیب دے تو کیا ہے اور اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۷) زید و بکر میں سے اپنے اپنے قول میں کون حق ہے۔ بینوا تو جبر و اعتدالموٹی الجلیل

الجواب الموفق للصواب

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کسی کلمہ گو نے کفار و مشرکین کی جماعت سے جس کا مخالف احکام شرعیہ و سنائی اصول فیہ ہونا اس کی کارروائیوں سے ظاہر ہو رہے ہیں، ان کو نہ ہندو شاہنشاہ کا زور کہیں کفر و شرک کے ترانے بندہ سازم کا شہر کہیں مسلمانوں کے پیروں کو دود بائند میں نیچا کر ان سے سرسوی دیری کی پکارنے کی کوشش کہیں تعلیق و لگ کے کا گریہ جنت کے تعظیم و بزرگوں کی پرورد جوش کہیں اس کو لڑائی کی تفسیر کہیں کہیں ہندو شاہنشاہ کا زور کہیں کہیں کفر و شرک کے ترانے کی تفسیر و توصیف داخل کرانے کا جوش کہیں ہندوؤں کی مصلحت انسان حکومت ہندوستان میں قائم کرنے کا جوش کہیں کہیں اپنی اکثریت کے لحاظ سے کفار و مشرکین کی ایک جماعت اس میں شامل کہلانے والے جو شامل ہیں وہ تو ان کا مذہب و ملت اور ان کی فطرت و عظام دنیا کے کفر و کلمہ گو کے انہوں تک پہنچے ہیں۔

دستخط بہ حروف انگریزی پراسیکیوٹنگ انسپکٹر صاحب پولیس

دستخط بہ حروف انگریزی قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول گجرات

دلاتے جو تھے ہم کو جوش غزا

سنا کر ہمیں قصہ کربلا

وہی پیٹھ اپنی گئے ہیں دکھا

جو پیش آیا اک ادنی سا ابتلا

ہوئے ایسی معافی کے وہ خواستگار

کہ نام غزا بھی نہ لیں زینہار

نقل حکم آخر

بہ عدالت فوج داری اجلاس جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول
بہ مقام صدر گجرات

نمبر مقدمہ فوج داری ۹۹۱۲ تاریخ رجوعہ ۱۲/۱۲/۳۱ تاریخ فیصلہ ۲۵/۲۳

بہ مقدمہ سرکار دولت مدار بہ نام سید ولایت شاہ سکنہ گجرات ملزم (چالان زیر دفعہ
۱۱ تعزیرات ہند)

حکم

حسب بیان پراسیکیوٹنگ انسپکٹر پولیس ملزم ولایت شاہ زیر دفعہ ۴۹۳ ضابطہ فوج
داری بری ہووے۔ ۳۵/۳۲۔ مسل بعد تکمیل داخل دفتر ہووے ۳۵/۳۲

دستخط بہ حروف انگریزی جناب قاضی محمد رحمت اللہ صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ
اول صدر گجرات۔

بس جی بس معلوم شد بافندگی!

المشتر: منشی اللہ دتتا عریض نویس گجرات (طبع اول ۱۹۳۲ء)

- (۲۰) حضرت مولانا عبدالغفور مدنی
(۲۱) حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی
(۲۲) حضرت قاری سید حسن شاہ بخاری
(۲۳) حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی
(۲۴) حضرت مولانا عبدالجنان کیمبل پوری
(۲۵) حضرت قاری سید عبدالعزیز
(۲۶) حضرت مولانا حافظ غلام محمد
(۲۷) حضرت مولانا سعید احمد خان
(۲۸) حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدی
(۲۹) حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ سکھروی
(۳۰) حضرت صوفی محمد اقبال ہوشیار پوری
(۳۱) حضرت سید حبیب محمود مدنی
(۳۲) حضرت مولانا منظور احمد الحسینی
(۳۳) حضرت مولانا معین الدین ہزاروی
(۳۴) حضرت مولانا عبدالقدوس دیوبندی
(۳۵) حضرت مولانا عبدالحق عباسی
(۳۶) حضرت مولانا عبدالرحمن عباسی
(۳۷) حضرت مولانا حکیم بنیاد علی ابن حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری
(۳۸) حضرت مولانا عبدالحق بنوری
(۳۹) حضرت مولانا حامد مرزا
(۴۰) حضرت مولانا عبدالکریم دہلوی (نبیرہ حضرت شاہ عبدالغنی)
(۴۱) حضرت مولانا ہاشم بخاری

- (۴۲) حضرت مولانا عبدالقدوس بنگالی
(۴۳) حضرت مولانا محمد اسماعیل برماوی (تلمیذ حضرت سہارن پوری)
(۴۴) حضرت صوفی محمد اسلم
(۴۵) حضرت مولانا قاضی نور محمد ارکائی
(۴۶) حضرت مولانا محمد احمد
(۴۷) حضرت مولانا لعل محمد
(۴۸) حضرت مولانا عبدالحمید مظاہری
(۴۹) حضرت مولانا محمد قاسم برماوی
(۵۰) حضرت مولانا شیخ محمود احمد
(۵۱) حضرت شیخ کامل سندھی
(۵۲) حضرت قاری عبدالرشید لدھیانوی
(۵۳) حضرت قاری عبدالرؤف (مدرس حرم مدنی)
(۵۴) حضرت قاری عبدالرحمن تونسوی (مدرس حرم مدنی)
(۵۵) حضرت قاری محمد رمضان (مدرس حرم مدنی)
(۵۶) حضرت قاری غلام رسول (مدرس حرم مدنی)
(۵۷) حضرت قاری عبدالغفور (مدرس حرم مدنی)
(۵۸) حضرت مولانا عبدالمالک مراد آبادی (مدرس حرم مدنی)
(۵۹) حضرت شیخ محمد خیاط (واعظ حرم نبوی)
(۶۰) حضرت مولانا عبدالعزیز مشرقی (تلمیذ حضرت گنگوہی)
(۶۱) حضرت مولانا حاجی غلام حسین
(۶۲) حضرت مولانا عبدالمنغیث ہندی
(۶۳) حضرت مولانا حاجی محمد انیس

(۶۴) حضرت مولانا عبدالوحیدؒ

(۶۵) حضرت مولانا عبدالکریمؒ

جنت المعلیٰ میں مدفون علمائے دیوبند رحمہم اللہ

(۱) حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکیؒ (نبیرہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ)

(۲) حضرت مولانا سخاوت علی جون پوریؒ

(۳) حضرت مولانا نواب قطب الدینؒ

(۴) حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

(۵) اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

(۶) حضرت علامہ سید عبدالرحمن کاندھلویؒ

(۷) حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ

(۸) حضرت مولانا الہی بخش فیض آبادیؒ

(۹) حضرت مولانا اکرم الدین بنگالیؒ (فاضل دیوبند، معلم مکہ مکرمہ)

(۱۰) حضرت مولانا قاری احمد مکیؒ

(۱۱) حضرت قاضی مرتضیٰ حسین حیدر آبادیؒ

(۱۲) حضرت مولانا صادق الیقین کرسویؒ

(۱۳) حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادیؒ

(۱۴) شیخ القرا حضرت قاری عبداللہ مکیؒ

(۱۵) حضرت مولانا حاجی عبداللہ بیچ آبادیؒ

(۱۶) حضرت مولانا شفیع الدین ٹیکنویؒ

(۱۷) حضرت مولانا کوثر علی ٹیکنویؒ

(۱۸) حضرت مولانا محمد حسن سواتیؒ (تلمیذ حضرت گنگوہیؒ)

(۱۹) حضرت مولانا منصور علی مراد آبادیؒ

(۲۰) حضرت ملا نواب خاں پشاورؒ

(۲۱) حضرت مولانا خلیل الرحمن مکیؒ (نومسلم)

(۲۲) حضرت مولانا محمد سعیدؒ (مہتمم ثانی مدرسہ صولتیہ - مکہ مکرمہ)

(۲۳) حضرت مولانا ریاض الحسن باغ پٹیؒ (مجاز حضرت تھانویؒ)

(۲۴) حضرت مولانا محمد شفیع جون پوریؒ (تلمیذ حضرت تھانویؒ)

(۲۵) حضرت مولانا محمد سلیم کیرانویؒ (مدرسہ صولتیہ)

(۲۶) حضرت مولانا محمد یامین کاندھلویؒ (تلمیذ حضرت شیخ الحدیثؒ)

(۲۷) حضرت مولانا حبیب اللہؒ (ابن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ)

(۲۸) حضرت مولانا خیر محمد مظفر گڑھیؒ (تلمیذ حضرت سہارن پوریؒ)

(۲۹) حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ (ابن حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ)

(۳۰) حضرت مولانا مفتی محمد خلیلؒ (تلمیذ حضرت مدنیؒ)

(۳۱) حضرت مولانا محمد فاضل عثمانیؒ

(۳۲) حضرت مولانا مسعود شمیم کیرانویؒ

(۳۳) حضرت مولانا محمد سعید عباسیؒ (ابن حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ)

(۳۴) حضرت مولانا مظفر احمد برمیؒ (خلیفہ حضرت مدنیؒ)

(۳۵) حضرت مولانا عبدالرحمن رحمانیؒ

دیوبندی عورتوں سے نکاح حرام اور زنا جائز

(نعوذ باللہ) بریلویوں کی ہرزہ سرائی اور اس پر سزا

بھارت میں جہاں آئے دن ہندو مسلم فسادات ہوتے رہتے ہیں، حالات کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان آپس میں مل کر قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق ”بَنِيَانٌ مَّرْصُوصٌ“ (سورہ صف: ۴)

”جس میں سیسہ پلایا گیا ہے“

بن جائیں۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (سورہ نساء: ۱۰۳)

”اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلے کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو۔“

کے حکم پر عمل پیرا ہوں۔

لیکن بریلوی واعظ اپنے امام کی پیروی میں وہاں بھی تفرقہ بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔ مثلاً ایک صاحب منصور علی خاں جو بمبئی میں مسجد مدین پورہ کے امام ہیں، کرناٹک (میسور) کے شہر شیموگہ گئے، وہاں پر زور تقاریر سے مسلمانوں میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکا دی، شیموگہ کے مسلمانوں نے ان پر دعویٰ دائر کر دیا اور ان کی ٹیپ کردہ تقاریر سنائیں، جن میں یہ مواد تھا۔ ہم ”ندائے عرفات“ مطبوعہ شہر شیموگہ کی زبان میں نقل کر رہے ہیں۔

”تبلیغی حضرات کی عورتوں کے ساتھ زنا بالجبر کرنے کی تلقین کی۔ ان کے پینے کے پانی میں کتے مار کر ڈال دینے کی تلقین کی۔ تبلیغی عورتوں یا مردوں کی جماعت آپ کے پاس آئے تو چپل اور جھاڑو سے تڑا تڑا مارنے کا مشورہ دیا اور کہا تم اپنی جھاڑو سے انہیں مارو وہ اپنی چپل چھوڑ کر بھاگیں گے وہ چپل آپ کے حق میں مال غنیمت ہوگی،

آپ فایدے میں رہیں گے۔ ان ڈبل بارہ کو جہاں دیکھو وہاں مارو، جیسے روٹی دھنکنے والا رینڈٹ کی آواز سے روٹی صاف کرتا ہے، ایسے ہی آواز ان کے مارے جانے پر ہونی چاہیے۔“

سوشل بائیکاٹ:

”وہابیوں کو نکاح کے لیے دختر مت دو۔ ان کے مردہ تمہارے قبرستانوں میں مت دفن کرو۔ تمہاری مسجدوں میں انہیں داخل ہونے نہ دو۔ سلام نہ کرو۔ جو انہیں سلام کرے گا وہ کافر ہے۔ انہیں کافر نہیں جاننے والا بھی کافر ہے۔ سرورق ہفت روزہ ندائے عرفات: جلد نمبر ۲، شمارہ نمبر ۲، مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۹ء بہ روز پنج شنبہ، طابع و ناشر و مدیر عتیق احمد، پیرسن پرنٹرز ایم کے کے روڈ، شیموگہ، کرناٹک (یعنی میسور)

منصور علی خاں وغیرہ پر یہ مقدمہ ۷ اگست ۱۹۷۵ء کو دائر کیا گیا۔ (ندائے عرفات: ص ۲، کالم ۴) اور ۲۱ اگست ۱۹۷۹ء کو جمعہ کے دن اس کا فیصلہ سنایا گیا۔ منصور علی خاں کو ایک سال قید بامشقت کی سزا، ایک ہزار روپے جرمانہ اور ان کے دو ساتھیوں کو تین ماہ قید اور پانچ سو روپے فی کس جرمانے کی سزا دی گئی۔ مقدمہ کا فیصلہ نمبر (سیکشن ۲۹۸ IPC اور ۳۴۷ IPC) تحریر ہے۔

منصور علی خاں کی یہ تقریریں شیموگہ اور بھدراتوی میں مئی ۱۹۷۵ء میں ہوئی تھیں۔ ”ندائے عرفات“ کے چار صفحات میں اسی مقدمہ کی کاروائی کا بجا دی گئی ہے۔ ہم نے یہ کم حصہ نقل کیا ہے۔ اس جلیل القدر بریلوی عالم نے انور کالونی بھدراتوی میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

”نوجوانو! وہابیوں، تبلیغیوں کی عورتوں سے زنا بالجبر کرو، اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ خود بہ خود سنی کہلائے گی۔“ (ندائے عرفات: ص ۴، کالم ۳)

(ماخوذ، فاضل بریلوی کے فقہی مقام کی حقیقت: ص ۸۱-۸۰)

(۱۲)

عرض حال

یہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات جناب الطاف حسین حالی نے حضور علیہ السلام کے حضور امت کے احوال پیش کرنے کے لیے یہ نظم پیش کی، جس میں نہایت دردمندی سے احوال ذکر کیے گئے ہیں۔ احمد رضا خان نے انہیں کافر کہا ہے۔ آپ اسے پڑھیے اور خود فیصلہ کیجیے کہ یہ کافر ہیں؟

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پرویس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر وکسری
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین، ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہاں
اب اس کا نگہاں اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جس دین نے غیروں کے تھے دل آکے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے بھائی جدا ہے
جو دین کہ ہم دردِ بنی نوع بشر تھا

اب جنگ وجدل چار طرف اس میں پنا ہے
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی
اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے
جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی
وہ عرضہ تیغِ جہلا و سفہا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیاں تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمہ صافی
دین داروں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے
عالم ہے سو بے عقل ہے، جاہل سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے، مفلس سو گدا ہے
یاں راگ ہے دن رات تو واں رنگ شب و روز
یہ مجلسِ اعیان ہے وہ بزمِ شرقا ہے
چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
ہے دین کی دولت سے بہا، علم سے رونق
بے دولت و علم اس میں نہ رونق نہ بہا ہے
شاہد ہے اگر دین تو علم اس کا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اس کی جلا ہے
جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ دنا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے
جس قصر کا تھا سر بہ فلک گنبد اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے
بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اس کے ہوا ہے
وہ روشنی بامِ ودرِ کشورِ اسلام
یاد آج تلک جس کے زمانے کو ضیا ہے
روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے
عشرت کدے آباد ہے جس قوم کے ہر سو
اس قوم کا ایک گھر اب بزمِ عزا ہے
چاؤش تھے لکارتے جن رہ گزروں میں
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے
وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بہ فلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کی اب رو بہ قضا ہے
جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درہا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
تھی آس تو تھا خوف بھی ہم راہ رجا کے
اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے
جو کچھ ہیں وہ سب اپنی ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بہ دولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
کی زیب بدن سب نے ہی پوشاک کتاں کی
اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے
درکار ہیں یاں معرکے میں جوش و خفاں
اور دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے
دریائے پُر آشوب ہے اک راہ میں حایل
اور بیٹھ کے گھرِ ناؤ پہ یاں قصدِ شنا ہے
ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت
واں قافلہ سب گھر سے تھی دست چلا ہے
یاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے
اور سکے رواں شہر میں مدت سے نیا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمہ رحمت بابی انت وائی
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
جب تو نے کیا، نیک سلوک ان سے کیا ہے
صدمہ در دنداں کو ترے جن سے کہ پہنچا
کی ان کے لیے تو نے بھلائی کی دعا ہے
کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی
کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے
سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم
ہر باغی و سرکش کا سر آخر جھکا ہے
جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری
منقول انہیں سے تری پھر مدح و ثنا ہے
برتاؤ ترے جب کہ یہ اعدا سے ہیں اپنے
اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے
کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں
ظہروں میں بہت جس کا جہاز آکے گھرا ہے
امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دل دادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے
ایماں جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے
وہ تیری محبت، تری عترت کی ولا ہے
ہر چپقلش دہر مخالف میں ترا نام
ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے
جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اڑتی
وہ خاک ہمارے لیے داروئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیرے ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے
جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے
کل دیکھیے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ ایک ایک فدا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
گر بد ہیں تو حد اپنا ہے کچھ اور زیادہ
اخبار میں الطالح لی ہم نے سنا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے
خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
گر دین کو جوکھوں نہیں ذلت سے ہماری
امت تری ہر حال میں راضی بہ رضا ہے
عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے
ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلہ ہے
ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
ہاں جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے

(۱۳)

وصایا شریف

اسلام کے خلاف، خدا کے حریف ہیں
یہ لوگ یادگار وصایا شریف (۱) ہیں
اسلام ان کے دشمن الحاد کا شکار
مذہب کے اعتبار سے عضو ضعیف ہیں
فطرت کے اعتبار سے دشنام واشگاف
پیشے کی رو سے تاجر دین حنیف ہیں
اقصائے چین سے تابہ سوادِ طرابلس
برطانیہ کی فصلِ ربیع و خریف ہیں
اربابِ دُوں نہاد کی تصویر خانہ ساز
یارانِ بد زباں کے سیاسی حلیف ہیں
دو سو برس سے شرک نوازی میں بے مثال
طرزوں کے پیچ و خم کی بنا پر شریف ہیں
مفتی نہیں، فقیہ نہیں، پیش واپس نہیں
یہ خان زادگانِ بریلی شریف ہیں

شورش کاشمیری

(۱۴)

دیوبند

از مولانا ظفر علی خاں مرحوم

شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ملتِ بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمتِ بظہا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند

اسمِ تیرا با مسمیٰ ضربِ تیری بے پناہ
دیوِ استبداد کی گردن ہے اور تیری کند

تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جان سے نثار
قرنِ اول کی خبر لائی تیری الٹی زقند

تو علمِ بردارِ حق ہے حق نگہباں ہے تیرا
خیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند

ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا ان عالمانِ دینِ قیم نے پسند

جان کر دیں گے جو ناموسِ پیہر پر فدا
حق کے رستے پر کٹا دیں گے جو اپنا بند بند

(۱) مولوی احمد رضا کی آخری وصیتیں۔

کفر ناچا جن کے آگے بارہا یگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند

اس میں قاسم (۱) ہوں کہ انور شہ (۲) کہ محمود حسن (۳)
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند

گرمی ہنگامہ تیری ہے حسین احمد (۴) سے آج
جن سے پرچم ہے روایات سلف کا سر بلند

(۱۵)

دارالکفر بریلی

مولانا ظفر علی خاں مرحوم

اوڑھ کر حامد رضا خان آئے بدعت کا لحاف
ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

مانچسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے ادھار
شرک کی انٹی بریلی کا یہ بڈھا نور باف
بچ میں کھٹل بھرا گودڑ ہے پھیلا ہوا
گرچہ آتا ہے نظر اجلا رضائی کا غلاف

ہیکر طاغوت ہے، یا ہے رضائے مصطفیٰ
باپ تھا اس لاش کا سر اور بیٹا اس کی ناف
مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانان ہند
ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی
دید کے قابل ہے اس کا انعکاس و انعطف
جو حریف اسلام کا ہو آپ ہیں اس کے حلیف
اس کے دشمن آپ ہیں جو ہوں نصاریٰ کے خلاف

ہم مٹادیں گے زمانے میں نشان اسلام کا
بندہ پرور کہہ نہیں دیتے یہی کیوں صاف صاف
زندگی ہے اس کی ملت کے لیے پیغام موت
کر رہا ہو جو بجائے کعبہ قبروں کا طواف

(۱) حیدر الاسلام سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی
(۲) محدث زمانہ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری
(۳) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی
(۴) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

فی سبیل اللہ فساد

بریلی کے علمائے تکفیر پنجاب مرحوم کے بعض شہروں میں زبان درازی کی اس حد پر آ گئے تھے کہ ان کے نزدیک حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی، امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی، شیخ الحدیث علامہ انور شاہ، شیخ الہند مولانا محمود حسن، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ التفسیر مولانا احمد علی، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور انتہایہ ہے کہ رئیس المجاہدین شاہ اسماعیل شہید بھی کافر و ملحد تھے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں
ان خود فروش واعظوں کا یہ سلسلہ سب دشمن تحریری و تقریری میرے سامنے
آیا تو انتہائی صدمہ اور اس کے ساتھ تعجب ہوا کہ اس قسم کی خود کا شتہ فصل
بھی یہاں موجود ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ۲۹ اشعار اس محاسبے کا
حرف آغاز تھے، جو اس خانوادہ تکفیر کی عداوت کے لیے اس آرزو کے
ساتھ بے اختیار زبان پر آ گئے تھے۔ ع

شاید کہ اتر جائے کسی دل میں بری بات

☆

دل میں اگر ملال نہ لائیں بریلوی باتیں کروں گا اُن سے یقیناً کھری کھری
کافر گری کی رسم پہ نازاں ہے کون شخص کس خان دان علم کا شیوہ ہے بت گری

تکفیر کس کے منبر و محراب کی دلیل
کھولے ہیں کس نے اپنی قباؤں کے بیچ و خم
کھاتا ہے کون دین فروشی کی روٹیاں
بغداد کس کی ”تیغ جہان دار“ کا ہدف
کچھ یاد بھی ہے دین فروشانِ عصر نو!
نانوتویؒ پہ کفر کا فتویٰ؟ حیا کرو!
دشنام ہو گئے ہیں کمالات دیوبند
سرخیل ملحدان ہیں شہیدانِ بالاکوٹ؟
احمد علیؒ کی ذات پہ کچھڑ اُچھال کر
لاؤ کہاں سے انورؒ و محمودؒ کا جواب
کل تک تھے آپ کارڈ کلائیو کے خانہ زاد
کشکول لے کے شرع فروشی کا ہاتھ میں
سی آئی ڈی سے کہنے روابط کی آڑ میں
تم وارثِ سموم و خزاں ہو خدا گواہ
کہتا ہوں صاف صاف خدایانِ ذکر و عطا!
چھوڑا نہ تم نے شیوہ کافر گری اگر
ننگا کروں گا تم کو شرافت کے نام پر
نکلوں گا لے کے پرچم فاروقؒ ذی وقار
وقت آ گیا کہ تیغ علیؒ بے نیام ہو
آتا نہیں قلم پہ کوئی ناروا خیال
اس کاروبار کفر پہ شیخ الحدیث ہو؟
کس کی زباں ہے دعوت و ارشاد سے تہی
روندی گئی ہے کس کے عماموں کی برتری
بکتی ہے کس دکان پہ شرع پیہری
بیٹا ہے کس پہ حادثہ چرخ چنبیری
کیوں کر دلوں سے شرم رسول خدا گئی
توہین کر رہا ہے رسالت کی تھانویؒ؟
تضحیک کا شکار ہیں ایمان و آگہی
یارانِ خود فروش! یہ انداز خود سری؟
کرتے ہو ایک عاشق صادق کی ہم سری
کس پر غرور؟ کس پہ جتاتے ہو برتری؟
پاتے تھے خان دان حکومت سے رہبری
یہ ذکر و عطا ہے کہ نوائے گداگری
لوگوں کے دل میں اپنی بٹھاتے ہو برتری
تم سے بنے ہیں گوہر شب تاب کنکوی
میری طرف سے دل پہ لکھو حرفِ آخری
رولوں کا خاک پا میں تمہاری سکندری
حکماً اُتار دوں گا نقابِ فسوں گری
دنیا پہ آشکارا ہے میری شناوری
خیبر سے بڑھ کے آپ کا فتنہ ہے کشتی
رکتا نہیں زباں پہ کوئی حرفِ گفتنی
یوں کر رہے ہو دین پیہر کی چاکری؟

یہ بات اور صاف کرو بزدلانِ شہر
کب تک رہے جو خفیہ وظیفہ سے فیض یاب
سوچا بھی ہے کہ آپ کے فتوؤں کی آب و تاب
کہتا ہے تم سے گنبدِ خضریٰ کا تاج دار (۱)
نانوتوئی کی معنوی اولاد کے خلاف
کچھ لکھا ہے، دل سے لکھا ہے خدا گواہ
ورشِ نہیں یہ محض نواہائے شاعری

۱۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء

ماخذ

اس کتاب کی تالیف، اضافات، ضمیمہ اور حواشی میں جن کتب سے استفادہ کیا گیا۔

نمبر	کتاب	مصنف / مرتب	ناشر
۱	القرآن الکریم		
۲	اجوبہ اربعین	مولانا محمد قاسم نانوتوی / صوفی عبدالحمید سواتی	مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۳	ارواحِ ثلاثہ	مولانا اشرف علی تھانوی	کتب خانہ امدادیہ سہارن پور
۴	ازالۃ العار (مشمولہ فتاویٰ رضویہ)	احمد رضا خان بریلوی	
۵	الکوکبۃ الشہابیہ	احمد رضا خان بریلوی	
۶	النہی الاکید	احمد رضا خان بریلوی	
۷	الطاری الداری بہ ہفوات عبدالباری	احمد رضا خان بریلوی	حسنی پریس بریلی
۸	الاستمداد علی اجیال الارتداد	احمد رضا خان بریلوی	
۹	ارادۃ الادب لفاضل النسب	احمد رضا خان بریلوی	
۱۰	الامارۃ والجمہاد	احمد رضا خان بریلوی	
۱۱	الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ	احمد رضا خان بریلوی	
۱۲	اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام	احمد رضا خان بریلوی	

رضا خانیوں کی کفر سازیاں

۱۳	اصلاح ہشتی زیور	حشمت علی خان پبلی بھیتی	مسلم پریس بریلی
۱۴	احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ	حشمت علی خان پبلی بھیتی	
۱۵	اجمل انوار الرضا		
۱۶	الجوابات السنیہ علی زہاء السوالاۃ الملیکیہ		
۱۷	انوار ساطعہ	مولوی عبد السمیع	نفیم پریس دہلی
۱۸	باغی ہندوستان	محمد عبدالشاہد خاں شروانی	
۱۹	برق خداوندی	محبوب علی خان	
۲۰	بہار شریعت	امجد علی خان	
۲۱	تختہ المقلدین	نقی علی خان	
۲۲	تجانب اہل سنت	محمد طیب دانا پوری / حشمت علی خان	
۲۳	تاریخ اعیان و بابیہ		
۲۴	تنویر الحجۃ لمن یکوز التواء الحجۃ	مصطفیٰ رضا خان بریلوی	مطبع اہل سنت والجماعت بریلی
۲۵	تاریخ قرآن	مولانا قاری شریف احمد / حافظ تنویر احمد شریفی	مکتبہ شریفیہ کراچی
۲۶	تاریخ دارالعلوم دیوبند	مولانا محبوب رضوی	دارالعلوم دیوبند
۲۷	تحقیقات قادریہ		جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی
۲۸	تذکرۃ الرشید	مولانا عاشق الہی میرٹھی	
۲۹	جزاء اللہ عدوہ	احمد رضا خان بریلوی	

رضا خانیوں کی کفر سازیاں

۳۰	حدائق بخشش	احمد رضا خان بریلوی	
۳۱	حسام الحرمین	احمد رضا خان بریلوی	
۳۲	خولجہ حسن نظامی خاکے اور خاکہ نگاری	ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری	پورب اسلام آباد
۳۳	دوامغ الحمیر		
۳۴	دوام العیش	احمد رضا خان بریلوی	
۳۵	ذکر اقبال	عبدالحمید سالک	
۳۶	راز سیرت کمیٹی	حشمت علی خان	سلطانی پریس بمبئی
۳۷	روزگار فقیر		
۳۸	سوالات علما جوابات ندوۃ العلماء		بریلی پریس
۳۹	سرگزشت اقبال		
۴۰	ضیاء القلوب	مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی	
۴۱	عرفان شریعت		
۴۲	فیصلہ کن مناظرہ	مولانا محمد منظور نعمانی	الفرقان بک ڈپو لکھنؤ
۴۳	فاضل بریلوی کے فقہی مقام کی حقیقت	مولانا سید حامد میاں	مدرسہ تجوید القرآن خانویل
۴۴	فتاویٰ رضویہ	احمد رضا خان بریلوی	
۴۵	فتاویٰ مظہری	مفتی مظہر اللہ دہلوی	
۴۶	کشف ضلال دیوبند	حشمت علی خان	
۴۷	کمالات رحمانی	مولانا شاہ تاج حسین بہاری	

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ

کیا صلوٰۃ و سلام اور محفل میلاد بدعت ہے؟

”جس میں درود شریف جیسی اہم عبادت کے ساتھ بدعات کا معاملہ، میلاد کی تاریخ، اس کے موجد، مروج کے عقاید و نظریات اور اس کے بارے میں علمائے احناف کے فتاوے، بدعات کے معانی و مفاسد کا بیان مدلل انداز میں کیا گیا ہے۔“

تالیف
نعمان محمد امین

رضا خانیوں کی کفر سازیاں

۴۸	موضح الفرقان (ترجمہ قرآن)	مولانا محمود حسن دیوبندی	مدینہ پریس، بجنور
۴۹	مقامع المبتدعین	مولانا شاہ کرامت علی جون پوری	
۵۰	ملفوظات	احمد رضا خان بریلوی	
۵۱	مظاہر الحق الاجلی	حشمت علی خان	
۵۲	وصایا شریف	احمد رضا خان بریلوی	الیکٹرونک ابوالعلائی پریس آگرہ
۵۳	دسل السیف الہندیہ	احمد رضا خان بریلوی	
۵۴	ہفت مسئلہ	مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی	
	اخبارات و رسائل		
۵۵	روزنامہ امروز لاہور		
۵۶	روزنامہ جنگ کراچی		
۵۷	ہفت روزہ چٹان لاہور		
۵۸	روزنامہ سیاست لاہور		
۵۹	ماہ نامہ سنی لکھنؤ		
۶۰	اخبار عصر جدید کلکتہ		
۶۱	اخبار قومی آواز لکھنؤ		
۶۲	ماہ نامہ معارف اعظم گڑھ		

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

دیوبند کی عدالت میں

اذان میں انگوٹھے چومنے کی من گھڑت روایات پر
شیخ الحدیث حضرت مولانا سر فراز خان مسند مدظلہ
شیخ المفسرین حضرت مولانا عبد الحمید خان سواتی
فقیر العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
کی تحقیقات کا مفید اور معلوماتی مجموعہ

نعمان محمد امین

علمی تحریرات کا نادر مجموعہ

فاضل بریلوی کا ترجمہ قرآن
اور
فقہی مقام کی حقیقت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ۔ لاہور